قصائدِ ظہیر فاریابی

مع

نقد و تبصرہ و حواشی مفیدہ

مرتّبہ

مولوی حافظ جلال الدّین احمد جعفری زینبی

مدرّس عربی و فارسی انٹرمیڈیٹ کالج الہ آباد

باہتمام سیّد عبد الوسع

در مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد مطبوع گردید

بار اوّل ۵۰۰ (حقوق تالیف محفوظ است) قیمت فی جلد عہ

فہرست مقدمہ قصائد ظہیر فاریابی

فہرست قصائد ظہیر فاریابی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ بر قصائد ظہیر فاریابی

تذکرۂ ظہیر فاریابی

جب کوئی شخص کسی نامور بزرگ کی زندگی کے کارنامے معرضِ تحریر میں لانے کے لیے قلم اٹھاتا ہے تو اسکو اپنے حصولِ مقصد کے لیے دو ذریعوں سے کام لینا پڑتا ہے۔
اوّل تاریخ و سیر کی کتابوں سے - دوم اگر وہ نامور مصنف ہے تو اسکی تصانیف سے۔

سوانح نگار تاریخ و سیر کی مختلف کتابوں سے اُن متفرق اور پریشان روایات کو جو اُس نامور بزرگ کے حالات کے متعلق بہم پہنچتی ہیں اک جا فراہم کرتا ہے - پھر اُن روایات کی درایت سے تنقید کرتا ہے تاریخی اختلافات کی واقعات کی مطابقت سے جانچ پڑتال کرتا ہے جب اِن دونوں معیارسے کوئی واقعہ صحیح ثابت ہوتا ہے تو وہ اسکو قلمبند کرتا ہے۔

چونکہ اکثر مصنف اپنے تصانیف میں اپنے حالاتِ زندگی اجمالاً یا تفصیلاً لکھ دیتے ہیں یا اُن کی طرف صراحتہً یا کنایتہً اشارے کر دیتے ہیں - اُن حالات اور اشارات سے سوانح نگار کو کافی مدد مل جاتی ہے - یہ ذریعہ بہ نسبت پہلے ذریعے کے معتبر اور اولٰے اور انسب سمجھا جاتا ہے۔

ظہیر فاریابی اگرچہ شاعر ہونے کے لحاظ سے کمال شہرت اور ممتاز حیثیت رکھتا ہے لیکن اربابِ تذکرہ نے اُسکے حالاتِ زندگی لکھنے میں نہایت کوتاہ قلمی سے کام لیا ہے انھوں نے جو کچھ لکھا ہے اُس سے ظہیر کے حسبِ ذیل ضروری حالاتِ زندگی پورے طور پر ظاہر نہیں ہوسکتے ۔

"ظہیر نے علوم و فنون کہاں اور کس سے حاصل کیے ؟ اُس نے کس عمر میں شعر کہنا شروع کیا۔ سب سے پہلے اُسکا کس دربار سے تعلق ہوا۔ اور اُسکو وہاں تک پہونچنے میں کن وسائط اور وسائل کو کام میں لانا پڑا۔ پھر اور درباروں میں اُسکو کس طرح سے باریابی حاصل ہوئی ؟ وہ کہاں کہاں کتنے کتنے عرصے تک رہا۔ ؟ وہ کیا اسباب تھے جنکی بنا پر اُسکو ایک دربار سے ترک تعلق کرکے دوسرے دربار میں جانا پڑا۔ اُسکو مدیح گستری کے صلے میں کس کس دربار سے کیا کیا ملا ؟ آخر عمر میں اُس نے کب گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور وہ گوشہ نشینی اختیار کرنے کے بعد کتنے برس تک زندہ رہا۔ ظہیر حکیم تھا۔ فاضل تھا۔ اُسکی تصنیف صرف یہی مجموعہ قصائد وغیرہ ہیں ؟ یا اسکے علاوہ کوئی اور کتاب بھی کسی علم و فن میں ہے۔"

غرض پہلا ذریعہ (یعنی تاریخ اور سیر کی کتابیں) یہ ظہیر کے حالاتِ زندگی لکھنے کے لیے چنداں کارآمد و مفید نہیں ہوسکتا۔ رہا دوسرا ذریعہ (یعنی ظہیر کے منظومات) ان میں بھی قصائد سے کہیں زیادہ ظہیر کے حالاتِ زندگی کا کچھ پتا چلتا ہے۔ لہذا اجمالی اشعار کو بھی جن سے ظہیر کے حالاتِ زندگی اخذ کیے گئے ہیں۔ بطور استناد و استشہاد کے درج کردیا گیا ہے۔

نام و لقب وغیرہ	ظہیر الدین طاہر بن محمد نام۔ ابوالفضل کنیت صدر الحکماء لقب ایک فاضل حکیم اور کامل شاعر تھا۔ شاعری ہے

رشیدی سمرقندی کا شاگرد تھا۔ ظہیر کا مسکن شہر فاریاب ہے۔ جو خراسان کے جوزجان میں بلخ کے قریب دریائے جیحوں کے مغرب میں واقع ہے۔ اسکا مولد ایک قریہ خلجتو (یا خیچکیتو) ہے جو فاریاب کے مضافات میں بلخ کے قریب اُس راستے پر ہے جو بلخ سے ہرات کو جاتا ہے ظہیر فاریابی نے اپنے مسکن کے متعلق کہا ہے ؎

چونکہ از فاریاب مسکن خود　　سوئے ایں مرتفع جناب رسم

چشم دارم بہ آں بضاعتِ فضل　　کز سخائے تو بانصاب رسم

تا تو از رخے بشہرِ سادہ بسی　　من ازیں شور فاریاب رسم

ظہیر فاریابی کا اشتیاق علوم وفنون

کہ ظہیر فاریابی کے منظومات سے پایا جاتا ہے کہ اُسنے چھ سال تک نیشاپور میں تحصیل علم ادب کے لیے قیام کیا اور وہیں ہر علم وفن میں کمالِ یکتائی حاصل کیا چنانچہ ایک قطعہ میں کہتا ہے ؎

مرا بہ مدّت شش سال حرص علم وادب　　بخاکدانِ نشاپور کرد زندانی

بہر ہنر کہ کسے نام بُرد در عالم　　چناں شدم کہ ندارم بعہد خود ثانی

ایک قصیدے میں کہتا ہے کہ ارکانِ عالم کی طرح میرے سر پر دانش کے چار رکن ہیں تا کہ

؎۵ رشیدی سمرقندی کا نام رشید الدین ابو محمد عبد اللہ ہے۔ یہ ابتدا میں ترکستان کے بادشاہ خضر خان ابراہیم طمغاج بن نصر ایلک کا درباری شاعر تھا۔ یہ بادشاہ ایلک خانیہ خاندان سے تھا جسکو آلِ خاقان اور آلِ افراسیاب بھی کہتے ہیں۔ خضر خاں کے مرنے کے بعد رشیدی نے اپنی عمر کا آخری زمانہ ابو الفتح ملکشاہ سلجوقی (جلوس ۴۶۵ھ وفات ۴۸۵ھ) کے دربار میں بسر کیا۔ ۵۷۳ھ میں وفات پائی۔ اور امیر قطران بن منصور ترمذی کا شاگرد تھا۔ رشید وطواط کہتا ہے میں قطران کو شاعر مانتا ہوں باقی کو شاعر نہیں جانتا ۱۲ ؎ نیشاپور پانچویں چھٹی صدی میں علوم وفنون کی تعلیم کا مرکز بنا ہوا تھا۔ یہاں بڑے بڑے حکما اور فضلا رہتے تھے جن سے علوم وفنون حاصل کرنے کے لیے دُور دُور سے طلبا آتے تھے حکیم عمر خیام۔ نظام الملک طوسی اور حسن بن صباح وغیرہ نے یہی سرزمین میں تعلیم پائی تھی ۱۲

پارسی حکمت - شرع ؎

رکن ہائے سرپر دانشِ من　　ہمچو ارکانِ عالم است چہار
تازی و پارسی و حکمت و شرع　　این دو اشعار دارم آن دو شعار

طغان شاہ کے دربار میں ایک قطعہ پیش کیا ہے جس میں کہتا ہے کیا فارسی کیا عربی - دونوں کی نظم و نثر میں میرے کمالِ دانش کو اندھے نے دیکھا اور بہرے نے سُنا ہے حکمت اور اسکے انواع کے علاوہ ہر فن میں مجھے زیب دیتا ہے کہ میں آسمان کا ہم آواز ہوں ؎

چو شعرِ من بزبانِ فصیح مے گوید　　کہ تو بہ فضل ز ابناءِ عصر ممتازی
کمالِ دانشِ من کور دید و کر بشنید　　بہ نظم و نثر چہ در پارسی چہ در تازی
برون ز حکمت و انواعِ آن کہ در ہر فن　　مرا رسد کہ کنم با فلک ہم آوازی

غرض ظہیر فاریابی جمیع علوم معقول و منقول میں کافی دستگاہ رکھتا تھا - اسی وجہ سے اسکو صدر الحکما کے لقب سے یاد کرتے تھے - وہ علمِ نجوم اور ہیئت میں بھی بڑا ماہر تھا - چنانچہ ایک بار کسی نجومی نے شاہی دربار میں طوفانِ باد آنے کی پیشین گوئی کی - ظہیر نے اسکی تردید میں ایک رسالہ لکھکر بادشاہ کے دربار میں پیش کیا - بالآخر طوفان آنے کا جو دن مقرر ہوا تھا اُس دن طوفان آنا تو درکنار ہوا زیادہ زور سے بھی نہ چلی -

طوفانِ باد کی سرگزشت

سلطان طغرل کا عہدِ سلطنت تھا - ماہ رجب ۵۸۲ھ[عہ] میں برجِ میزان میں ساتوں سیارے ایک درجے میں جمع ہوئے - نجومیوں نے پیشین گوئی کی کہ میزان برجِ بادی ہے لہذا اُس روز ہوا کا طوفان آئیگا - کیونکہ جب طوفانِ نوح آیا تھا تو یہ اجتماع برجِ سرطان میں آبی

عہ ماخوذ از نگارستان - انگریزی تاریخوں کے بموجب ۱۱۸۶ء میں جمیع شمس سیارے میں ۱۰ درجے پر تھا سیارے برجِ میزان میں جمع ہوئے - اس حساب سے ۲۹ جمادی الثانی یا پہلی رجب ۵۸۲ھ ہوتے ہیں ۱۲

میں ہوا تھا - اِس لیے دنیا میں پانی کا طوفان آیا تھا اور ساری زمین غرقاب ہو گئی تھی - اِس مرتبہ ہوا اِس زور سے چلیگی کہ اُسکے صدمے سے پہاڑ ہلنے لگیں گے - زمین تھرّائیگی - مکانات گر جائینگے - دنیا برباد ہو جائیگی - مخلوق اِس وحشت ناک خبر کے سننے سے بے حد پریشان ہوئی - انوری نے بھی اِس پیشین گوئی کے صحیح ہونے کا "ادّعا کیا تھا - وہ دن جو طوفانِ باد آنے کا مقرر کیا گیا تھا" گزر گیا - لیکن نہ اُس دن کوئی طوفان آیا - نہ اُسکے بعد ایک مدت تک کسی قسم کے طوفانی آثار ظاہر ہوئے - تو ظہیر نے یہ قطعہ نظم کیا اور اُس پیشین گوئی کی بابت انوری کا مذاق اُڑایا ؎

می گفت انوری کہ شود باد ہا چنانکہ کوہِ گران ز پاے در آید چہ بنگری
سالے گذشت و برگ نہ جنبید از درخت یا مرسل الریاح تو دانی و انوری

اِسوقت ظہیر فاریابی کا تعلق طغا لیا قزل ارسلان کے دربار سے تھا - اُسکے دربار میں بھی کسی نجومی نے یہ پیشین گوئی کی - ظہیر فاریابی نے اُسکی تردید میں ایک رسالہ لکھا - اور اُس نجومی کے حساب کو غلط بتایا اور اُسکی پیشین گوئی کو باطل ٹھہرایا - اُس رسالے کو دربار میں پیش کیا اور اُسکے ساتھ ہی ایک قطعہ نظم کرکے پیش کیا - اِس قطعہ میں ظاہر کیا کہ میں نے چند سال علم و ادب کے حصول میں نیشاپور میں بسر کیے ہیں - اور ہر ہنر میں یکتائی کا مرتبہ حاصل کیا ہے - جو شخص میرے قول کا منکر ہے وہ آپ کی مجلس میں آئے اور بیٹھے - میں نے جو کچھ دلیل و برہان بیان کیا ہے اُسکو سنے ؎

کسے کہ منکر این ماجراست گو بنشین بہ مجلست شنود تا دلیل و برہانے
رسالئے کہ ز انشاے خود فرستادم بمجلس تو در ابطالِ حکم طوفانے

باوجودیکہ ظہیر نے نجومی کی پیشین گوئی کی پوری پوری تردید کر دی تھی - اور اُس مقررہ دن میں طوفان باد بھی نہیں آیا تھا - لیکن دربار شاہی سے اُس نجومی کو خلعت و انعام دیا گیا - اور

"ظہیر مورد عتاب شاہی ہوا۔ ظہیر کو جو کچھ ملتا تھا وہ بند کر دیا گیا جسکی وجہ سے وہ بھوکوں مرنے لگا۔ چنانچہ ظہیر نے اِن اشعار میں اُس واقعے کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

آں کس کہ حکم کردہ بہ طوفانِ باد و گفت — کاسیبِ آں عمارتِ گیتی کند خراب
تشریف یافت از تو و اقبال دید و جاہ — در بندِ آں نشد کہ خطا گفت یا صواب
من بندہ چوں خطائے و ابطال کردہ ام — با من چرا بوجہ دگر میرود خطاب
بر من وبال شد ہنرِ من کہ صد بلا — ہر ساعتے کہ من بہ ہنر کردم اکتساب
گو نیست شور بادہ و گو نیست شور فلک — بر من بہ نیم جو کہ فگندم دریں عذاب
طوفانِ من گذشت کہ نُہ ماہ ساختم — از آبِ دیدہ شربت و از خونِ دل شراب
سہل است آں سہ ماہ دگر نیز ہمچنیں — تن در دہم بداں کہ نہ نانم بود نہ آب
لیکن بہ بست فاقہ بترسم کہ عاقبت — من ہم زجاں بر آیم و ہم خسرو از عذاب

نہ دوستے کہ فاقہ کشیدم ہزار شربت زہر — کہ کس مرا ز عرق تر ندید پیشانی
ازاں سبب بجناب تو التجا کردم — مگر کہ داد من از روزگار بستانی
چہ مایہ خدمتِ شاہاں کہ پشت پائے زدم — بداں امید کہ بر من سرے بجنبانی
مرا نہ بہر جوازے کہ خواستم صد بار — روا مدار کہ چندیں مرا برنجانی
اگر وراں سخنم شبہتے ست می خواہی — کہ از جریدۂ ایام نسخہ بر خوانی
مرا چناں کہ بود ہم معیشتے باید — کہ بے غذا نتواں داشت روحِ حیوانی

اُن سلاطین کے حالات جنکی ظہیر فاریابی نے ملازمت کی ہے — تمام اربابِ تذکرہ کا اتفاق ہے کہ ظہیر کا تعلق ان شاہ موید حاکم نیشاپور، جہاں پہلوان اتابک محمد۔ قزل ارسلان۔ اور نصرۃ الدین ابوبکر

کے درباروں سے تعلق تھا۔ اور اسپر بھی سب متفق ہیں کہ وہ فاریاب سے نکل کر اوّل نیشاپور پہونچا۔ لیکن ظہیر کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ وہ نیشاپور پہونچنے سے پہلے جہاں پہلوان اتابک محمد کے دربار میں باریاب ہو چکا تھا۔ ظہیر نے عید کی تہنیت میں یہ قصیدہ عضد الدین طغان شاہ موید کے دربار میں پیش کیا تھا ؎ چو ماہ یک شبہ بنہفت چہرہ در ظلم ٭ مہ دو ہفتہ در آمد بتہنیت ز درم
اسمیں کہتا ہے ؎ نہ بہر تہنیت عید خود ہمیں قصد است ٭ کہ بیال ہنر بزم جہاں پہلوان تحفہ برم
علاوہ ازیں اور بھی کئی ایسے اشعار ہیں جن سے اس بات کی پوری تصدیق ہوتی ہے کہ ظہیر نیشاپور جانے سے پہلے اتابک محمد کے درباروں میں شامل ہو چکا تھا۔

۱- سنہ ۵۷۱ھ میں شمس الدین ایلدگز کا انتقال ہوا ہے جو اتابک محمد کا باپ تھا اور اسی سال اتابک محمد اپنے باپ کے منصب پر متمکن ہوا ہے۔ اور طغان شاہ ۵۸۲ھ میں عالم نیشاپور ہوا ہے۔

۲- ظہیر فاریابی نے ابوبکر نصرۃ الدین کی مدح میں قصیدے اُس وقت سے لکھنا شروع کیے ہیں جب کہ وہ شاہزادہ تھا۔ اور اُسکا باپ اتابک محمد نائب السلطنت تھا۔ اور اُسکا چچا قزل ارسلان اتابک محمد کا نائب تھا۔ چنانچہ نصرۃ الدین ابوبکر کے ایک مدحیہ قصیدہ کے مطلع میں کہتا ہے ؎ ای خجستہ دولت منشور ملک عالی داں ٭ ای بچہرہ سلطانی و بجبیں پر سلطان نشان
ایک اور قصیدے کے گریز میں کہتا ہے ؎

آن شاہ و شاہزادہ کہ اقبال گویدش ٭ از فخر پای بر سر اختر بنہادہ
بوبکر بن محمد کاندر دیار کفر ٭ آتش ہزار بار چو حیدر بنہادہ

ایک قصیدے کا مطلع یہ ہے ؎

ای چتر قدر جاہ و قدر رستہ لب ہمایون بارگاہ ٭ در حریم حضرت تو کامراں اقبال شاہ

ظہیر کو دربارِ طغان شاہ میں جو واقعات پیش آئے

ظہیر کے قطعات سے پایا جاتا ہے کہ عضد الدین طغان شاہ نے اپنے دربار میں فضلا کی کمی کو محسوس کیا۔ اور ظہیر کی طلب میں فرمان بھیجا۔ ظہیر نیشاپور سے پہونچا۔ دربارِ شاہی میں حاضر ہوا۔ لیکن طغان شاہ کے درباریوں میں سے کچھ لوگ ظہیر کے مخالف ہو گئے۔ انھوں نے طغان شاہ سے عرض کیا کہ ظہیر تو ایک معمولی شاعر ہے۔ طغان شاہ نے نظرِ التفات کم کر دی۔ ظہیر دربار میں حاضر ہونے سے روک دیا گیا۔ چنانچہ اُس نے اِس قطعہ میں انھی واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

ز لفظِ من کہ رساند بہ سمعِ خسروِ شرق ۲ — کہ اے کمینہ خطابت شہنشہ غازی
توئی کہ پای تو چون در رکابِ عزم آید — چو آفتاب ز قدرت بر آسمان تازی
عنانِ چرخ بپیچی چو تیز در نگری — عنانِ وہم بگیری چو تنگ در تازی
چو زیر پای ستم آورد اہلِ دانش را — زمانہ از سرِ بی رحمتی و بدسازی
شنیدم شاہِ جہان خواست بندہ تا بیند — کند بہ قوّتِ آن بر جہان سرافرازی
ازان سعادت محروم شد ہم آخر کار — ز بی زمانہ کہ می بگردد بیک بازی
مگر چہ پیش ملالی نمودہ اند کہ من — چو دیگرانم اندر شاعری یک اندازی
چو شعرِ من بہ زبانِ فصیح می گوید — کہ از بہ فضل زبانۂ عصر ممتازی
کمالِ دانشِ من کورِ دیدہ کر بشنید — بہ نظم و نثر چہ پارسی چہ در تازی
بہ علم و حکمت و انواعِ آن کہ در ہر فن — مراد رسد کہ کنم با فلک ہم آوازی

ع۱ طغان شاہ موید سلجوقی کا بیٹا تھا جو اپنے باپ کے مرنے کے بعد تختِ سلطنت پر بیٹھا۔ ۱۸ سال سلطنت کر کے محرم ۵۸۱ھ میں انتقال کیا ۱۲ ع۲ خسروِ شرق سے مراد عضد الدین طغان شاہ ہے۔ خود ظہیر کہتا ہے ع۳ ملک اتابک
طغان شاہ موید کہ بہ طبع داد آسمان پرورش از حیثِ حمیدہ خدم است ۱۲

مرا چہ نسبت با دیگراں بجا اں شل است ‏ ‏ کہ ہر وزی را ہر گز چہ کار با بازی

ظہیر نے یہ قصیدہ عید کی تہنیت میں لکھا ہے ؎

چو ماہ پاک شہر بود شد چہرہ از ترسم ‏ ‏ مہ دو ہفتہ درآمد بر تہنیت از روم

اس قصیدے میں اظہار مدعا کے وقت کہتا ہے "اس سے پہلے مجھے تو یہ گمان نہ تھا کہ باقی عمر مجھے آپ کی درگاہ کی خاک سے سفر کرنا پڑے گا۔ میں نے آپ کی خدمت ہمیشہ آرزو سے طلب کی۔ آپ یہ جائز نہ کیجیے کہ میری اس آرزو کو نقصان پہنچے۔

آپ اہل غرض کی چکنی چپڑی باتوں سے میری بیخ کنی نہ کیجیے کیونکہ میں باغ فصاحت کا ایک بارور درخت ہوں۔ مجھے آپ لطف و کرم کی نہر سے سیراب کیجیے۔ اور دیکھیے کہ اس سے آپ کو کیسے کیسے ثمرے حاصل ہوتے ہیں۔ مجھ سے دنیا کے بادشاہ اپنا نیک نام زندہ کرتے ہیں۔ آپ مردہ دلوں کے کہنے سے میری کمر پر کلہاڑی نہ ماریے۔ جب آپ نے مجھے باہمہ خریدا ہے تو اب مجھے فروخت نہ کیجیے کیونکہ جب آپ حقیقت دریافت کریں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ میں ہمہ تن ہنر ہوں۔ اگر میرے لیے کسی اور طرح کی سرفرازی اور عزت زیبا نہیں ہے تو مجھے اتنا ہی کافی ہے کہ میں آپ کے آستانے پر پڑا ہوں۔ میں آپ کے دربار میں روٹی کے واسطے نہیں آیا ہوں کیونکہ اتنا تو مجھے اور جگہ بھی میسر آ سکتا تھا۔ آپ عقل کے ذریعہ میری آبرو ریزی نہ کیجیے۔ اگر میں اب روٹی کا حرف زبان پر لاؤں تو کتے سے بدتر ہوں۔"

اسی قصیدے میں ایک موقعہ پر یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ اب تو میرا یہ ارادہ ہے کہ میں اپنا یہ جہاں پہلوان کی مجلس میں تحفے کے طور پر لیجاؤں۔

جب ظہیر طغان شاہ کے عدم التفات سے نہایت مجبور ہوا۔ اور بلا اجازت طغان شاہ کے نیشاپور سے کہیں نہیں جا سکتا تھا۔ اجازت حاصل کرنے کا کوئی موقع نہ تھا۔ کیونکہ خود وہ بلد کی

باریابی سے محروم تھا۔ درباری مخالف تھے۔ اُن کو کیا غرض تھی جو بادشاہ سے عرض کرتے اور ظہیر کے لیے نیشاپور سے جانے کی اجازت حاصل کرتے۔ تو اُسنے یہ قصیدہ پیش کیا۔ اور مطلع میں اپنے دلی مقصد کو نہایت خوبی سے ادا کر دیا ؎

کراست زہرہ کہ با این دلِ ز صبر نفور — در افگند سخنے از وداعِ نیشاپور

مطلب ظاہر کرنے کے موقع پر کہتا ہے ؎

اگرچہ قاصرم از کُنہِ مدحتت خواہم — کہ روزگار کنم بر ثنائے تو مقصور
ولیک دستِ حوادث چنان گلوگیر است — کہ ہست دم زدنم جملہ نفثۃ المصدور

ایک قطعہ میں کہتا ہے ؎

چو آدمی و پری جملہ متفق شدہ اند — کہ در زمانہ طغان شاہ راست فردِ شاہی
من از جنابِ تو جائے دگر روم بچہ عذر — مباد کس کہ ازین حال یابد آگاہی
کہم قبول کند یا کہ بشنود سخنم — چو دادِ من ندہد دولتِ طغانشاہی
وگر ضرور رہم از شہر مے بباید رفت — چنان کہ نے خبرے باشم و نہ درگاہی
بجستہ مثالِ مرا مرکبے دگر باید — کہ بر نشینم و سہل است این اگر خواہی

ایک اور قطعہ میں کہتا ہے ؎

شاہا! توئی کہ غرقۂ دریائے فتنہ را — دائم بہ حبلِ عصمتِ تو رہنموں کنند
از درگہت چرا نشوم من باختیار — گرچہ ز فاقہ رایتِ عمرم نگوں کنند
چوں علماء و افاضلِ عالم جنابِ تست — از حضرتِ تو قصدِ دگر جانبے چوں کنند
توہم ز جودِ خود نہ پسندی کہ ہیچ و خبست — دستِ تہیِ چو منے را ز در بروں کنند
کارِ مناشیِ من بطریقِ کرم بساز — ورنہ مثال دہ کہ ز شہرم بروں کنند

ایک قصیدے میں کہتا ہے ؎

مدتے شد کہ بر امید قبول — دیدہ در انتظار آں نظر است
شہریارا تو منکر آں کار مروز — شعر من در زمانہ مشہور است
ایں نگہ کن کہ نزد دانش من — شعر عیب است گرچہ آں ہنر است

دولت شاہ نے لکھا ہے کہ ظہیر نیشاپور سے سیاحت کے طور پر اصفہان گیا۔ اس وقت اصفہان کے قاضی القضاۃ صدر الدین بن عبد اللطیف خجندی نہایت ذی علم اور صاحب ثروت تھے مرجع افاضل و اکابر تھے۔ ظہیر بھی ایک دن سلام کرنے کے لیے انکے یہاں آگیا۔ دیکھا کہ خواجہ کی مجلس میں علما و فضلا صدر پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بھی سلام کرکے غریبوں کی طرح ایک جگہ پر بیٹھ گیا۔ مگر جیسا یہ چاہتا تھا خواجہ نے اسکی طرف ویسا التفات نہیں کیا۔ اس لیے ظہیر ناخوش ہوا اور یہ قطعہ لکھکر خواجہ کے ہاتھ میں دیا ؎

بزرگوارا دنیا ندارد آں عظمت — کہ ہیچ کس را زیبد بداں سرافرازی
ز چیست کاہل ہنر را نمی کنی تیمار — تو نیز ہم بہ ہنر در زمانہ ممتازی
شرف بہ فضل و ہنر باشد و ترا ہمہ ہست — بدیں نعیم محقر چرا ہمی نازی
بدیں نگاہ تو بہ بازی مکن ازاں کہ بعقل — دلم بہ گیسوی حوراں ہمی کند بازی
اگرچہ نیست خوش است یک سخن ز من بشنو — چناں کہ آں را دہ تو چناں خود بیازی
تو ایں سپہر کہ در دنیا کشیدہ در برو سے — بہ روز عرض مظالم چناں بہ بینہ نازی
کہ از جواب سلامے کہ خلق را بر تست — بہیچ مظلمہ دیگرے نپردازی

خواجہ نے ہر چند ظہیر کے ساتھ مدارات اور مروت کی لیکن اسنے اصفہان میں قیام نہیں کیا، وہ آذربائیجان چلا گیا۔ لیکن ظہیر کے منظومات سے پایا جاتا ہے کہ اسنے اصفہان میں دو سال

تک قیام کیا۔ اور اُس نے ملک صدر الدین کی تعریف میں چند قصیدے لکھے لیکن جو لوگ ملک صدر الدین کے مقرب تھے۔ ظہیر اُن سے کشیدہ رہتا تھا۔ اور اُن سے التجا کرنا نہیں چاہتا تھا چنانچہ وہ خود کہتا ہے ؎

بزرگوارا بعد از ہزار قرعہ و فال — مرا زمانہ بصدر تو کردہ راہنمون
دو سال شد کہ بریں فرخ آستانہ مرا — شدہ است دست تفکر بزیر پاے ستون
جہاں مکن کہ مرا باہزار گنج ہنر — بروزگار تو حاجت بود بہ مشتے دون
ہمہ بدعوی عصمت برآمدہ چو ملک — ولیک بودہ چو ابلیس در ازل ملعون
بفعل چون حشرات زمانہ نامضبوط — بطبع چون حرکات سپہر ناموزون
کشیدہ سر بسوے گردون ز کبر چون نمرود — گران شدہ بزمین سر بخل چون قارون
اگر متابعت ایشاں بود فلک چہ عجب — کہ ہر متابعت گاؤ سگے کند گردون
منم کہ بارہا ہمیں روز ہم دریں مجلس — ہمیں تظلم و فریاد کردہ ام کہ کنون
ولیک ازیں ہمہ فریاد ہیچ فائدہ نیست — چو بیش می نشند گام روزگار حرون

غالباً اسی وجہ سے ملک صدر الدین ظہیر کی جانب ملتفت نہیں ہوتا تھا۔ ملک صدر الدین نے ظہیر کو خلعت عنایت کیا۔ ظہیر نے اُسکے شکریے میں ایک قطعہ کہا۔ اُسکے چند اشعار یہ ہیں ؎

بحضرت تو کہ پیوستہ نیک باد ترا — نمودہ ام دو سہ کرت کہ حال من چہ بد است
زعیش تیرہ ہمی کردم ایں ہمہ فریاد — نہ زاں کہ کسوت من اطلس است یا نمد است
اگرچہ تو تشریف خاص فرمودی — ہنوز موجب فریاد بر قرار خود است

بالآخر ظہیر نے یہ قطعہ کہا اور اصفہان سے روانہ ہو گیا ؎

صدرا سر آں نداشتم کامسال — جز درگہ تو مرا وطن باشد

ایّام رہا نہ کرد کاں دولت ۔۔۔ روزے دو سہ در افقِ حزن باشد

از کارے و خدمتے کہ در حضرت ۔۔۔ ہر چہ آں بود بدستِ من باشد

ظہیر اصفہان سے مازندران آیا۔ اُسوقت مازندران کا حکمران حسام الدولہ اردشیر بن حسن تھا۔ جو ۵۶۸ھ میں تخت پر بیٹھا۔ اور ۶۰۲ھ میں مرگیا۔ اور اُس نے تقریباً ۳۴ سال فرمانروائی کی۔ ظہیر کا یہ ایک مشہور قصیدہ ہے ؎

مرا ز دستِ ہنرہاے خویشتن فریاد ۔۔۔ کہ دارد م بہ دگرگونہ ہر یکے ناشاد

اُس قصیدے کے حسبِ ذیل اشعار سے پایا جاتا ہے کہ جب ظہیر کے فضل و ہنر اور شعر و شاعری کی عراق میں کچھ قدر و منزلت نہ ہوئی۔ تو وہ عراق سے روانہ ہوا۔ مازندران پہونچا اور اردشیر سے اہلِ عراق کی عدم توجہی کی فریاد کی ؎

بزرگتر ز ہنر در عراق عیبے نیست ۔۔۔ ز من مپرس کہ ایں نام بر تو چوں افتاد

ہنر نہفتہ چو عنقا بماند زاں کہ نماند ۔۔۔ کسے کہ باز شناسد ہماے را از خاد

کمینہ پایۂ من شاعری ست خود بنگر ۔۔۔ کہ چند گونہ کشیدم ز دستِ او بیداد

ولیکن ہیچ ازیں در عراق ثابت نیست ۔۔۔ تو خواہ در ہمداں گیر و خواہ در بغداد

منم کہ من ز فضل در جہاں یتیم ۔۔۔ ہمیں جفاے پدر بود و ہم بلی استاد

بہ پیش ہر کہ ازو یاد مے کنم حرفے ۔۔۔ نمی کند پس ازاں تا تواند از من یاد

ز جنبش سخن و غزل [illegible] کم نیست ۔۔۔ بضاعتے کہ تواں ساختن براں بنیاد

خود ظہیر نے [illegible] سالِ وفات [illegible] درج کیا ہے [illegible] عراق [illegible] سلاطین [illegible] حکمران تھے۔ خود سلاطین سلاجقہ [illegible] کچھ تعلق تھا۔

هزار دامن گوهر نثارِ شاں کردم — که هیچ کس شبهی در کنارِ زین ننهاد
هزار بیت بگفتم که آب ازو نه چکید — که جز ز دیده دگر آبم از کسی نگشاد
درین زمانه که فریاد رس نمی یابم — مرا رسد که رسانم به آسماں فریاد
اگر عنایتِ شاهم چو چنگ ننوازد — چو نای حاصلِ فریادِ من بود همه باد

اردشیر نے بھی ظہیر کی استمالت اور دلجوئی کی۔ انعام و اکرام سے مالا مال کیا۔ بلکہ داد و دہش کا سلسلہ اُس وقت تک بھی جاری رکھا۔ جب کہ ظہیر قزل ارسلاں کے دربار میں آگیا اور اُسکی مدح گستری کرنے لگا۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے ؎

شاید که بعد خدمتِ دَه ساله در عراق — نامم هنوز خسروِ مازندراں دهد

ظہیر نہایت خوشی سے اعتراف کرتا ہے کہ مجھکو اردشیر کی خدمت سے اپنے مطالب و مقاصد میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ ایک مدحیہ قصیدے میں اردشیر سے خطاب کرکے کہتا ہے ؎

منم که یافته ام چیرگی و فیروزی — ز بندگی تو بر جمله مطلب و مراد
بخدمت تو اماں یافته ز صرفِ زماں — چناں که از اثرِ سعی مرتضیٰ مقداد
با برِ رحمت و آفتابِ عاطفتت — رسید خوشهٔ امیدِ من بوقتِ حصاد
میانِ زمرهٔ اقرانم از عنایتِ محض — تو کردی اوحد ازاں پس که بودم از آحاد
ز تربیت چو کنی بیشتر ثنا بکنم — به نظم و نثر حریری و صاحبِ عبّاد

شاها اگرچه مایهٔ فضلِ مرا رواج — سرباری بضاعتِ اشعار نشکند
جز بهرِ نظمِ زیورِ مدحِ تو هر نفس — نطقم درِ خزانهٔ اسرار نشکند

ایک قصیدے میں عرض کرتا ہے

نہادہ پیش تو بندہ چو آب سر بر خاک — مدد فرست ز باران لطف خویشتنش
چنان کہ ہر یک ازاں قطرہ گوہرے گردد — کہ ہیچ فرق نباشد ز گوہر عدنش
ازاں سپس کہ زخاکش چو آب برگیری — اگر بہ گنج رسید است بر زمین فگنش

ظہیر کا خاندانِ اتابکیہ کے دربار سے بہت عرصے تک تعلق رہا ہے۔ اور اتابکانِ فارس و آذربایجان سلاطینِ سلاجقہ کے ملازم تھے۔ لہذا سلاطینِ سلاجقہ و اتابکانِ فارس کا مختصر حال درج کیا جاتا ہے۔

سلاطینِ سلاجقہ اور اتابکانِ فارس کے حالات

۱۔ سلطان مسعود بن محمد بن ملک شاہ سلجوقی۔ ہمدان کا بادشاہ بہت بڑا کریم اور سخی تھا۔ طغرل بن ملک شاہ کے مرنے کے بعد تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اس نے ۱۸ برس چند ماہ سلطنت کی۔ رجب ۵۴۷ھ میں ۴۵ سال کی عمر میں اس کا انتقال ہوا۔

۲۔ سلطان محمود بن محمد بن ملک شاہ سلجوقی۔ ۱۴ برس کی عمر میں ۲۳۔ ذی الحجہ ۵۱۱ھ مطابق ۲۷۔ مارچ ۱۱۱۸ء کو تخت نشین ہوا۔ رجب ۵۴۷ھ مطابق ۲۔ اکتوبر ۱۱۵۲ء بمقام ہمدان اسکا انتقال ہوا۔

۳۔ اتابک شمس الدین ایلدگز سلطان مسعود کا غلام تھا۔ یہ بڑا منتظم، مدبر اور ہوشیار تھا۔ یہ سلطان مسعود کی جانب سے اران اور آذربایجان کا حکمران تھا۔ یہی اتابکانِ آذربایجان کے خاندان کا بانی مبانی تھا۔ سلطان مسعود کے مرنے پر ایلدگز نے طغرل بن مسعود کو تختِ سلطنت پہ بٹھایا۔ طغرل نے صرف روٹی پر قناعت کی۔ اور ملک کا نظم و نسق ایلدگز کے حوالے کر دیا۔

۴- سلیمان شاہ بن ملک شاہ ۵۵۵ھ میں دار الملک ہمدان میں تخت نشین ہوا۔ چونکہ اُس وقت آتابک ایلدکز سلطنت کے کاروبار میں بہت کچھ دخیل تھا لہٰذا اُسکی استمالت کے لیے سلیمان شاہ نے ارسلان بن طغرل کو اپنا ولی عہد بنایا اور اُسکا نام بھی خطبہ میں اپنے نام کے ساتھ شامل کیا۔ سلیمان شاہ نے صرف آٹھ ماہ سلطنت کی، پھر اُسکا انتقال ہوگیا۔

۵- ارسلان بن طغرل کو سلیمان شاہ کے بعد ایلدکز نے بادشاہ بنایا اور ارسلان کی ماں سے خود نکاح کرلیا۔ ارسلان کی ماں سے ایلدکز کے دو لڑکے ہوئے۔ ایک جہان پہلوان آتابک محمد دوسرا قزل ارسلان۔ ملک ارسلان برائے نام بادشاہ تھا سلطنت کے سیاہ و سپید کا مالک ایلدکز تھا۔ اور وہ شاہانہ شان و شوکت سے زندگی بسر کرتا تھا۔ ۵۶۸ھ میں ایلدکز کا اور ۵۷۱ھ میں ملک ارسلان کا انتقال ہوا۔

۶- جہان پہلوان آتابک محمد۔ ملک ارسلان کے مرنے کے بعد عراق کا بادشاہ ہوا اسنے اپنے بھائی قزل ارسلان کو آذربائیجان کا حاکم بناکر بھیجا۔ آتابک محمد نے سلطان طغرل بن ملک ارسلان کو جو سات برس کا تھا ۵۷۱ھ یا ۵۷۳ھ میں تخت سلطنت پر بٹھایا اور خود انتظام سلطنت میں مصروف ہوا۔ اور اُسکو نہایت مستحکم کیا۔ آتابک محمد ۵۸۲ھ میں فوت ہوا۔ آتابک محمد کے چار لڑکے تھے۔ قتلق اینانج اور امیر میران قتیبہ خاتون امیر اینانج کی لڑکی سے۔ ابوبکر اور آذربیک پہلوان ایک کنیز سے۔ آتابک محمد کے مرنے کے بعد قتیبہ خاتون چاہتی تھی کہ وہ سلطان طغرل سے نکاح کرلے تاکہ اُسکا لڑکا قتلق اینانج امیر الامرا بنجائے۔ اسی اثنا میں یکایک قزل ارسلان تبریز سے ہمدان میں آگیا اور اُسنے قتیبہ خاتون سے نکاح کرلیا۔ قزل ارسلان قتیبہ خاتون کی رائے کے موافق سلطنت کا کام کرتا تھا اور آتابک محمد کے لڑکوں پر جبر و تشدد کرتا تھا اور اُنکو غلام اور خدمتگار سمجھتا تھا۔ بالآخر قزل ارسلان نے سلطان طغرل کو مع اُسکے لڑکے ملک شاہ کے

آذربائیجان کے قلعہ کہران میں قید کر دیا اور سنجر ابن سلیمان شاہ کو تخت پر بٹھانا چاہا۔ لیکن خلیفۂ بغداد کے اشارے سے یہ تجویز ہوئی کہ قزل ارسلان کو بادشاہ بنایا جائے اور تخت نشینی کی رسم ادا کرنے کے لیے ایک نیک روز مقرر کیا گیا۔ اتفاق سے قزل ارسلان اسی دن کی صبح کو کشتہ پایا گیا۔

قزل ارسلان ۵۸۲ھ سے ۵۸۷ھ تک صرف پانچ سال فرمانروا رہا۔

۶۔ ابوبکر نصرۃ الدین ۵۸۷ھ میں تبریز میں مسند آرا ہوا اور ۶۰۷ھ میں اس نے وفات پائی۔ ابوبکر اور قتلق اینانج میں کئی بار جنگ ہوئی بالآخر قتلق اینانج تکش خان کے ایک امیر کے ہاتھ سے مارا گیا۔

ظہیر نے دو قصیدے قزل ارسلان کی مدح میں کہے تھے۔ اگرچہ اسکو قزل ارسلان کے دربار میں رہتے ایک سال سے زائد عرصہ گذرا لیکن ان قصیدوں کے پیش کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ بالآخر اس نے یہ قطعہ پیش کیا ؎

خدایگانا سالے زیاد گشت کہ من — بپائے حرص بگرد عراق مے گردم
بچشم جز اثر عدل تو نمے بینم — ز گوش جز صفت جود تو نمے شنوم
قصیدۂ دو سہ گونہ نظم کردہ ام حالی — اگر بد است وگر نیک ہم بہ درگذرم
نشستہ منتظر آں کہ فرصتے باشد — کہ آں بسمع مبارک رسانم و بروم

ظہیر نے قزل ارسلان کے دربار میں دس سال بسر کیے اور کئی قصیدے بھی لکھے لیکن قزل ارسلان نے ظہیر کی طرف چنداں التفات نہ کیا۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے ؎

شاہا خلائق از زر تو توانگر اند — در دور تو ہنر کہ بدست ہواں دہد
پوشیدہ زہرہ جامۂ زربفت و مشتری — محتاج خرقہ ایست کہ در طیلساں نہد

در عهد عدل تو شاید که کند شاهی ... — دست ستم ... اختیار ... کان وطن
شاید که ابر ... ز دو ساله ... عراق — تا کم ... خسرو ... ماند ... وطن

ایک قصیدہ سے جس میں عذر کرتا ہے

نہ کہ نظر بہ ظہیر از آن التفات کنی — ملازمت نظر از روزگار نگشاید
زبان عقل فرو بسته ام ز حیرت دل — ز بیم بار دهن گوش من نگشاید
سخن ... عبارت ... — ز ... مشکل ... نگشاید
چه ... از ... — که گر ... در هزار نگشاید

مرا ز آتش طبع در مدح تو — زبانیست چون آب داده حسام
چو شمع است افلاک را تا ابد — نیفتد چو من مرغ زیرک بدام
... آن ... — چو ... بر سر مدام
اگر نیست تخت بلقیس کرد — سعادات آن سده بر من حرام
مرا گفت سلیمان ثانی چرا — دریں چند گاهم نبردست نام

کاهگاهی ظهیر از شعر نظم لطیف — بگرد حسرت تو ناسه دو دفتر گیرد
... دست و زبان ذهن افلاک آرد — پیش او تیر فلک خامه تحریر گیرد
هر کجا ... فلک تیر حسد اندازد — سپر سینه من ... گیرد

دولت شاہ کہتا ہے کہ قزل ارسلان ظہیر کے خلاف مجیر بیلقانی کی پوری پرورش کرتا تھا اور کمخواب اور اطلس کے کپڑے بخشتا تھا چنانچہ مجیر بیلقانی نے تحفہ کے ساتھ

پہنتا تھا۔ فضلا مجیر کی اس رعونت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ ظہیر نے بھی مجیر کے بارے میں کہا ہے ؎

گر بہ دیباہاے فاخر آدمی گردد کسے   پس در اطلس چیست گاو و خر بباید شد اسد

قزل ارسلان کے زمانے میں سات ستارے برج میزان میں جمع ہوئے تھے جس کا سابق میں ذکر ہو چکا ہے۔ ظہیر نے قزل ارسلان کے مدحیہ قطعہ میں کہا ہے ؎

شہ فلک بر خوان احسانت بہ پنج انگشت از   قرب ذلہ نوبت شکمہا چار پہلو کردہ اند
اجتماع اختران اندر میزان بہر آنست   خود ندانی کاں صنعت چہ نیکو کردہ اند
از برائے ذرۂ خاک کف پاے ترا   نقد ہفت اقلیم گردوں در ترازو کردہ اند

ظہیر نے قزل ارسلان کے شکریہ میں یہ مثنوی لکھی ہے ؎

بجہاں شکر ہاے بسیار است   کہ قزل ارسلان جہاندار است
اوست آں بادشاہ کز سر تیغ   خوں فشاند چناں کہ برق ز میغ
رامش ار با فلک یکیں آید   پاے خورشید بر زمیں آید
عالم از جود او توانگر شد   بوستاں در لباس شوشتر شد
نرگس از زر نہادہ بر سر تاج   لالہ از لعل برفگندہ دواج
شاخ سوسن کشیدہ خنجر سیم   آب بر آب بستہ از بیم
سوسن مسکین [illegible]   ہمچناں بر سرا پا اول رویند
[illegible]   [illegible]
شدہ زیر گشتہ بر زانو   نشاط لالہ بستہ براو

عالمے بر فرازِ منبر گفت
کہ چو پیدا شود سرای نہفت

ریشہائے سپید را ز گناہ
بخشد ایزد بہ ریشہائے سیاہ

باز ریشِ سیاہ روزِ امید
باشد اندر پناہِ ریشِ سپید

مردکے سرخ ریش حاضر بود
دست بر ریش زد چو ایں بشنود

گفت ما خود ازیں شمار نہ ایم
در دو گیتی بہ ہیچ کار نہ ایم

بندہ آں سرخ ریشِ مظلوم است
کز انعامِ شاہ محروم است

ملک او تا بہ حشر باقی باد
مہر و ماہش ندیم و ساقی باد

اتابک نصرۃ الدین کے دربار سے ظہیر کا بہت عرصے تک تعلق رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ظہیر کے سب سے زیادہ قصیدے اتابک نصرۃ الدین کی تعریف میں ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اتابک نصرۃ الدین بہ نسبت قزل ارسلان کے کہیں زیادہ علم دوست ہنر پرور۔ اور شاعر نواز تھا۔ ظہیر بھی اتابک نصرۃ الدین کے الطاف و احسانات کا بڑے فخر سے ظاہر کرتا ہے ؎

سایہ چوں طوبے فگندی بر ظہیرے شہریار
تشنگاں در زیرِ طوبے آبِ کوثر یافتند

گر سخن معجز آمد اقبالِ تو آورد است آنکہ
عزتِ عیسیٰ ست کاں اندر سمِ خر یافتند

آبِ من ایں بس کہ گر جمشید و گر کیخسرو است
با منش در خواجہ تاشی خاکِ ایں در یافتند

خدایگانا دانی کہ خدمتِ تو مرا
مقدم است بر اغراضِ مالی و جاہی

زیادہ سر نشتم کرد و گفت تیر خبر
فتادہ از درِ شاہِ جہاں بہ گمراہی

اگر فتادہ ام از خدمتش بناچار
گزیدہ ام بدعا خدمتِ سحرگاہی

مرا چہ شاہ گزید است شاہ را زیبد	نہ من ز بندگی افتم نہ شاہ از شاہی

اتابک نصرۃ الدین ابوبکر نے اپنی شاہزادگی کے زمانے میں ظہیر کی کچھ تنخواہ مقرر کر رکھی تھی اور وہ کسی صوبے کے عامل کی وساطت سے ملا کرتی تھی۔ ایک بار ظہیر حوالت لیکر عامل کے پاس گیا۔ عامل نے اُسکو گانوں والوں کے نام خط لکھ دیا۔ اُسکا نوکر عامل کا خط لے کر گانوں میں گیا۔ پچاس دن گزر گئے۔ نہ نوکر آیا نہ روپیہ۔ ظہیر نے یہ حال ایک قصیدے میں نظم کیا۔ اور شاہزادے سے عرض کیا ؎

شرح این معنی فرستادم سوی درگاہ شاہ	تا خبر یابد شہ گیتی ز حال من مگر
من نہ دہقانم نہ بازرگان کہ باشد مر مرا	خانہا پر گندم و جو کیسہا پر نقد و زر
من یکے مداحم و خدمتگر شاہ جہان	زو بود نعمت مرا ہم در سفر ہم در حضر
در حضر با نعمت او کارم آید با نظام	شد میسر کار من با ہمت او در سفر
این شکایت نے مرا تنہاست خلقی با من اند	نام من منشور در یک دست و خط اندر دگر
بندگان را نیست این جا حرمتے و حشمتے	قوتے باید ہمے از شہریار دادگر

قزل ارسلان کے قتل کیے جانے کے بعد ظہیر کو جو پریشانی اور تکلیف اٹھانی پڑی اسکو اُس نے اتابک نصرۃ الدین کے ایک مدحیہ قطعہ میں اس طرح پر ظاہر کی ہے ؎

ز روزگار بروزے نشستہ ام نہ چنان	کہ در دو شب بیکے جایگہ توانم خفت
زمین ز خون قزل ارسلان ہنوز گل است	مرا ز حادثہ صد گل بتازگی بشگفت
برین کہ بر سر من رفت ہر کجا باشم	چہ شکرہا کہ من از روزگار خواہم گفت

ایک قصیدے میں کہتا ہے ؎

خدایگانا در عہد پادشاہ شہید	کہ عمر بر تو بحل کرد و ملک بر تو حلال

من آں قبول کراستہ بیافتم کہ دگر / درا سے پایۂ من وہم رہ نبود مجال
کنوں دو سال تمام است تا ہمی نوشم / ز دست مشفقہ قدح ہاے زہر مالا مال
من از روان قزل ارسلان خجل گردم / اگر بتقصیر تو مردانم این شکایت حال

اتابک نصرۃ الدین سے ایک قصیدے میں درخواست کرتا ہے کہ آپ بالاستقلال میرے موجبت فرمائیے ؎

تو پادشاہ جہانی چہ باشد ار نظرے / ز روے لطف بر احوال بندہ بگماری
درون پردۂ فکرت مرا عروسانند / کہ زہرہ شان بتفاخر کند پرستاری
بکن موظفہ احوال من بالاستقلال / کہ ننگ باشد اگر خواہم از فلک یاری
بضاعت سخن من از آن نفیس تر است / کہ جز تو راسد اندر جہاں خریداری

ظہیر فاریابی ایک عرصے تک اتابک اعظم ابوبکر بن محمد کے دربار سے غائب رہا۔ اتابک نے آدمی بھیجا اور ظہیر کو بلوایا چنانچہ خود کہتا ہے ؎

مرا بشیر اقبال یامداد پگاہ / نوید عاطفت آورد از آستانۂ شاہ
چہ گفت گفت چو درگہت کعبۂ کرم است / نیاز عرض کن و حاجتے کہ ہست بخواہ
زمین بوس و پیشہ جاودان ذخیرۂ عمر / کہ کیمیاے حیات است خاک آن درگاہ
اگرچہ مدت غیبت دراز گشت فلک / زبان عذر بیکبارگی نشد کوتاہ
بیا کہ حکم شہنشہ ثبات آں دارد / کہ منہزم نشود از چنیں ہزار گناہ
از آستانۂ او برمگیر ازیں پس سر کے / کہ نیست دولت و دین را جز این جایگاہ
رضاے او را از کائنات گیر غرض / چنانکہ او را از حادثات ساز پناہ

ظہیر ایک بار بیمار ہو گیا۔ عرصے تک دربار سے غیر حاضر رہا۔ بیماری کی اطلاع کی غرض سے

ایک قطعہ دربار شاہی میں بھیجا۔ اس میں سے دو شعر یہ ہیں۔ بیت

کمینہ بندۂ درگاہ اگرچہ بخون ریست　　　تمدا لگاہ بیاد آمہر تو ہم

جہان و خلق جہان را بجاہ سنجر　　　کہ سر و چہ نوا در ونہ کنم

ایسا ہی ہمہ مخالفین نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ظہیر تو دربار کی حضوری سے
اسکو یہ حال معلوم ہوا۔ اسی زمانے میں اتابک نصرة الدین کی مسند نشینی کا دربار
ظہیر نے سو شعر کا قصیدہ تہنیت میں لکھا اور بادشاہ کے دربار میں بھیجا۔ اپنا مخالفین
کے قول کے جواب میں کہتا ہے۔ بیت

قرار چون بتوانم در فراق حضرت تو　　　ہنوز کار برآید بالک نداد قرار

ز حسرت نہال که در باغ عمر بنشاندم　　　یکی ہنوز ز تخم نیامدست ببار

زمانہ تا نہد داد فضل و دانش من　　　چگونہ دست بدارم ز دامنش بر شمار

چہ وقت عزلت و ہنگام انزوا است مرا　　　نہ راندہ در تیغ ز کشتہ بد دوار

مرا ز لب با شہنشہ چگونہ بگریم　　　نعوذ باللہ بیزارم از چنین گفتار

اپنے آخری شعر کے دعوے کو قسموں سے موکد کرتا ہے اور آخر میں کہتا ہے۔ بیت

بحق این ہمہ سوگندہا کہ از عظمت　　　بر آسمان و زمین حمل آن بود دشوار

کہ چشم من بجہان ان ما ں شود روشن　　　کہ آستانہ شہ لیسم ز چہرہ غبار

خدایگانا گر کشف حال من بکنی　　　ز صدق ہر چہ بگویم حکایہ بود ہزار

دہد ترا ہمہ شرق و غرب تقدیر　　　کہ خاک تو دہ قابلی ندارد این مقدار

ز خدمت تو چہ شاغل بود مرا بجہان　　　کدام خویش و تبار و کدام ملک و عقار

نصاب مایۂ من دانش است و می دانی　　　کہ این متاع ندارد بغیر تو بازار

ز حضرت سبب غیبتم ہمیں بود است — کہ بودہ ام بدل آزردہ و بہ تن بیمار
بروز درس ثناے تو می کنم تعلیم — بہ شب وظیفۂ مدح تو می کنم تکرار

ابتدا میں ظہیر کو اتابک نصرۃ الدین کے دربار میں ڈیڑھ سال گزر گیا تھا لیکن بارگاہ شاہی سے اسکی کسی قسم کی امداد نہیں کی گئی تھی برخلاف اسکے قزل ارسلان کے دربار میں مجیر بیلقانی کے انعام واکرام سے روزانہ عزت افزائی کیجاتی تھی اسی واقعے کی طرف ظہیر نے ان اشعار میں اشارہ کیا ہے ؎

آں کہ خود را نظیر من دانست — گرچہ او سنگ بود و من گوہر
ایں زماں در تعجبم است کہ چرخ — می نیارد برو گماشت نظر
در پیشش نالہ می کند بربط — در رخش خندہ می زند ساغر
من چو بربط زبوں ز زخمہ زدن — من چو ساغر غریق خون جگر
راست یک سال و نیم شد کہ مرا — در عراق است حکم ابشخور

ان اشعار میں اپنے گھوڑے کی حالت بیان کرتا ہے ؎

اسپکے دارم از متاع جہاں — ہمچو کلکت رواں و لے لاغر
در سفر بار من کشیدہ و لیک — زیر پالان مرا کشد بہ حضر
تا کہ از بہر سیم تو بردہ بجو — باشد اندر جوال ہستی خر

آگے چل کر اپنی فاقہ کشی کی سرگزشت عرض کرتا ہے ؎

تنم از فاقہ خشک شد کہ نشد — لبم از آب ایں کریاں تر
تو کہ در حل و عقد ممتازی — چوں روا داریم چنیں مضطر

عزم آں کردہ ام کہ برتابم | شوسے باز زبراں عنانِ سفر
جوہری نیست در عراق و رواست | گر نداشت قیمتِ گوہر
برسن ایں ربح بگزرد چو گزشت | ملک محمود و نوبتِ سنجر

ایک قطعہ میں عرض کرتا ہے کہ دس برس ہو گئے کہ زمانہ مجھ کو نشیب و فراز میں دوڑا رہا ہے میرا یہ ارادہ تھا کہ میں آپ کی درگاہ کو قبلۂ دعا و نماز بناؤں لیکن کیا سبب ہے کہ میں خدمت سے محروم ہوں۔ نہ آپ بخیل ہیں نہ میں جاہل نہ راہ دراز ہے ؎

خدایگانا زاں پس کہ روزگار مرا | بتاخت مدتِ دہ سال در نشیب و فراز
عزیمتم ہمہ ایں بود پس کہ یک چندے | کنم جنابِ ترا قبلۂ دعا و نماز
چہ موجب است کہ از خدمتِ تو محرومم | نہ تو بخیل و نہ من جاہل و نہ راہ دراز

حسنِ طلب ؎

وجوہِ روزیِ خلق از عطا و بخششِ تست | کنوں بقدر نگہدار قسمتِ روزی
کنایتے ست دریں کہ وہ من بگفتم و رفت | تو دانی ار دری آں پردہ وا گر دوزی

اظہارِ مفلسی ؎

کنوں منم کہ چو بازیگرانِ چابک دست | نشستہ ام ز جہاں دست پاک کیسہ تہی

نظرِ التفات کی التجا ؎

شاہا منم کہ خامۂ اقبال روز و شب | مدحِ تو بر صحیفۂ جانم نگاشت است
نگزار ضائعم کہ مرا دستِ روزگار | بر اعتمادِ جودِ تو ضائع گذاشت است

ایک بار ظہیر کا اونٹ گم ہو گیا۔ بادشاہ کی خدمت میں ایک قطعہ پیش کیا کہ مجھے اونٹ مرحمت فرمایا جائے اُسکے چند اشعار یہ ہیں ؎

خدایگانا من بنده مدتی بودم   فتاده چون شتری بی مہار در تگ و تاز

کنون رسید خبر در دلم خیال آید   که عدو شتر نگشت زان بعیر کیست ورا

حدیث آن شتر و ماجرا مسلمانی   شنوده ام که شنوده است شاه بنده نواز

مرا که در شنوده فلان هم آن شد آسمت شتر   بما [illegible] قبولت شتر که با هم باز

بادشاہ نے یہ [illegible] اونٹ عطا ہوتا ہے تو اسکے شکریہ میں یہ عرض کرتا ہے —

ورا بخلعت تو سیا سبک اشتر جواب   بزرگ کرده و آن خود بزرگ شتی است

هنوز تنگ لگام و امید سته دارم   دگر بچه ندانم که اشتر نیست

ایک بار مجلس طرب میں ظہیر نے یہ رباعی پیش کی —

ای [illegible] که دنیا سبک بر تو   محرست زمانه را بجا شب سر تو

با دشمن تو شاہم شمشیر تو گشت   مہر دل من با وفادا شب سر تو

ایک نے ہزار دینار ظہیر پر نثار کرائے۔ ظہیر نے اسکے شکریہ میں اسی وقت یہ رباعی عرض کی —

شاہا ز تو ملک و دین ہمہ با نسق است   وز عدل تو جان ظلم و فتنہ رمق است

در عہد تو رافضی و سنی باہم   کردند موافقت کہ بوبکر حق است

ظہیر تین سال تک پریشان حال پھرتا رہا - دربار میں حاضر نہ ہوسکا - لوٹ کر آیا - تو اپنی سرگزشت میں ایک قطعہ پیش کیا - اسکے چند اشعار یہ ہیں —

خدایگانا دانم کہ منہی اقبال   رسید قصہ من دادہ باشد اعلام

نخست رہ کہ رسیدم بخدمت گفتم   کہ روزگار مساعد شدہ زمانہ غلام

سہ سال دیگرم از ابلہی جہان لئیم   بہ تہمت ہنر افگندہ زیر پای لیام

ہنوز نشستہ [illegible] بود بسر   ہنوز دور خوارشنا نگشتہ بود تمام

کنون ملازم این آستانه ام تا چرخ | [illegible] انجام
سیاه روئی عیشم ببین که از [illegible] | [illegible] سیم اندام
کسے که سحر حلال ست سحر سخنش | [illegible] خسرو [illegible] مرام
ز دست حادثه تا کار من بجاں برسید | گماں [illegible] آورم ایام
چو من کسے به چنیں حالتے فرو ماند | [illegible] زو [illegible] آں شاد کام
دریں سه سال که از در گهِ تو بودم دور | [illegible] قلم [illegible] نام
بهر مقام که خواهی مرا فرود آرند | که من [illegible] مقام

ظہیر نے سنا ہے کہ بادشاہ کا ارادہ اسکی تربیت کرنے کا ہے تو پیرا ایک قطعہ پیش کیا اسکے
دو شعر یہ ہیں ۔

شنیده ام که تو اندیشه کرده که مرا | [illegible] اسباب [illegible] خویش
ازیں صواب تر اندیشه نیست در عمل آر | دگر [illegible] اندیشه [illegible] خویش

بادشاہ سے عرض کیا کہ مجھے بلوا لیجیے ۔

بحکم آں که من از خاک درگهت دورم | [illegible] باز [illegible]

اس قطعہ میں بادشاہ سے عرض کیا ہے کہ یا تو یہاں سے مجھے کہیں بھیج دیجیے یا بارگاہ سے [illegible]
یہاں گھر بنوا دیجیے ۔

شاها بقدر همت و رائے رفیع خویش | از [illegible] چرخ و ساحت جز آستانه ساز
ایں عندلیب را که چنیں نغمه گستری | بر شاخسار سایهٔ خویش آشیانه ساز
ساز نوا و جاه ترا از نوائے من | در [illegible] که خوش [illegible] ترانه ساز
گفتم قصیده که ز حسن خسته [illegible] | او را [illegible] فسانه ساز

تا مدحت حضرت تو سراید بلبلے چو من　　دام قبول گستر و از لطف دانہ ساز

یا بازپس فرست ازیں جا بخانہ ام　　یا در جوار بارگہ ایں جا تو خانہ ساز

اس قطعہ میں ممدوح سے کہتا ہے کہ مجھے آپ کی تعریف نظم کرتے ہوئے سال بھر سے زیادہ عرصہ ہو گیا لیکن میں نے نہ تو آپ سے ایسی کوئی چیز دیکھی ہے جس کو میں کسی سے کہوں نہ ایسی چیز پائی ہے جس کو پہنوں۔ آپ کی مجلس میں جب لوگ آپ کی بخشش سے سوال کرتے ہیں کہ کیا ملا۔ تو اس وقت مجھے کانوں میں روئی ٹھونسنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ اگر میں آپ کی ہجو کہوں تو اسکو لوگ اشرفیوں میں خریدتے ہیں ؎

خدایگانا سالے زیادت است کہ من　　بجان ہمی بنظم مدیح تو ہمی کوشم

ندیدہ ام ز تو چیزے چناں کہ برگویم　　نیافتم ز تو چیزے چناں کہ در پوشم

بمجلس تو ز جود تو چوں سوال کنند　　نہادہ باید تا پنبہ در گوشم

مباش غرّہ اگرچہ من از شمائل خوب　　حکیم سیرت و نیکو نہاد و خاموشم

بگاہ نظم چو من بر سخن سوار شوم　　کشند غاشیہ اقراں ز فخر بر دوشم

بمدح و ہجو ہمہ کس بہ شکایت و شکر　　چو آفتاب بتابم چو بحر بخروشم

من ار ز ہجو تو بیتے دو بر کسے خوانم　　نہند تختۂ زر و دیبا ہمی در آغوشم

بزر سرخ چو از من ہجاے تو بخرند　　روا بود کہ بہ برنج متاع بفروشم

اس قطعہ میں بادشاہ سے عرض کرتا ہے کہ میں آپ کی بخشش کی آرزو میں جاں بلب ہو رہا ہوں ؎

من بندہ را ازبسکہ کنم با فلک نبرد　　در سینہ از سنان حوادث شکستہ نوک

دارم ہزار گونہ ریاضت نمود و من　　ہر لحظہ منفعل ترم از غصۂ خدوک

گردوں چو باد ریسہ کندم ز باد تاب　　در گردنم فگندہ ز محنت شدم چو دوک

جانم ز آرزوے نوالت بلب رسید — چنداں تصدق سر و استظہار یک

من جامہ بر وفات کردم قرض کردہ ام — جز فیض جود کی تو فرا آوردم زیک

اس قطعہ میں بادشاہ سے درخواست کی ہے کہ میں نے کچھ قرض کر لیا ہے میرا قرضہ ادا کر دیا جائے ؎

حالِ من بندہ ہست معلومت — کہ ز کس کم گرفتہ ام تعلیم

قدرے وام کردہ ام لیکن — وجہ یک جو ندارم از زر و سیم

بہ درِ من غریم کردہ مقام — ہمچو اقبال بر درِ تو مقیم

از براے دوامِ آں اقبال — باز کن از سرم بلاے غریم

اس قطعہ میں ممدوح سے شکایت کی ہے کہ آپ مجھے بھول گئے ؎

آرے شنیدہ ام کہ چو مخدوم و محترم — تو بشگفتہ و قدحے نوش کردہ

یک قرعۂ حریف لطیف و ظریف را — از لطفِ خویش خازن و خرگوش کردہ

یاد اند کہتراں ہمہ بر خاطرت ولے — من بندہ را بتعظیم فراموش کردہ

ممدوح سے عدمِ التفات کی شکایت ؎

بزرگوارا دانم کہ بر خلاف قدر — حقیقت کہ بجز کردگار قادر نیست

بحکمِ آں کہ بد و نیک ہرچہ پیش آید — مقرر است بہر حال اگرچہ ظاہر نیست

ہمی ہمی نشود ہیچ گونہ روزی بیش — ز زر رسے بحکم جری گرچہ مرد صابر نیست

ولے عنایتِ خالق ز در مصالحِ خلق — یکی دقیقہ بانواعِ لطف قاصر نیست

بدوستے جہاں نظرے کنی نہ زرخواہم — ترا کجا ست سخن ہیچ گونہ تا ز نیست

لیسا امید دل اندر تو بستہ ام اکنوں — زبان بحال ابرام ہیچ شاکر نیست

ممدوح سے اظہار التفات کی درخواست ہے

معلوم ما سے نیست کہ واقعی دو نقشہ | یا رلیست کاں نقشہ تو بیدہ نقشمش
انوار حقیقت چو ہر یزند ہمی گماں | اندر ضمیر و در طبع تو بے روشنش
زاں رو بیاکہ لطف است جہاں کی بود از ما | کاثار نعمت تو بہ بینند بحر تنش

بادشاہ سے سفر میں ہمرکاب رہنے کی درخواست ہے

دل از تو کے برم من بجور و جفا کسار | خو کردہ ام بخدمت خاک جناب تو
آں بخت باشدم کہ ببینم دریں سفر | خود را چو بخت گشتہ رواں در رکاب تو

بادشاہ سے باریابی کی درخواست ہے

بروے صبح تو بیروں یک سخن گفتم | اساس مظلمہ ہی نہم تو حاکم باش
ہر آنکہ باز سپیدم مخر کہ بستہ شود | ز آفتاب لقائے تو دیدہ چوں خفاش

مسعود شہ کی سفارش میں ہے

درمجلس ملک توانی سبس | بس جام مراد کہ کند نوش
مسعود کہ بندہ نشست | چوں داد و دولت ہمہ ہوش
دیر است کہ ما سپہ امروز | بگذاشتہ است مشب دوش
یادش نکند سعادتے زانکہ | بر خاطر شاہ شد فراموش

اس قطعہ میں عرض کرتا ہے کہ خواہ میں تجھ کو نہ مروں لیکن میں آپ کی درگاہ چھوڑ کر اور کہیں نہیں جاؤنگا لہذا آپ یا تو میری معاش کا انتظام فرما دیجیے ورنہ حکم دیجیے کہ مجھ کو شہر سے نکال دیں ہے

از درگہت بیرا نشوم من باختیار | گرچہ زنا قدرا ئیت بحکم نگوں کنند

چون ملجاء افاضل عالم جناب تست / از حضرتت بقصد دگر جا سبک چون کنند

از هم نجود خود نه پسندی که تیغ و تخت / در دست ناکسی تو [illegible] روا نبود کنند

کار عاشقی من بطریق کرم بساز / ورنه دست حال [illegible]

نصرۃ الدین ابوبکر کی پیشگاہ میں اپنی عدم حاضری کی معذرت

خدایگانا معلوم رای تست که من / ز دست حادثہ دائم بحضرت تو پناہ

اگر بصورت دور مانم از در تو / نه از طالب خدمت بود معاذ اللہ

دعای دولت شاه است کار و پیشه من / بہیچ حال [illegible] براه

چو بنگری بحقیقت تفاوتی نکند / حضور و غیبت من از ثنا و دولت شاه

یقین که خدمت اگر دور مانده ام [illegible] / نشانه ام دل [illegible]

بادشاہ سے نظر التفات کی درخواست

خدایگانا من بنده پیر [illegible] ملوک / که جمله [illegible]

بصد هنر قدری آبروی یافته ام / جهان ز عدل تو [illegible]

فلک بجای [illegible] / [illegible]

[illegible] / جهان [illegible]

از آن زبان که فلک [illegible] / [illegible]

[illegible] / [illegible]

[illegible] / [illegible]

[illegible] کسی بادشاہ کے [illegible]

[illegible]

خداوندا درین مدت که من بر در گهت بودم — نکردم هیچ تقصیرے ز خدمت تا توانستم
چه سود این منصب ادیم که تا عالم بدانی تو — کنون اینست پیچ من که میگوئی ندانستم

وعدے کے عدم ایفا کی شکایت ؎

اے ترا در وجود شمع ولگن — نقد هر کیسه کاسبان بردوخت
چشم گردون ندیده روشن وجود — تا قضا شمع دولتت بفروخت
بین که پروانهاے وعدهٔ تو — جمله در تن ز انتظارت سوخت

بادشاہ سے روٹی یا اجازت کی درخواست ؎

خسروا در طلب عنایت تو — کرده پاے آبله از بس دوری
تو به تدبیر جهان مشغولی — گر به کارم نرسی معذوری
از تو من بنده سوالے دارم — کز تو نان خواهم یا که دستوری

شاہی خدمت سے اظہار ملال ؎

من بدان عزتے که نفس تراست — گشتم از خدمت ملوک ملول
سخن فضل سے نیارم گفت — زان که آن شعبهٔ بود ز فضول
حاصل الامر دیگرست که نیست — بر در کس مرا خروج و دخول
از چه ماندم بر آستانهٔ تو — متردد میان رد و قبول

شرف شاہ نے مرثیہ قصیدے میں کہتا ہے ؎

قصهٔ ما تمامے من بجیان — چون شناسی تو اندر افواه است
بر تو پوشیده نیست آنچه آنکه — زانکه از سر غیب آگاه است
یوسف نادیده جستم — از جفاے زمانه در چاه است

اعتمادم پس از خدائے تست   زاں کہ آیام نیک بدخواہ است

ظہیر موصل گیا۔ وہاں چند روز رہا۔ میر مسعود کی تعریف میں دو قصیدے لکھے۔ ایک قصیدے کی تمہید میں اپنے سفر کے واقعات نظم کیے۔ اظہار مدعا کے موقعہ پر کہتا ہے ؎

خداوندا من ایں جا آمدستم   بہ امید خود و سہما ے زاجل
گرم سرزد ق گردانی بجدست   چناں گفتم کہ گفتستر بود واغل
وگر از خدمت محسر وم باندم   بسوزم کلک و بشکافم انامل

بادشاہ نے فتح کی خوشی کا دربار کیا۔ ظہیر اس میں حاضر نہ ہو سکا۔ سیف احمد وزیر تھا ظہیر نے اسکی تعریف میں قصیدہ لکھا۔ اور اپنے حاضر نہ ہونے پر افسوس ظاہر کیا ؎

رائے مقدس تو کہ بر غیب مشرف است   از ماجرائے قصۂ من بے خبر چرا ست
آں ممتحن منم کہ قریب چہار سال   دوران چرخ ے عوض از عمر من بکاست
ویں حسرتم نگر کہ دریں وقت روئے من   از خاک آستانۂ شاہ جہاں جدا ست
ہنگام آں کہ جلوۂ فتح و ظفر کنم   کارم شکایت فلک و شرح ابتلا ست
گیتی بجائے من ز جفا کرد انچہ کرد   گر لطف تو تدارک کارم کند رواست

ملک ضیاء الدین کے مدحیہ قصیدے میں کہتا ہے ؎

دست سخا بجیب کرم بر برائے من   کا مسال بس تہی ست مرا جیب بارہ ست

ممدوح سے آسمان کی شکایت اور اس بات کی درخواست کہ مجھے اپنے پاس سے جدا نہ کیجیے ؎

ایام کرد بے سر و پا خستہ   رخسار وجود مے خراشم
چوں مشک چرا کند نہانم   کز طیب نفس چو مشک فاشم
آں شمع منم کہ در وفا سے   ارواح ملک سزد فراشم

خوں می زاید ز شعرم آرے — از گوشۂ دل ہمی تراشم

تا کے کنم از فلک شکایت — او کیست کزو بود معاشم

در خدمت آنکہ زوست روزی — او ہست کمینہ خواجہ تاشم

عمر تو دراز باد کو نیست — ہر روز بہ نیستے تلاشم

من کز تو شدم عطات چنداں — ہر لاشہ ہمی کنند قماشم

در خدمت تو عشرت شکرم — نے چوں دگراں رفیق آشم

از دست مدہ مرا کہ ترسم — آں روز کہ جویم نہ باشم

عراق کے کسی امیر سے شکایت ؎

بزرگوارا من در میان اہل عراق — غنیمت آنکہ سہ روز بہ مہماں بودم

شدم غریب و وحشت بداں تنم ناچار — کہ داشتم بہ وطن اختیار فرمودم

چو طبع بندہ بریں میل کردہ بود خطا — صواب دیدم و با او خلاف ننمودم

خرد نصیحت من کرد و من نکردم گوش — زمانہ پند ہمی داد و من نہ بشنودم

دو سال نعمت ایں شہر کردہ ام امروز — ز بخت شکر و از روزگار خوشنودم

نہ نام ہیچ بزرگے شنیدہ ام ز کسے — بناں ہیچ کرے دہاں نہ بکشودم

خمار بادہ نیارست ہیچ ز سرم — کہ لب بہ جرعۂ جامے کسے نیالودم

چو تشنگی بکشید و ہم عناں بہ افسرم — کہ خاک خوردم و چوں باد پیمودم

بہ قرب رفتم و گفتم کز ایں دولت — بہ بخشش امید دگر چیزہے نفزودم

ایک بار ظہیر الدین سے جو کہیں کا حاکم تھا۔ ملاقات کے لیے گیا۔ وہ اُس وقت سو رہا تھا ملاقات نہ ہوئی۔ ظہیر نے ایک قطعہ نظم کیا۔ اُسکے چند شعر یہ ہیں ؎

آمدم سوی درت تا گویم از صدق نہار ‏ آں گہرہا کہ ضمیرم ز مدحیت گفتست
پردہ دار از لبِ در گفت کہ مستست بخواب ‏ زیں قبیل طبع از ایں لحظہ ہنوز آشفتست
تو کہ بیداری چوں دولت و ہشیار چو بخت ‏ خفتہ و مست ندانم ز چہ معنی گفتست
تو نئی مست کہ عقلِ منِ شیداست مست ‏ تو نئی خفتہ کہ بخت منِ مسکیں خفتست

رکن الدین والدنیا شاہ سلیمان کے مدحیہ قصیدے میں کہتا ہے ؎

تا درِ جاہِ تو شاہا کرد عزیمت اختیار ‏ تا دریں حضرت بمدح تو ثنا خوانی کند
خاطرے دارد کہ چوں در امتحاں نقش نگیں ‏ شاعرے گر ساحری گیرد بآسانی کند
گر رود بر لفظ ہیمونت گر گردیت قبول ‏ گاہ نظم و نثر حسانی و سحبانی کند

صفی الدین اکابر اردبیل میں سے تھے۔ ظہیر آن کی ملاقات کے لیے اردبیل گیا۔ اور ایک قطعہ نظم کیا جسکے چند شعر یہ ہیں ؎

بزرگوار او استدہ ہمگناں کہ نبود ‏ بہ اردبیل مرا دعوی قلیل و کثیر
بہ دل ز خدمت تو مقصدے ندانستم ‏ چرا نمی گذرد یادِ من ترا بہ ضمیر
ز خطۂ تو افتادہ ام کہ روزِ وداع ‏ صدور سے بمن ناکردہ اند تقصیر
بصد ہنر ز جہاں برسر آمدم چوں مست ‏ کہ ماندہ ام بجہاں پیش ہمت تو حقیر
فضیلتے کہ بر ابنائے روزگار مراست ‏ علی العموم شناسند ناقدان بصیر
اگرچہ نسبتِ آں مکرمت طمع دارم ‏ زمانہ نیز سر افگندہ ماند از تشویر
ز روزگار مرا قصۂ بسے ست کہ نیست ‏ مجال آں کہ کنم شمۂ ازاں تقریر
نہ پیشی کہ مست کردم ایں عتاب کہ او ‏ مشیر و محرم من بود اندریں تدبیر
اگرچہ رسمِ بزرگی تو بہ شناسی لیک ‏ بگو لیت سخنے آں ز من مجردہ مگیر

کسے کہ بر سر احرار سروری جوید — روا ندارد در حق چو من مفتی تقصیر

صفی الدین نے ظہیر سے وعدہ کیا کہ میں کچھ دونگا لیکن دو ماہ گذر گئے وہ وعدہ پورا نہ ہوا ظہیر نے یہ قطعہ پیش کیا ؎

صفی دین لب ازین نجھاے شفقت — ز دست چرخ ہنوزم ہمی رسد نالہ

بجز شماتت دیا سم نداده وعدۂ تو — ازاں سپس کہ دو ماہش گذشت از آنہا

جواہرے کہ بہیچ تو بندہ گفت چو دُر — سخات در دل من سرد کرد چون ژالہ

چہ شود از ید بیضا چو تو نے دانی — بیان حجت موسے زبان گوسالہ

یکے ازیں حرکتہا بود کہ ناگاہے — فرو برد بہ زمیں نام و ننگ صد سالہ

بالآخر ظہیر نے اردبیل سے روانہ ہونے کا ارادہ کیا۔ رخصت ہونے کے لیے صفی الدین کے یہاں گیا تو معلوم ہوا کہ رات کو انھوں نے شراب پی تھی۔ سو رہے ہیں۔ ظہیر نے یہ قطعہ نظم کیا۔ اور اردبیل سے روانہ ہوگیا ؎

بزرگوارا بے سعی تو دریں مدت — دلم ز غصہ و جانم ز غم بیاسودہ است

ازاں زماں کہ من اینجا نشستہ ام صد بار — ہمہ بساط زمیں صحبت من پیمودہ است

ز چرخ سفلہ جفا ہا کشیدہ ام گرچہ — ہنوز نالۂ من ہیچ گوش نشنودہ است

کنوں بکام دل ناکام مے روم کہ مرا — جہاں عناں ارادت بدست بربودہ است

بخدمت آمدہ بودم پگاہ تا گفتند — کہ دوش خواجہ نشاط شراب فرمودہ است

ز خرمی ہمہ شب بودہ تا دمیدن صبح — چو بخت خویش بخفتہ است ہیچ نغنودہ است

کنوں ز مستی و بے خوابی شبانہ ہنوز — چو خلق در کنف اہتمام آسودہ است

مرا دو نگار دو زنگم شکایت است عظیم — کہ ایں سعادت امروز دیگرے بنمودہ است

بحضرتت چو مرا فرصت وداع نبود — کنون امید ملاقاتم از تو بیہودہ است
تو شو دکن بجہاں نام نیک اگرچہ مرا — مدار عمر بہ امید تو زیاں بود است

ملک نورالدین کے مدحیہ قصیدے میں کہتا ہے ؎

من کہ بر خلق بصد گونہ ہنر دارم فخر — سخرۂ ہیچ‌زداں گشتہ نباشد عارے
آبرو از پئے ناں بیہودہ دادم بر باد — تا نیشم باد چرا خاک نخوردم بارے
بعد ازیں چوں بجناب تو تولا کردم — چشم دارم کہ ز خلقم نرسد آزارے
بخت ہر حادثہ را شد اکنوں تقدیرے — آسماں ہر گنہے را کند استغفارے

جلال الدین سے درخواست ہے کہ آپ میرا حال بادشاہ سے عرض کر دیجیے ؎

پیش شاہ جہاں کشف حال بندہ بکن — بیا کہ مردی دائم کہ دسترس باشد
کہ گرچہ عیش من از حد بروں پریشاں ست — ولیک یک نظر از رحمت تو بس باشد

بہاء الدین سے آرزوئے خدمت کا اظہار ؎

گر حال من بپرسی و در خاطر آوری — تا در چہ محنتم بود از صواب دور
در آرزوے خدمت خاک جناب تو — دائم لب تشنہ کہ بماند ز آب دور
تا دورم از جناب تو دورم ز عافیت — خود عافیت چگونہ بود زاں جناب دور

ظہیر نے مفتی محی الدین کی تعریف میں دو بار قصیدے کہے۔ لیکن مفتی نے اسکو کچھ انعام نہ دیا۔ مفتی منبر پر بیٹھا ہوا تھا ایک شخص نے کھڑے ہو کر اپنے معاصی سے توبہ کی۔ مفتی نے اس شخص کے لیے حاضرین سے چندہ جمع کیا اور اسکو دیا۔ ظہیر نے اسپر یہ قطعہ نظم کیا ؎

امام عالم و مفتی خلق محی الدیں — توئی بہ اسپ و رخ از کل کائنات فرہ
بمدح حضرت تو دو دو قصیدہ گفتم — نہ کردہ سعی تو از کار من کشادہ گرہ

کسے کہ بر سر ابرار سروری جوید — روا ندارد در حق چون منے تقصیر

صفی الدین نے ظہیر سے وعدہ کیا کہ میں کچھ دونگا لیکن دو ماہ گذر گئے۔ وہ وعدہ پورا نہوا ظہیر نے یہ قطعہ پیش کیا ؎

صفی دین بس ازین نخواہی بے شفقت — ز دست چرخ ہنوزم نمی رسد نالہ
بجز شماتت دیا سم نداد وعدہ تو — ازاں سپس کہ دو ماہش گذشت اندر ہالہ
جواہرے کہ بہیچ تو بندہ گفت چو در — سخات در دل من سرد گرد چون ژالہ
چہ شود از ید بیضا چو تو نہ دانی — بیان تحیت موسے ز بانگ گوسالہ
یکے ازین حرکتہا بود کہ ناگاہے — فرو برد بہ زمین نام و ننگ صد سالہ

بالآخر ظہیر نے اردبیل سے روانہ ہونے کا ارادہ کیا۔ رخصت ہونے کے لیے صفی الدین کے یہاں گیا تو معلوم ہوا کہ رات کو انھوں نے شراب پی تھی۔ سو رہے ہیں۔ ظہیر نے یہ قطعہ نظم کیا۔ اور وہ اردبیل سے روانہ ہو گیا ؎

بزرگوارا سعی تو در این ہمت — ولم ز غصہ و جانم ز غم بیالود است
ازاں زماں کہ من اینجا نشستہ ام بہ عذر یار — ہمہ ز بسیار زمین صحبت من بپیمود است
ز چرخ سفلہ جفا ہا کشیدہ ام گرچہ — ہنوز نالہ من ہیچ گوش نشنود است
کنوں بکام و بنا کام مے روم کہ مرا — جہاں عنان ارادت ز دست بربود است
بخدمت آمدہ بودم بگاہ و گفتند — کہ دوش خواجہ نشاط شراب فرمود است
ز خرمی ہمہ شب بود تا دمیدن صبح — چو بخت خویش بخفتہ است ہیچ نغنود است
کنوں ز مستی و بے خوابی شبانہ ہنوز — چو خلق در کنف اہتمامش آسود است
ز روزگار دو رنگم شکایت است عظیم — کہ این سعادتم امروز روے ننمود است

بحضرتت چو مرا فرصتِ وداع نبود — کنون امید ملاقاتم از تو بیہودہ است
تو سود کن بجہان نام نیک اگرچہ مرا — مدارِ عمر بہ امیدِ تو زیان بودہ است

ملک نور الدین کے مدحیہ قصیدے میں کہتا ہے ؎

من کہ بر خلق بصد گونہ ہنر دارم و فخر — سخرۂ بیخردان گشتہ نباشد عارے
آبرو از پے نان بیہودہ دادم بر باد — تا نشیم باد چرا خاک نخوردم بارے
بعد ازین چون بجنابِ تو تولا کردم — چشم دارم کہ ز خلقم نرسد آزارے
بخت ہر حادثہ را شد اکنون عذر پذیرے — آسمان ہر گنہے کرد استغفارے

جلال الدین سے درخواست ہے کہ آپ میرا حال بادشاہ سے عرض کر دیجیے ؎

بپیشِ شاہِ جہان کشفِ حالِ بندہ بکن — بیا مردی دائم کہ دسترس باشد
کہ گرچہ عیشِ من از حد برون نشان نیست — ولیک یک نظر از رحمتِ تو بس باشد

بہاء الدین سے آرزوے خدمت کا اظہار ؎

گر حالِ من بپرسی و در خاطر آوری — تا در چہ محنتم بود از صواب دور
در آرزوے خدمتِ خاکِ جنابِ تو — دائم تشنہ کہ بماند ز آب دور
تا دورم از جنابِ تو دورم ز عافیت — خود عافیت چگونہ بود زان جناب دور

ظہیر نے مفتی محی الدین کی تعریف میں دو بار قصیدے کہے۔ لیکن مفتی نے اسکو کچھ انعام نہ دیا۔ مفتی منبر پر بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر اپنے معاصی سے توبہ کی۔ مفتی نے اس شخص کے لیے حاضرین سے چندہ جمع کیا اور اسکو دیا۔ ظہیر نے اسپر یہ قطعہ نظم کیا ؎

امام عالم و مفتی خلق محی الدین — توئی بہ اسپ و رخ از کل کائنات فرہ
بمدحتت ز دو سہ قصیدہ ہا گفتم — نکردہ سعی تو از کار من کشاد گرہ

زپیش ہمت امروز مرد کے بر خاست — کہ تو بہ می کنم از جرمہا تو گفتی زہ
ز مرد دانش و زر و سیم خواستی وہمہ — بہ طوع طبع بدادند بے لجاج دستہ
ز بہر شعر چہ چیزے ندادیم بارے — براے تو بہ کہ دادی بہ شاعریم بدہ

بادشاہ سے عرض کرتا ہے ؎

گر نگشتم بخدمت مخصوص — کار طالع کند ہنر نکند
بیش ازینم مدار بے پر و بال — تا کس این قصہ را سمر نکند

رضی الدین اکابر فضلا سے تھے۔ انھوں نے ایک سال ظہیر کا کوئی مطلب پورا کیا تھا۔ دوسرے سال جب اسکا وقت آیا تو اسکے پورا کرنے میں کچھ توقف ہوا ظہیر نے اس بارے میں ایک قطعہ نظم کرکے پیش کیا ہے اسکے چند شعر یہ ہیں ؎

مرا ازاں گرہ بستہ یاد مے آید — کہ چند کار فرو بستہ مرا بکشاد
از آن قبلے کہ دراں باب می رود امسال — اگر ز وقت بکن گزیدہ زیست مباد
چنین کہ من بہ تقاضا نمی فرو شدہ ام — حدیث غلہ عجب گر بہا ندم برباد

... ایک بہت بڑے فاضل اور ظہیر کے مربی اور دوست تھے۔ ظہیر نے اُن سے شکوہ کیا ہے کہ میں کب تک آپ کے دیدار سے محروم رہوں ؎

من کہ در آستان خدمت تو — روز و شب من نہ ام بشیوۂ بوم
تا کے از آفتاب طلعت خویش — ہمچو خفاش داریم محروم

جب ظہیر نیشاپور روانہ ہوا ہے تو شمس الدین مرو گئے تھے۔ اور وہاں جا کر کسی معزز خدمت پر مامور ہو گئے تھے۔ وہ مرو سے برسم رسالت نیشاپور آئے۔ ظہیر اُن سے ملنے کے لیے گیا۔ لیکن اُن سے ملاقات نہ ہوئی۔ ظہیر نے یہ قطعہ نظم کرکے اُن کے پاس بھیج دیا ؎

مربیِ فضلاے زمانہ شمس الدین | توئی کہ قفلِ عمل را سخاے تست کلید
ازاں سپس کہ میانِ من و تو عہد دراز | زمانہ حبلِ متیں را بواصلت ببرید
ترا بہ مرو ببرد و بحسرتی بنشاند | مرا بسوے نیشاپور سرنگوں بکشید
چو تو بہ رسمِ رسالت بیامدی ناگاہ | دلم ز شوقِ ملاقاتِ تو نہ پر بپرید
شنیدہ بقاعدۂ پردہ دار بنشستی | چناں کہ پردۂ صبرم ز غبنِ آں بدرید
مرا بخدمتِ تو محض دوستی آورد | نہ رغبتِ زر و سیم و نہ حرصِ نقل و نبید
در چنیں رہ و دیدتِ صلاح مرا تحقیق شد | کہ دوستیِ منزلی غالب است و جدید
رسول را چو بہ دنیا نمی تواں دیدن | خدائے را بقیامت چگونہ بتواں دید

ظہیر خاقانِ کبیر جلال الدین اخستان شاہ کی حکومت کے زمانے میں شروان گیا
خاقانِ کبیر شعر و سخن کا بڑا دلدادہ تھا۔ اسکے دربار میں ابو العلا فلکی۔ اور خاقانی وغیرہ
بڑے بڑے نامی شعرا جمع تھے۔ ظہیر نے بھی کوشش کی کہ دربار میں رسوخ حاصل کرے
لیکن ناکام رہا۔ اور عراق واپس چلا آیا۔ اسنے خاقان کی تعریف میں جو قصیدہ کہا
ہے اُسکے چند اشعار یہ ہیں ؎

نیک دانی کہ من دریں مدت | کہ جدا ماندہ ام ز خویش و تبار
ہیچ ازیں آرزو نداشتہ ام | کہ بیایم بر آستانِ تو بار
گرچہ چیزیست نزدِ کس تعریف | کہ مرا چیست مایہ و مقدار
سخنم خود معرفِ ہنر است | چوں نسیمے کہ آید از گلزار
گر سپہ یک سخنم از رہِ صورت | دارم از حشر لشکرِ جرار
من سپہ گو ہمہ فتادہ بخاک | از رہِ تربیت مرا بردار

گرچہ باشد بہ نزد ہمت تو — گوہر از خاک بر گرفتن عار

ظہیر فاریابی کی گوشہ نشینی | سب کا اتفاق ہے کہ ظہیر نے آخر عمر میں سلاطین و وزرا کی خدمات ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ ظہیر نے سلاطین و امراء و وزراء و فضلا کی مدح گستری و دربارداری میں ۳۰ سال بسر کیے تھے۔ جب ظہیر نے گوشہ نشینی کا ارادہ کیا ہے تو اس نے ایک قطعہ اپنے مربی شمس الدین کی خدمت میں پیش کیا۔ اسکے چند اشعار یہ ہیں ؎

از آں زماں کہ جدا ماندہ ام ز درگہ تو — کہ خاک اوست چو باد بہشت روح فزای

دویدم از سر حسرت بسے نشیب و فراز — مرا نہ دیدہ رہ بیں نہ عقل راہ نمای

گہے چو گل شدہ رسوائے طبع رنگ آمیز — گہے چو بلبل نعرہ زنان و ہرزہ درای

کنوں بہ صبر و قناعت فشردہ ام دنداں — اگر فرو شود ایں غصہ ہائے جاں فرسای

بس است آں کہ لگد کوب حادثات شدم — و ننگ مدحت مشتے خسیس طبع گدای

گوشت نمی نقد از کاروان عمر و منا — زباں بگرد دہن در فگندہ ام چو درای

در آفتاب حوادث بسوزم اولیٰ تر — کہ بہر سایہ نہم بر سرم سپاس ہمای

ازیں سپس منم و کنج و کلبۂ تاریک — کہ سر فرو شدہ ام در ہوائے باغ و سرای

مخلص الدین سید الحق کے مدحیہ قصیدے کی تمہید میں اپنی گوشہ نشینی کے ارادے کو اس طرح پر ظاہر کیا ہے ؎

ز روزگار بریں روز گشتہ ام خرسند — وداع کردہ بہ کلی دیار و وادی را

بداں عزیمتم اکنوں کہ اختیار کنم — ہم از طریق ضرورت صلاح و تقوی را

آگے چل کر اپنی پرورش کے لیے اس طرح استدعا کرتا ہے ؎

مرا بہ ہیچ در و در کسب نام نیکو کوش — کہ آں ذخیرہ نماند ست مدح و عاقم را

جز لائے حسنِ عمل بین کہ روزگار ہنوز ۔۔۔ خراب می نکند بارگاہِ کسریٰ را

ظہیر کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ظہیر نے ۵۹۲ھ[1] میں وفات پائی۔ لیکن اکثر کا اس پر اتفاق ہے کہ ظہیر کا ماہ ربیع الاول ۵۹۸ھ[2] میں انتقال ہوا۔ سرخاب تبریز میں ایک محلہ ہے اسکے قبرستان میں خاقانی کی قبر کے پاس ظہیر کو دفن کیا گیا۔ چونکہ اس قبرستان میں فلکی شمس الدین سجاسی۔ شاپور وغیرہ اور کئی شاعر دفن کیے گئے ہیں اس لیے اسکا نام مقبرۃ الشعرا رکھ دیا گیا ہے۔

ظہیر فاریابی کی شاعری

بلحاظ مضامین کے صرف مدح تک محدود ہے۔ صرف تین قصیدوں کی تشبیب میں مواعظ ونصائح کو بیان کیا ہے جنکا آگے ذکر کیا جائیگا۔ غزلیات بھی بیشتر مدح اور عرضِ حال پر مشتمل ہیں۔ رباعیات بھی اکثر مدحیہ اور عاشقانہ ہیں۔

بلحاظ اقسام نظم کے زیادہ تر قصائد۔ اس سے کم قطعے۔ اس سے کم رباعیاں اور چند چھوٹی چھوٹی مثنویاں ہیں۔ قطعہ

فرسودۂ منقش چترِ اک وار گردد ۔۔۔ عنبر فشاں زرِ او تریاک وار گردد
آں دم کہ ہوش پیراں در نائے دواں کنند ۔۔۔ چوں جاہ بے خواب سازد منشا تار گردد
روزے کہ در بدخشاں ریح بہ خیار بندد ۔۔۔ پالودۂ دمشقی خلخال بار گردد

---

[1] یہ قول امین رازی مصنف ہفت اقلیم اور صاحب نتائج الافکار کا ہے۔ ۱۲

[2] یہ قول حمد اللہ مستوفی مصنف تاریخ گزیدہ۔ تاریخ مجمل فصیحی۔ تذکرہ دولت شاہ۔ حبیب السیر۔ خزانۂ عامرہ۔ ید بیضا۔ ریاض الشعرا اور صحف ابراہیم وغیرہ کا ہے ۱۲

در کوچہ ہائے شیریں خسرو خبر ندارد ‏ ‏ ‏ امثال فاریابی لعل عدد ار گردد
چوں شاخِ نگار کوہی برگو ہسار گردد ‏ ‏ ‏ شلوار آب طوسی چوں پائے بار گردد

قصائد ظہیر فاریابی پر نقد و تبصرہ

۱- قصائد ظہیر فاریابی کا مجموعہ — ظہیر کے قصائد اور قطعات کا مجموعہ سنہ ۱۲۴۵ھ میں کلکتے میں طبع ہوا۔ اسکی نقل منشی نول کشور نے سنہ ۱۲۹۳ھ میں لکھنؤ سے شایع کی۔ اس مجموعہ میں تقریباً
۳۰۔۔۔۴ ہزار کے قصیدے اور ایک عربی کا قصیدہ ہے۔ ممکن ہے کہ ان کے علاوہ اور بھی قصیدے ہوں اور اب وہ کم یاب ہوں۔ کیونکہ ظہیر نے مفتی محی الدین کے ایک مدحیہ قطعہ میں لکھا ہے ؎

بمدحِ تو دو نوبت قصیدہ ہا گفتم ‏ ‏ ‏ نکردہ سعی تو از کارِ من کشاد گرہ

لیکن وہ قصیدے اس مجموعہ میں نہیں ہیں۔ اسی طرح ارباب تذکرہ لکھتے ہیں کہ ظہیر کا اتابک محمد کے دربار سے بھی تعلق تھا اور اسنے اسکی مدح بھی کی ہے لیکن اس مجموعہ کے اندر اسکی مدح میں کوئی قصیدہ نہیں ہے۔ البتہ عضدالدین طغانشاہ بن مؤید کے مدحیہ قصیدے میں صرف یہ شعر ہے ؎

ز بہرِ تہنیتِ عید خود ہمیں قصد است ‏ ‏ ‏ کہ جاں بہ بزمِ جہاں پہلواں بہ تحفہ برم

۲- ظہیر کے قصائد کی تعداد ابیات — ظہیر فاریابی کے قصیدے خاقانی اور انوری کی طرح طویل الذیل نہیں ہیں۔ انکے اکثر قصیدوں کی تعداد ابیات ۱۲- ۱۵ سے کم اور ۵۰ سے زیادہ نہیں ہے
صرف اس قصیدے میں ۳۰ بیت ہیں ؎

سپیدہ دم چو زد ابر خیمہ در گلزار ‏ ‏ ‏ گل از مشاطۂ خلوت زدود صفحۂ بار

۳۴- چھٹی صدی میں قصیدہ گوئی کی ترقی اور اسکے اسباب

اصناف نظم میں قصیدہ سب سے زیادہ اہم ہے۔ اگلے زمانے میں کمال شاعری کا دارومدار قصیدہ گوئی پر تھا۔ جو شاعر اس صنعت کے کہنے میں جس قدر زیادہ قدرت رکھتا تھا اُسی قدر اُسکی شاعری کا پایہ بلند سمجھا جاتا تھا۔ چھٹی صدی ہجری قصیدہ گوئی کی انتہائی ترقی کا عہد ہے۔ اسوقت قصیدہ جن انتہائی معراج کمال کو پہونچ چکا تھا وہ اس صدی گزرنے کے بعد نہ رہا۔ اور قصیدے کا انحطاط شروع ہوگیا۔ اُسوقت ایران میں کئی خاندان برسر حکومت تھے۔

۱- سلاجقہ ۲- خوارزم شاہی۔ ۳- شاہان شروان۔ ۴- اتابکان آذربائیجان وفارس۔ ۵- خواقین سمرقند وغیرہ۔

اِن خاندانوں کے سلاطین و اُمرا سلطنت و جاہ و ثروت کے ساتھ علم و فضل میں بھی کمال رکھتے تھے۔ اُن میں سے اکثر شعر بھی کہتے تھے باایں ہمہ شعر دوست۔ شاعر نواز ہنر پرور اور قدردان بھی تھے۔ ان کے درباروں میں بلا علم و فضل کے بار پانا نہایت دشوار کام تھا بلکہ بڑے بڑے حکما اور فضلا کو برسوں امیدواری کے بعد بڑی زحمتوں سے باریابی کا موقع ملتا تھا۔ اُن لوگوں کی ہنر پروری اور قدردانی ہی کا نتیجہ تھا کہ اس صدی میں ایسے نامور باکمال اساتذہ پیدا ہوئے اور وہ بھی اس کثرت سے کہ اسکی نظیر آج تک نہیں مل سکتی اور نہ آیندہ اسکی اُمید ہو سکتی ہے۔

چھٹی صدی کے نامور شعرا: ۱- مسعود سعد سلمان جرجانی (وفات ۵۱۵ھ) ۲- ابوالفرج رونی۔ ۳- حکیم ناصر خسرو۔ (وفات ۴۳۱ھ) ۴- حکیم سنائی (وفات ۵۲۵ھ) ۵- حکیم ازرقی (وفات ۵۲۶ھ) ۶- امیر معزی (وفات ۵۴۲ھ) ۷- امیر جرجانی ۸- [illegible] غزنوی (وفات [illegible])

عـه خاقانی امیر معزی کا معتقد اور رشید کا منکر تھا۔ مجمع الفصحا ۱۱

۹- ادیب صابر ترمذی (وفات ۵۴۶ھ) ۱۰- عبد الواسع جبلی (وفات ۵۵۵ھ) ۱۱- انوری خاوری (وفات ۵۸۶ھ) ۱۲- نظامی گنجوی (وفات ۔۔۔) ۱۳- اثیر الدین اخسیکتی (وفات ۵۷۰ھ) ۱۴- رشید وطواط (وفات ۵۷۳ھ) ۱۵- خاقانی (وفات ۵۸۲ھ) ۱۶- ظہیر فاریابی (وفات ۵۹۸ھ)

ظہیر فاریابی کے ہم عصر شعرا: امیر معزی - ادیب صابر - عبد الواسع جبلی - اثیر الدین اخسیکتی - نظامی گنجوی - خاقانی - مجیر الدین بیلقانی - رشید وطواط - انوری -

چھٹی صدی کی قصیدہ گوئی کی خصوصیات اور اس میں نئے تبدیلی کی: اس زمانے میں عام طور پر قصیدہ گوئی کی حسب ذیل خصوصیات تھیں ۱- تکلف - اور آورد اور مبالغہ تھا - ۲- صنائع لفظی کا زیادہ استعمال کرتے تھے جسکی کئی صورتیں تھیں -

۱- پہلے مصرعہ میں جو الفاظ لاتے تھے دوسرے مصرعہ میں اکثر انھی کے مرادف الفاظ لاتے تھے اور وہ مرادف الفاظ ہم وزن بلکہ اکثر ہم قافیہ لاتے تھے - اس صنعت کو ترصیع کہتے ہیں کبھی اسکے ساتھ تجنیس بھی شامل کر دیتے تھے - رشید وطواط ؎

اے منور بتو نجوم جمال — وے مقرر بتو رسوم کمال
بوستانیست صدر تو ز نعیم — آسمانیست قدر تو ز جلال

ف ۵ عبد الواسع جبلی - رشید وطواط بلخی حکیم انوری اور عونی نے ادیب صابر ترمذی کو عذوبت بیان اور طلاقت لسان میں استاد مانا ہے لیکن ادیب صابر اور رشید وطواط میں اختلاف ہے انوری صابر کو رشید پر ترجیح دیتا تھا اور خاقانی رشید کو صابر سے افضل سمجھتا تھا - بقول صاحب مجمع الفصحا انوری کا کہنا برحق ہے - بقول دولتشاہ خاقانی صابر کا معتقد اور وطواط کے خلاف ہے ۱۲ ف ۹ بقول صاحب مجمع الفصحا اثیر اخسیکتی کو شاعری میں ارباب فضل مسلم جانتے ہیں بلکہ بعض اسکے کلام کو انوری اور خاقانی سے بہتر سمجھتے ہیں - اور بعض اس دعوے کو نہیں مانتے - سچ یہ ہے کہ ان تینوں میں سے ہر ایک کا طرز جدا جدا ہے ۱۲

دو مستزاد بیت کا قصیدہ ہے۔ رشید کا دعوٰے ہے کہ آج تک کسی نے ایسا مرصع قصیدہ نہ فارسی میں لکھا نہ عربی میں۔

۲۔ صنعت التزام کو خاص خاص طور پر طرح طرح سے استعمال کرتے تھے۔

۱۔ پہلے مصرعہ میں پانچ یا چھ لفظ ہیں تو دوسرے مصرعہ میں بھی اتنے ہی لفظ لاتے تھے۔

۲۔ اکثر ایک نوع۔ ایک ترکیب اور ایک انداز کے لفظ لاتے تھے اور انکا انبار لگا دیتے تھے۔

۳۔ پورے پورے قصیدے ہیں جنمیں تمام الفاظ ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔

۴۔ قصیدے کے ہر مصرعہ میں کسی خاص لفظ کو لاتے تھے۔

۵۔ قصیدے کے ہر مصرعہ میں کسی خاص حرف کو نہیں لاتے تھے۔

۶۔ قصیدے کے ہر شعر میں کسی ایک صنعت یا دو صنعت کو لاتے تھے مثلاً لف و نشر کے ساتھ سیاقۃ الاعداد کو جمع کر دیتے تھے۔

۳۔ مضامین کی جدت کی طرف چنداں توجہ نہیں کیجاتی تھی۔

باوجود ان عیوب کے یہ قصیدے نہایت برجستہ اور رواں ہوتے تھے بعض موقعوں پہ جب تک بتایا نہ جائے کہ اس شعر میں فلاں صنعت کا التزام ہے اس صنعت کی طرف خیال بھی نہیں جا سکتا۔ رشید وطواط اور عبدالواسع جبلی وغیرہ کا کلام اسی رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ علاوہ ایہام صنعت ذوقافیتین اور صنعت ذوالمطالع کا بھی کثرت سے استعمال ہوتا تھا۔ غرضیکہ کوئی ایسا شاعر نہ تھا جسکا کلام لفظی صنائع کی بھرمار سے خالی ہو جسکی تصنیف اٹھا کر دیکھیے ایک ہی آواز آتی ہے۔ اسی عہد میں کچھ لوگ ایسے بھی پیدا ہوئے جنہوں نے ان بدعتوں کے مٹانے کی طرف خاص توجہ کی اور قصیدہ گوئی میں خاص خاص تبدیلیاں کیں۔ چنانچہ انوری اور ظہیر نے ایسا ہی کیا۔ جنہوں نے اس عام رنگ میں کچھ ایسی خوبیاں بڑھائیں جن سے اس رنگ کی برجستگی

بدعت حسنہ سے بدل گئی جیسا کہ خاقانی نے کیا ہے۔ انوری نے الفاظ کی خاص ناپ تول کا کام کم کیا۔ سادہ اور صاف اشعار لکھنے شروع کیے جن میں لفظی صنائع وغیرہ کی خصوصیات کی رعایت نہ تھی۔ ظہیر نے بھی یہی طرز اختیار کیا۔ انوری نے مبالغے کا وہ زور شور باندھا کہ ممدوح کو خدا تک جا ملایا۔

انوری نے مضمون آفرینی پر خاص توجہ کی جس سے الفاظ کی بندش کی قدر کم ہوئی اور خیال دوسری طرف متوجہ ہو گئے۔ خاقانی اور ظہیر فاریابی بھی اس شاہراہ پر بڑی تیزگامی سے جا رہے ہیں۔ دقت اور پیچیدگی تینوں کے کلام میں پائی جاتی ہے۔ لیکن بلحاظ نوعیت کے تینوں میں اختلاف ہے۔ ظہیر فاریابی نے دقت آفرینی میں بھی ایک گونہ صفائی کا لحاظ رکھا ہے جس کی وجہ سے انوری اور خاقانی کی طرح قصائد ظہیر فاریابی کو شرح نگاری کا مرہون منت ہونا پڑا۔ خاقانی نے باوجود دقت اور پیچیدگی کے طمطراق الفاظ کے ساتھ ابداع سخن اور اختراع معانی سے قصیدے کو چمکایا۔ نئے نئے استعارے اور کنایے ایجاد کیے۔ جوش بیان اور زور کلام سے اپنی قادر الکلامی کا وہ سکہ جمایا کہ کسی کی ہمت نہ ہوئی جو اس شاہراہ کی طرف قدم بڑھاتا۔ نشست الفاظ میں کہیں سحر سے کام لیا ہے کہیں اعجاز دکھایا ہے۔ ثقیل، غریب اور نامانوس الفاظ کو اس ترکیب سے استعمال کرتا ہے کہ کلام کی روانی اور برجستگی میں ذرا فرق نہیں آنے پاتا۔ کہیں کہیں شعروں میں کوئی ایسا لفظ لے آتا ہے کہ اس کے کئی معنی ہوتے ہیں اور ہر معنی اس موقعے پر چسپاں ہوتے ہیں۔ خاقانی اس بارے میں اپنے تمام معاصرین سے بڑھا ہوا ہے۔

ظہیر فاریابی اور انوری نے تو شعر و شاعری کی مذمت میں ایک سیر حاصل قصیدہ لکھا ہے لیکن ظہیر شعر و شاعری سے متنفر [نہیں] ہے۔ ہاں اپنے منظومات میں شعر و شاعری سے تنفر ظاہر کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ بہاء الدین ابوبکر کے مدحیہ قطعہ میں کہتا ہے ؎

نفرتے داشت خاطرم از شعر — زاں کہ آں نقص منصبِ فضلاست
غرضم مدحتِ تو بود ارنہ — شاعری از کجا و بندہ کجاست
چوں تفاخر کنم بہ شعر ار چہ — نامِ من در جریدۂ شعراست
شعر در نفسِ خویشتن ہم نیست — نالۂ من ز خستِ شرکاست

زبیدہ خاتون کے مدحیہ قصیدے میں کہتا ہے ؎

از رہِ شعر منکرم کہ مرا — در دل از علم ہاست گنج دفیں

مخلص الدین سید اسحٰق کے مدحیہ قصیدے کی تمہید میں کہتا ہے ؎

چرا بہ شعر تجبّر و مفاخرت بکنم — ز شاعری چہ برآید جریدہ واعشے را
نہ در حسابِ زن آید نہ در طویلۂ مرد — اگرچہ ہر دو صفت حاصل ست خنثیٰ را

طغاں شاہ کے مدحیہ قصیدے میں کہتا ہے ؎

شہریارا تو سخنگر آں کامروز — شعرِ من در زمانہ مشہور است
ایں نگہ کن کہ نزدِ دانشِ من — شعر عیب است گرچہ آں ہنر است

عرب کا تتبع اور عربی فقرات و امثال کا استعمال

ظہیر کے مجموعہ میں عربی کا ایک قصیدہ اور چند قطعے ہیں لیکن ظہیر فاریابی قصیدوں میں بہ نسبت انوری کے عربی فقرات و امثال کم لاتا ہے آسنے صرف چند اشعار میں عربی فقرات اور امثال کو استعمال کیا ہے ؎

نفسِ کل از برائے راتبِ رزق — بہ لباسِ خلقتہ بیدی
چنگ در دامنِ قضا زدہ بود — کرست گفت القمان علے
داغِ حسرت نہادہ ام بر دل — گفتہ اند آخر الدواء الکے

عنایتش علم سالکان گمرہ را   طراز آیت علیکم لحافظین برد

بہ درگہ تو امید را خیال   تا مدح اصیبت فنا لزم

تشریف یہ دو قصیدے ایسے ہیں جنکی تمہید کو عرب کے تتبع کا ایک نمونہ کہہ سکتے ہیں ؎

۱- الا اے خیمگی خیمہ فرو ہل   کہ پیش آہنگ بیروں شد ز منزل

۲- سفر گزیدم و بشکست عہد قربی را   مگر کہ باز ببینم جمال سلمی را

یہ قصیدہ گوئی کی رکن الدین احمد نیشاپوری کو بادشاہ نے کلہ - کمر - قبا - گھوڑا - تلوار اور

سات چیزیں انعام دی تھیں ظہیر نے اسکی تہنیت میں کپڑے کھڑے شراب -

نقشے میں یہ قصیدہ کہا ؎

عید شد و آب و خلعت کرتا سال دگر   از گل و میوہ او بوسہ ہمی یابی دہ

قصیدے کے آخر میں کہتا ہے ؎

بیکنہ اتی کہ بیک ساعت این نظم رہی   دوش بر پائے ہمی گفت شعرا بندہ

عذر بن بندہ درین شعر بیک مایہ مخواہ   تا بشعر سے شکم نیکو و سرد او فتر

سلطان شاہ کا ... فیروزہ دیکھنے گیا تھا - وہاں اسنے ظہیر سے قصیدہ کہنے کی فرمایش کی ظ

نے یہ قصیدہ فی البدیہہ کہا ؎

سحر چو تافت ز دریاے خاوراں گوہر   زمانہ کرد بہ درج فلک نہاں گوہر

ہجو: ظہیر کے کلام شاعری میں ہجو کے اشعار بہت کم ہیں - قصیدہ تو اسنے کسی کی ہجو

لکھا ہی نہیں البتہ ایک قصیدے میں چند شعر ہجو میں ضمناً کہہ گیا ہے جو سابق ہاں لکھے گئے

پیرك به پیش پیرزنش بر گشت؛
این چیست؟ در پیشش دربار شاهی،
آنجا پیرزن خود را می بیند
سرسفرهٔ شاهی نشسته،
اعیان و اشراف خدمت میکنند،
شراب ناب میریزند بجامش،
مزه‌اش کلیچه‌های مهردار،
فوج مهیبی پاسبان در دورش
تبرزینها برسر دوششان.
پیر اینرا که دید به وحشت افتاد،
تا زمین تعظیم کرد پیش پیرزن.
به او گفت: «سلام، سهمگین ملکه!
انشالا حالا دلکت راضی است؟»

اندیشہ گرگم شود از لطف در ضمیر　　گردوں براز باکرت درمیاں نہاد

متاخرین نے کمر کی تعریف میں نہایت دقت آفرینیاں کی ہیں یہاں تک کہ کمر کو ایک لطیف خیال ۔ ایک باریک مضمون اور ایک موہوم تخیل کہتے ہیں ان سب خیالات کی اصل یہی ظہیر کا شعر ہے۔

شعر کا مطلب ۔ معشوق کی کمر ایک لطیف خیال ہے جسکو آسمان نے معشوق کے کمربند سے کھدیا ہے ۔ افسوس ہے کہ راز درمیاں نہادن کا صحیح ترجمہ اردو میں نہیں ہوسکتا ۔ اس لیے فارسی میں جو لطافت ہے وہ ترجمے میں جاتی رہی۔

۲۔ در تنگنائے بیضہ ز تاثیر عدل او　　نقاش صنع پیکر مرغاں ستاں نہاد

ستاں نہادن کے معنی چیت لٹانے کے ہیں ۔ نقاش صنع (قدرت) مطلب ۔ بادشاہ کے عدل کا یہ اثر ہے کہ قدرت نے ذرا سے انڈے میں پرندوں کو چیت لٹا کر آرام سے سلادیا (صنعت حسن التعلیل)

۳۔ ترکیب اور بندش میں چستی ۔ بلندی اور زور پیدا کیا ۔ اس صنعت میں کمال اسمٰعیل اور سلمان ساوجی بھی اس سے آگے نہ بڑھ سکے ۔ ذیل کے اشعار کی دروبست اور بندش کو دیکھو ؎

نہ کرسی فلک نہد اندیشہ زیر پائے　　تا بوسہ بر رکاب قزل ارسلاں دہد

مطلب ۔ خیال جب آسمان کی نو کرسیاں پاؤں کے نیچے رکھ لیتا ہے تب قزل ارسلان کی رکاب کو چوم سکتا ہے ۔

سم سمند تو کز نہیب گرد پائے　　بر آسمان ستارہ شاہ مظفر نہاد

شاہنشہ زمانہ کہ از روئے تجربت　　مسند فراز گنبد اخضر نہادہ

شیخ عمر تو لذت شادی بجاں دہد　　ذکر لب تو طعم شکر در دہاں دہد
جز لطف در عارض تو ندیدم کہ ہیچ کس　　خورشید را ز ظلمت شب یادگار دہد
اے خسروے کہ خشت تو از روئے اہتمام　　گوگرد را ز صولت آتش اماں دہد

۴۳- زبان میں زیادہ صفائی اور گھلاوٹ پیدا کی۔ چنانچہ اُسکے قصائد نے انوری اور خاقانی کی طرح کبھی شرح لکھنے کا احسان نہیں اُٹھایا۔

۴۴- اکثر نازک اور لطیف تشبیہیں ایجاد کیں۔ مادی تشبیہ میں ظہیر کے معاصرین نے بہت زور صرف کیا اور سیکڑوں نئی نئی تشبیہیں پیدا کیں۔ لیکن ظہیر کی نزاکت کو نہ پہنچ سکے۔ ایک قصیدے کی تمہید اس طرح شروع کی ہے۔

کہ جب شام ہوئی تو میں نے دیکھا کہ لاجوردی تختے پر کسی نے خطِ شفق میں نون لکھدیا ہے۔ یا دریا میں کشتی بہتی جاتی ہے۔

اس طرح متعدد تشبیہیں بیان کرکے کہتا ہے کہ مرد و عورت بحث و نزاع کر رہے تھے کہ گیا پیر جوہر عقل کے پاس گیا اور کہا کہ یہ کون سا معشوق ہے جسکے کان کا آویزہ آسمان نے اڑا لیا ہے۔ یا کسی کے قبا کی بیل تراش لی ہے۔ یا کسی معشوق کے ہاتھ کا کنگن اتار لیا ہے ؎

آں شاہد از کجاست کہ ایں چرخ شوخ چشم　　از گوش او بروں کند ایں نقرہ گوشوار
گردوں ز جامہ کہ بریدست ایں طراز　　گیتی ز ساعد کہ ربودست ایں سوار

بہار کی تعریف میں ؎

چمن ستوز لبِ از شیر ابر ناشستہ ‏ ‏ چو شاہدان خطِ سبزش دمیدہ گرد عذار

لبِ از شیر ناشستہ مست (ابھی بچے کا دودھ نہ چھوٹا) بالغ ابھی بچہ ہے یہاں تک کہ ابھی اسکے ہونٹوں پر ابر بہاراں کا دودھ لگا ہوا ہے باوجود اسکے نوخطوں کی طرح اسکے چہرے پر سبزہ نکل آیا ہے۔

ظہیر کو نقادانِ سخن استادِ فن جانتے اور اسکی لطافتِ بیان اور سلاستِ زبان کو مانتے ہیں

ظہیر فاریابی اور انوری: انوری کو پیغمبرِ سخن مانتے ہیں۔ انوری نے بلند معانی کو بڑی سلاست اور فصاحت سے ادا کیا ہے۔ ظہیر بھی ان کمالات سے پورا پورا حصہ رکھتا ہے انوری کے کلام میں متانت اور جزالت پائی جاتی ہے۔ اسکے خیالات بلند ہیں۔ شیرینی، اور نزاکتِ خیال اور شوخیِ بیان ظہیر کے حصے میں آئی ہے۔ قصائدِ انوری میں تشبیہیں کثیر ہوتی ہیں۔ اور ظہیر کی ابیات بہ نسبت اسکے قلیل ہوتی ہیں۔ اس لیے انوری کے اشعار کی قوتِ تخیل میں بلندی اور پستی نمایاں ہو رہی ہے اور ظہیر کی قوتِ تخیل ہموار رہتی ہے غرض بلند خیالی انوری کی اور حسنِ اسلوب ظہیر کا مسلّم ہے۔

ظہیر فاریابی کے قصائد کی خصوصیات

انواعِ قصیدہ: ظہیر کے قصائد چار طرح کے ہیں۔

[illegible]: اول وہ قصیدے جنکے ابتدا میں نہ کوئی تمہید ہے نہ تشبیب مطلع ہی سے یا کسی خطاب سے ممدوح کی مدح شروع کر دی ہے جیسا کہ ذیل کا شعر

انشست خسرو روئے زمیں بہ استحقاق ‏ ‏ فراز تختِ جلالی [illegible] دارالملک عراق

خدایگان خوش خرامِ زمانہ [illegible] ‏ ‏ [illegible] مشتاق

۳- شہے کہ ملک تفاخر کند بگوہر او　　　　بریدِ عالمِ غیب است رائے انورِ او

خدایگان ملوک زبانہ نصرت دین　　　　کہ بوسہ جائے سپہر است دستِ خنجر او

۳- اس قصیدے میں عید کی تہنیت کے ساتھ ہی مدح شروع کردیا ہے

ہو العید یسقی بکاسٍ مدام　　　　ہنیئاً لمن فاق کل الانام

شہنشاہِ اعظم قزل ارسلان　　　　کہ از عدلِ او یافت گیتی نظام

۴- آنکہ بحق داورِ زمان و زمین است　　　　خسرو پیروز بخت نصرۃ الدین است

۵- سر برافراخت بر سپہر برین　　　　مہد میمونِ پادشاہِ زمین

زبدۂ مکرمت زبیدۂ وقت　　　　مریمِ روزگار عصمت دین

۶- بر دوگوشۂ دولت از شاہان گیتی سربسر　　　　شاہ بوبکر آنکہ ملکش ہست میراثِ پدر

۷- شاہے کہ تیر پیشِ حسامش چو ترکش است　　　　فرماندہِ جہاں عضد الدین طغان شہ است

۸- آں کہ بر تختِ مکرمت شاہ است　　　　شرفِ دینِ حق شرف شاہ است

۹- اس قصیدے میں ماہِ مبارک کی تہنیت کے ساتھ ممدوح کی تعریف بیان کی ہے

قدومِ ماہ مبارک مبارک است بفال　　　　کہ باد بر فلکِ تخت دہر مبارک سال

سریر بخشِ سلاطین اتابکِ اعظم　　　　کہ ہست طلعتِ او ملک را مبارک فال

۱۰- گہے کہ بار دہد شاہ بر سریر سرور　　　　کہ باد تا بہ قیامت بعہد او معمور

اس قصیدے میں کہتا ہے کہ جب بادشاہ تخت پر بیٹھتا ہے تو کس طرح مجلس آراستہ
لشکر کیسی صفیں باندھتے ہیں اور لشکروں سے لوگ کس درجہ خائف ہوتے ہیں۔ آخر میں دعا
پر قصیدہ ختم کر دیتا ہے۔

۱۱- گیتی ز فرِ دولتِ فرماندہِ جہاں　　　　مانندِ باغِ ارم و روضۂ جناں

۱۲- سر بر سلطنت اکنون کند سرافرازی	کہ سایہ بر سرش افگند خسرو غازی

۲- خطابیہ- وہ قصیدے جنکے مطلع سے ممدوح کو مخاطب کرکے اسکی تعریف بیان کی ہے- وہ حسب ذیل ہیں:"

۱- ایزد چو کارگاہ فلک را نگار کرد	از کائنات ذات ترا اختیار کرد

۲- اے جہاں را بہ تیغ دادہ قرار	کردہ شاہان بہ بندگیت اقرار
شاہ آفاق افتسان توئی آنکہ	خواہد از خنجرت اجل زنہار

۳- اے ز سعی تو بر فراختہ سر	دین یزدان و شرع پیغمبر
مقتدائے زمانہ صدر الدین	اے گذشت کرامت از مقدار

۴- شاہا اساس ملک تو با استوار باد	عمر تو ہمچو دور فلک پایدار باد

۵- ای بے مسخر حکمت ز ماہ تا ماہی	شہے ستارہ سپاہ و سپہر درگاہی

۶- اے نبشتہ دولتت منشور ملک جاوداں	ہمچو نام سلطانی و ہمچون پیر سلطان نشاں
موسم نوروز ملک خرم و شاہ جہاں	فرصتے باشد طرب را زیں نکوتر در جہاں
تخت بنشیں و بنہ تاج گیتی افسر	در پناہ دولت فرمانروائے انس و جاں
خسرو عالم اتابک نصرۃ الدین کز علو	حضرتش را طارم افلاک زیبد آستاں

۷- اے مہر و مہ نتیجہ آرائے ضمیر تو	حل کردہ عقدہائے فلک را ضمیر تو
تخت ملوک نصرۃ دین پیشگی توئی	کایزد برائے نصرت تو شد نصیر تو

۸- اے ظفر کسب ترا بر پئے	دو جہاں پیش ہمتت لا شئے

۹- شاہا در تو قبلہ شاہان عالم است	گردون ترا مسخر و گیتی مسلم است

۱۰- اے برزدہ بقوت ملک آستیں	سلطان بحقیقتی و شاہ راستیں

۱۱- خسروا وقت مئے گلفام است — رونق عیش دریں ایام است

اس شعر کے بعد بہار کا سماں دکھا کر یکبارگی لطافت ممدوح کی مدح کی طرف گریز کرتا ہے

یار در مجلس و گل در چمن است — عود در مجمر و مے در جام است
بخت یاری و اقبال مطیع — آسماں بندہ و گیتی رام است
بر سر نامۂ دولت عنوان — نصرۃ الدین عضد الاسلام است
شاہ بوبکر محمد توئی آں — کہ شعارت کرم و انعام است

۱۲- اے حکم تو چوں قضائے مبرم — در زیر نگیں گرفتہ عالم
خورشید ملوک نصرۃ الدین — اے ذات تو نصرت مجسم

۱۳- دریکہ نظیر تو چشم زمانہ نادیدہ — سیاست بسزا گوش چرخ مالیدہ

اس قصیدے میں مطلع کے بعد سے ممدوح کی تعریف میں چار پانچ شعر کہتا ہے۔ پھر شاہی محل کی تعریف کی طرف گریز کرتا ہے۔

محیط چرخ سرا پردۂ سیاست جاہ ترا — در و طناب طراز تو گسترانیدہ
چہ گویمش کہ سپہریست پر ستارہ و ماہ — و حسن بر فلک و آفتاب خندیدہ
بہ قہر دولت ایں قصر ہمچناں ماند — کہ شکل او ز بدیہت سبق بشنیدہ

علاوہ ازیں آگے چل کر شاہی محل کی تعریف میں نازک خیالی اور رنگیں بیانی کا ایک طلسم باندھا ہے۔

ز بام رنگ ز دیوار و سقف او تجمیل — برائے زینت رخسار حور دزدیدہ
در و بوقت قدوم مبارکت مہ و مہر — ز زیر پایہ چو طفلان بنا برچیدہ
در روشنائی صحن و ہوائے سقف او — ہمے نماید اسرار غیب پوشیدہ

ازاں زماں کہ روش آتش از دم سپہر — سپہر یک سرہ گردن زفخر بالیدہ
بہ خفتہ در کنف او بہ امن و آسائش — جہاں کہ از ستم روزگار ترسیدہ
ز غیرت و حسد رفعت از قصر صد بار — سپہر ازرق بہ خویشتن بجوشیدہ

ان دو شعروں پر محل شاہی کی تعریف کو ختم کر دیا ہے۔

قطعہ: قصرے بدین رادی چہ نسبت — نباشد این نمط از عاقلاں پسندیدہ
حدیث کوتہ و شیریں بگو کہ این خاکیست — عنایت ملکش بر فلک رسانیدہ

۱۴۔ اے قصر چرخ راز معالیت کنگرہ — حزم تو کردہ مرکز آفاق دائرہ
۱۵۔ ارچہ فر و جاہ و قدرت اے ہمایون بارگاہ — در حریم حضرت شد فتح آمد از اقبال شاہ
۱۶۔ نوبت ملکت شہا بر ہفت گردوں می زنند — ملک عالم را بہ تو فال فریدوں می زنند

۳۔ تمہید: یہ وہ قصیدہ ہے جس کے ابتدا میں تمہید لکھی ہے۔ ظہیر کے قصائد کی تمہیدوں کا ایک خاص انداز ہے۔ وہ بخلاف اپنے معاصرین کے تمہید میں بہت کم شعر لکھتا ہے بعض تمہیدوں میں تو اس نے صرف دو دو تین تین شعروں ہی پر اکتفا کیا ہے۔ اور گریز کے موقع اپنا کمال شاعری دکھایا ہے کہ تمہید اور گریز کے ارتباط میں ذرا فرق نہیں پڑتا۔ اس قصیدے کے تمہید کے تین شعروں میں عید کی آمد کی کیفیت بیان کی ہے چوتھے شعر میں مدح ممدوح کی طرف گریز کیا ہے۔

صبح دگر از مشرق اقبال برآمد — در گلشن ایام نسیم سحر آمد
چوں کوکبہ عید بآفاق رسیدہ — در باغ سعادت گل شادی ببر آمد
آں وعدہ کہ آن عقد پیہمے واو وفا شد — واں کار کہ ایام ہمی خواست برآمد
آسودہ جہاں از تف خورشید حوادث — چوں در کنف عدل شہ دادگر آمد

اقبال غلاما شہ میاں بستہ بخدمت   در بارگہ خسرو جمشید فسر آمد

وہ تمہیدیں کئی قسم کی ہیں۔

۱۔ مواعظ و حکم صرف دو قصیدوں کی تمہید میں بیان کیے ہیں۔ اسکا طرز حکیم سنائی کے طرز سے ملتا جلتا ہے۔

۱۔ پیچیدہ دم چو شدم محرم سرا سرور   شنیدم آیت توبوا الی اللہ از لب حور

جب میں سرائے سرور کا محرم ہوا (یعنی سرور و شادمانی کے گھر میں داخل ہوا تو) میں نے حور کے ہونٹوں سے سنا کہ وہ کہہ رہی تھی کہ تم خدا سے توبہ کرو۔ سرور و شادمانی سے اس درجہ غافل نہو کہ خدا کو بالکل بھول جاؤ۔

آگے کہتا ہے کہ حضرت قدس سے میرے کان میں آواز آئی کہ اے خلاصۂ تقدیر اور زبدۂ مقدور! دنیا نالے کے گذرگاہ میں ایک اجڑی سرا ہے تو یہ گمان نہ کر کہ وہ ایک مٹھی بھر مٹی سے آباد ہو جائیگی۔ تو اس دار فانی (دنیا) میں دل نہ لگا۔ کیونکہ دوسری جگہ (بہشت) میں تیرے سیر کرنے کے لیے بڑے بڑے محل بلند کر رکھے ہیں شاید تجھے خبر نہیں ہے کہ یہاں تیرے کیسے کیسے حاسد دشمن اور غیر مخلص دوست ہیں۔ تو تو اس میں کوشش کر کہ سلامتی کے ساتھ کسی امن کی جگہ میں پہونچ جائے کیونکہ راستہ بڑا خوفناک اور منزل بہت دور ہے۔ تجھے تو یہ دیکھنا چاہیے کہ مرنے سے اور قیامت تک کتنے نشیب و فراز راستے میں پڑتے ہیں۔ تیرے راستے میں بڑی دور و دراز مسافت پڑی ہے۔ تو اس دور دنیا پر کیوں اتنا پھولا ہوا ہے؟ تو ایک گروہ کے اندر غریب اور مہمان ہے۔ تجھے انکے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا چاہیے کہ وہ سب تجھ سے نفرت کرنے لگیں۔ دیکھ تو تیری تن پروری اور شکم پری کے لیے کتنے جانوروں کو کیسی کیسی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ جنگل میں جانور گھر اٹھا سکتے

کھا رہا ہے اُسے کیا خبر کہ تو اُسکی حلق کے لیے چھری تیز کر رہا ہے۔ ریشم کا کیڑا چند کرور تار اپنے
خونِ دل سے بنتا ہے تو اُن کو جمع کرکے کہتا ہے کہ یہ اطلس ہے یہ سیاہ ہنر ہے۔ تو وہ کیڑے کا
کفن چھین کر خود پہنتا ہے۔ تجھے اس بات سے کون روکنے والا ہے؟ تو اس انتظار
میں بیٹھا ہوا ہے کہ کب شہد کی مکھی تے کرے اور تو اُس سے اپنا منہ میٹھا کرے۔ تجھے
صبح کے وقت روزِ روشن کی طرح معلوم ہوگا کہ اندھیری رات میں تونے کیسے سامنے
عشقبازی کی تھی۔ کیونکہ حرص و ہوا کو بغیر مغلوب کیے تو آدمی کی خدا تک رسائی نہیں
ہو سکتی۔ تو شراب سے ہرگز لب آلودہ نہ کرنا۔ کیونکہ یہ تو وہی خون ہے جو انگور کے دل سے
ایک ایک بوند کرکے ٹپکا ہے۔ جب میرے دل میں جذبۂ عشق پیدا ہوا تو میری ہمت
نے دنیا کو ترک کر دیا اور میں شراب اور معشوق، بربط اور طنبور کی آواز بھول گیا۔ پھر کیسی
خوبی سے مدح ممدوح کی طرف گریز کیا ہے ؎

زہر چہ گفتم و کردم کنون پشیمانم — بجز دعا و ثنائے خدایگان صدور
وزیر مشرق و مغرب نصیر دولت و دین — کہ باد رایت عالیش تا ابد منصور
۲- گیتی کہ اولش عدم و آخرش فناست — در حق او گمان ثبات و بقا خطاست

اس شعر کے بعد چند نصیحت آمیز شعر لکھ کر انسان کی طرف خطاب کرکے کہتا ہے کہ صرف
تو ہی یہاں مصیبت اور آفت میں مبتلا نہیں بلکہ مخلوقات میں سے کوئی بھی ایسا نہیں
ہے جو کسی تکلیف میں مبتلا نہ ہو اور آخر میں اُسکو فنا نہ ہو۔ گریز کے موقع پر کہتا ہے ؎

ملک خدا است ثابت و باقیست بعد ازو — آثار جعفر صفدر ایران دگر ہباست
فرمانروا کہ بر آفاق سپہر دیں — کانفاس عدل او مدد نکہت صباست

شکایت زمانہ: ان دو قصیدوں کی تمہید میں زمانے کی شکایت بیان کی ہے۔

۱- مرا ز دست ہنرہاے خویشتن فریاد — کہ وا رہم بہ گرو نہ ہر ستیزہ نا شاد

۲- چو زہرہ وقت صبح از افق بسازد چنگ — ترانہ تیز کند نالۂ مرا آہنگ

زہرہ صبح کو ٹھیک افقِ مشرق پر نظر آتا ہے جب زہرہ شرابِ صبح پینے کے وقت افق پر چنگ بجاتا ہے تو زمانہ میری نالہ و فریاد کی لَے کو تیز کر دیتا ہے۔

چرا بہ چرخ نگیرد مرا سخن تا ہے — وفا سے یار و ما آویزدم بہ دامن چنگ

بگرد زمانہ ناسازم از سپہر دنی — ہوائے نالہ نا سے و صد ہزار ترنگ

چنان بہ درد دل از سینہ بر کشم آہے — کہ ہفت آئینۂ چرخ از آن بگیرد زنگ

بضاعت سخن خویش بیم از خواری — بسان آئینۂ چین بہ پارۂ شدہ زنگ

من از خجالت و حیرت فتادہ از سنجے — کہ کس نشان ندہد تا بہ دانش و فرہنگ

گہے چو عہد لئیمان نفاق صحبت سست — گہے چو عہد بخیلان نراق عزم لنگ

ادا مشغر مرا نیز خاصہ شی مطلب — کہ در مذاق زمانہ نکیست شہد شعر شنگ

فتادہ ام بہ گروہے کہ در شناسا نیست — سیاق نقطہ کنایہ و نشان معنی تنگ

بجز نیک سخن اسم شان برآرم نزد — چو فلک بہ چشم یا خسرو دیدہ تنگ

گریز کجاست کہ کن بسا طفل ایگان تا امن — بہ رسم چو شیر سے ازان بہ شعر تیز چنگ

بہ پیش خسرو دیدہ سخن بہ آرم بانگ — چنان کہ دو چشم گردد دل تنگ

اس قصیدہ کی تمہید میں وہ شعر میں اپنی پریشان حالی ظاہر کرتا ہے۔

منم امروز وصف رانده گیتی بہ دو نیم — نیم آن ہست ہنوزم کہ جہان شد دو نیم

واقعہ نگاری:- ان قصیدوں کی تمہید میں کسی واقعے کو نظم کیا ہے۔

ا- ظہیر بادشاہ اتابک نصرۃ الدین کے دربار میں ایک عرصہ تک

حاضر نہیں ہوا تھا۔ بادشاہ نے ظہیر کو بلوایا۔ اس واقعے کو ۹ شعروں میں بیان کیا ہے

مرا مبشر اقبال بامداد پگاه | نوید عاطفت آورد ز آستانۂ شاه
چه گفت؟ گفت چو دیدی بکعبه کردم را | نیاز عرض کن و حاجتی که هست بخواه
زمین ببوس و بچه باد ال ذخیرۂ عمر | که کیمیای حیاتست خاک آن درگاه
اگرچه مدت غیبت دراز گشت ولیک | زبان عذر بیکبارگی نشد کوتاه
بیا که تسلیم شهنشه ثبات آن داد | که منهزم نشود از چنین هزار گناه
ز آستانۂ او برگیر ادب پس شو که | که نیست دولت و دین را جز این جا پیگاه
رهنمای ادراک او کاشانه گیر عرش | جناب او را ز حادثات ساز پناه
بشب بخدمت او همچو شمع باش بپای | بروز بر در او همچو صبح خیمه بگاه

گریز: که آفتاب سعادت بر آن کسی تابد | که همچو سایه دو دور کابد ظل الله
خدایگان ملوک زمانه نصرة الدین | که گرد موکب او روی کفر کرد سیاه

۳- الا ای خنگی خیمه فسرده دل | که پیش آهنگ بیرون شد ز منزل

اس قصیدے میں ظہیر نے اپنے موصل کے سفر کرنے کے واقعے اور منازلِ سفر کی کیفیت کو ۵۰ شعروں میں نظم کیا ہے۔

صنوبری مناظرِ قدرت ۴- سپیده دم چو زد ابر خیمه در گلزار | گل از سراچۂ خلوت زدود لجۂ یار

اس قصیدے کی تمہید میں دس شعروں میں بہار کا منظر دکھایا ہے۔

ز اعتدال هوا حکم جانور گیرد | اگر به نوک قلم صورتی کنند نگار
ز اسپ نقار کن از عندلیب [illegible] | که [illegible] سرو کارش چو وجد یا نثار
چه حالتیست که مرغان همی زنند نوا | چه موسیقیست که گلها همی کنند شمار

هنوز سرو سهی در پیاده است برقص	چرا بدست زدن تش برآمدست چنار
عروس باغ مگر جلوه می‌کند امروز	که باد غالیه سا ئیست و ابر لولو بار
کلیم وار ز شاخ درخت بلبل را	فروغ آتش گل کرد عاشق دیدار
هنوز نا شده سوسن ز بند مهر آزاد	دراز کرده زبان چون به تیغ در گفتار
چمن هنوز لب از شیر ابر ناشسته	چو شاهدان خط سبزش دمید گرد عذار
نهاده نرگس رعنا بخواب مستی سر	هنوز نا شده از چشم او نشان خمار
گریز — جهان بدین صفت از خرمی مجلس شاه	درو چنان که در آئینه سال فصل بهار
رات کے آنے کی کیفیت — دوش در وقت آن که قفل زمین	کرد بر کوکب شعاع کمین
راست گفتی مظله ایست سیاه	سر برافراشته ز چرخ برین
دیدم اطراف ربع مسکون را	از سیاهی چو کلبه مسکین
آسمان چون زمین مجلس شاه	جلوه گاه جمال حور العین
قدح می درو چو سکره ماه	طبق القطف خوشه پروین
تا به کردار رقعه شطرنج	توسن دهر دو سه کرده تاج ز هنار
راست چون شاه پیش رخ بعری	پیش مهر شهاب فرزین
نسر واقع لعبت گفتی	دو پیاده است بند یکسر فرزین
آفتاب کا طلوع ہونا — چون برافراخت خسرو سیارگان علم	در خاک پست پست سر تیره فام
صبح دوم گرفت جهان کو چرا از آن	کاندر هوای شاه برو خود نسبد دم
یک یک بتیغ خنجر خورشید اختران	همچون مخالفان شهنشاه شد عدم
برزد بچرخ آسمان اثر تیرگی نماند	الا ز گرد موکب فرمانده عجم

گریز } دارا شبیہ عہد نصرۃ دین کز علو قدر — شاید کہ بر معارج گردون نہد قدم

شام کی آمد } اس قصیدے کے مطلع میں شام کی آمد کا منظر دکھایا ہے۔ پھر ہلال کی تشبیہیں بیان کی ہیں۔ انہیں شک نہیں کہ یہ تشبیہیں اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ نظیری کے او معاصرین نے بھی ہلال کی تشبیہیں نظم کی ہیں لیکن وہ اس پایے کی نہیں ہیں ؎

چوں بر زبر طلیعۂ شب گشت آشکار — آفاق ساخت کسوت عباسیاں شعار

پیدا شد از کرانۂ میدان آسماں — شکل ہلال چوں سر چوگان شہریار

دیدم نزار پیکر بر لوح لاجورد — نونیست گوئیا بقلم کردہ نگار

روشن فلک چو تختۂ دریا و ماہ نو — مانند کشتی کز دریا کند گذار

یا بر مثال ماہی یونس میان آب — آہنگ در کشیدن او کردہ از کنار

یا ہمچو یونس آمدہ بیروں ز بطن حوت — افتادہ بر کرانۂ دریا نحیف و زار

ور معرض خلاصۂ جہانے ز مرد و زن — تو میش در نظارہ و خلقے در انتظار

من با خبر بہ حجرۂ خلوت شتافتم — گفتم کہ اے نتیجۂ الطاف کردگار

باز این چہ نقش بوالعجب است و شکل نادر است — کز کارگاہ غیب ہمے گردد آشکار

آں شاہ راز کیست کہ ایں پنج منحنی — از گوش او بروں کشد ایں نقرہ گوشوار

گردوں ز بازوئے کہ ربودہ است ایں طراز — گیتی ز ساعد کہ ربودہ است ایں سوار

گر چنبر کماں است چرا شد چنیں دوتا — ور سکۂ درم است چرا شد چنیں نزار

گفت اے پسر شنیدی از ایں طلسم ہیچ — دانی کہ چیست با تو بگویم باختصار

نعل سمند شاہ جہاں است کآسماں — ہر ماہ بر سرش نہد از بہر افتخار

حاشیہ صفحہ ۱- دوش آرزو ... [illegible] — [illegible]

عقل خوش خوش خبری یافته این سخن ز تو — راستی خوش خبری داد نسیم سحری
گر چنین است یقین دان که جهان را زرگر — چون بهشت شود آراسته تا دیگرها
گل اندیشه چو از صحبت یاران بشگفت — نوش کن بادهٔ گلگون به چو اندیشه دری
به سرود نالهٔ قمری بشنو از لب جوی چمن — تا فراموش کنی محنت دور قمری
مجلس بهار چو بر بیرایه آراسته اند — نقشبندان به چمن تیغ گلی طرح طری
جوی بستان به روی آفتاب تو پر آب — قبا خواست سمن تازه و بید طبری
سخن سوسن آزاده نی یارم گفت — این قدر است سخن دان و نداند به هنری
دوش ناگه سخن او به زبان آوردم — آسمان گفت مرو که سر این گذری
چیست آزادی سوسن که آزادی او — مگر از بندگی شاه جهان بی‌خبری
نصرة الدین ملک عالم دادار دلیر — که جهان جمله به یار است بعدل عمری
۲ — ز طرب ساقی گل ساز درین ایام — برگشت طارم و گلشاد نزد گل بخرام
نهاده نرگس بر فرق باز زرین تاج — گرفته گلبن در دست باز سیمین جام
نسیم باد صبا چو در نوشت فلک — چه بیشتر آمده صحرا و باد صبح انجام
دروغ کرد به شمشیر خشک صبح گل تر — به پیش تابش خورشید و اتمام تمام
تو گوی شب که خطیب آمده به منبر — شد است طالع میمون لبابه سد نام
۳ — گل ز خرگاه چمن کوشش به سر دارد — صبح خوردن این گنبد مینا دارد
سبزه چون تازگی از قدر دهر سیال — گلبن کشت خانک سر به بر پا دارد
تاج بخش ملکان شاه جهان محمود — کز همه تاجوران منصب اعلی دارد

دو چند تمہیدیں جن میں کسی خاص چیز پر قطعہ بیان کیا ہے

۱- صفت عید سعید ست عید شادابی خلعت کز سال دگر به از گل و میوه او که همی یابی بر
بوی آن ورد چو اندر خرد کار د باغ ـ جز آن میوه نیا ید چو غذا شوشه چکر

عید هر سال برآورد برآورد اسباب   خلعت شاه زمین آن کمر شیر شکر
این گل و میوه همان به که همین آمد بار   زین گل میوه چه گویی که چه باشد خوشتر
عید را دست خوش خویش گرفتیم از و   خلعت شاه زمین گو نه نخواهیم دگر
ما ببینیم دگر تیره شد سینه پر ستاره   شاه همین نیز بها تا که برین ست مگر

۲- صفت عید اضحیٰ ست

سپهر و مهر چو حجاج کعبه اسلام   بحرم کعبه اسلام بسته اند احرام
یکی آستانه همی بوسه پیش بر هم چو   یکی به چهره همی ساید پیش بشر مقام
ز یک طرف شده گلگون ز خاک دی بر دنا امید   ز یک جهت بره قربان همی کنند بهرام
لباس و عافیت آراسته تو شتن بخت   حریم حضرت اعلا سپه شهریار انام
خدایگان ملوک جهان مظفر دین   که نصرت و ظفر اورا ملازم اند مدام

۳- صفت عید الفطر ست

روزه بشکن از عجب وقت شادی همه است   شادی گرچه فلک باعث اندوه و غم است
خویشتن رنجه مدار از ظلمت تقدیر   می خور انگار که این نیز وفا از کرم است
شادی انجم رنگین گل و افق پیر ما شست   وقت پرداختن مدحت شاه عجم است

۴- صفت دولت و نصرت ست

نقش آن دولت که در هر هفت کشور یافتند   نظم آن نصرت که آن دریا گوهر یافتند
چون به تفصیل شمار هم فهرست این مجموعه را   در کلاه سرمه یان هفت کشور یافتند

داورِ اعظم اتابک نصرة الدین کز علوش — آفرینش را نہ طوقش تاج و افسر یافتند
خسروِ عادل ابوبکر محمد کز درش — گوش ہفت اقلیم را از در تو نگر یافتند

چہ پرتوست کہ اقبال در جہاں افگند — چہ غلغل است کہ دولت در آسماں افگند
غبارِ موکبِ شاہ است یا نسیمِ بہشت — کہ بوئے امن و اماں در مشامِ جاں افگند
ہمائے رایتِ او سر کشید و رنا ورد — عجب کہ سایہ بریں تیرہ آشیاں افگند
چہ ہیبت است کہ بر گردنِ یمین زماں — طلوعِ رایتِ رائے خدایگاں افگند
سپہرِ عصمت و تائید شاہ نصرةِ دیں — کہ در جہاں کفِ او نامِ بحر و کاں افگند

یہ اشعار بلحاظِ جوشِ بیان اور زورِ کلام کے کس درجہ بلند ہیں۔

صفتِ عروسی شاہ

در ابتدائے کونِ جہاں آفریدگار — بر بامِ خسروانی ایں عقد تا مدار
بر اصلِ چار طاقِ عناصر بپائے کرد — نہ پوششِ فلک ہمہ چوں ایش استوار
دیبائے خسروانی اخضر و بر کشید — وانگہ نثار کرد برو درِّ شاہوار
آوازۂ ازیں سخن اندر جہاں فتاد — تا از حجابِ غیب شد امروز آشکار
آثارِ دو ستارہ گر فلک تہنیت مدید — می کرد بر دریچۂ نقش پیش استوار
ہم مشتری ز سعود را نشستہ طیلساں — ہم زہرہ از نشاط در انگند گوشوار
گریز بلقیس کہ بخت نہ بحجاز بلقیس وقت را — آورد بخت پیشِ سلیمانِ روزگار
سلطان نشان اتابکِ اعظم کہ آسماں — سازد ز لعلِ مرکبِ او تاجِ افتخار

ہم تشبیہ یہ وہ قصیدے جنکی ابتدا میں تشبیب ہے۔ ایسے ۲۹ قصیدے ہیں نظیر

تشبیب ... [illegible] ... دیکھا گیا ہے اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ ... [illegible] ... بیت کا ... خوش پڑھتا ہے اور
کسی ... [illegible] ... نہیں ہوتا جو ... دل ... [illegible] ... زبان اور قلم سے ... [illegible]
... [illegible] ... مشکل کام ... [illegible] ... خیال کرتا ہے چنانچہ وہ خود کہتا ہے

عشق ... [illegible] ... — ... [illegible] ... مشکل کار
... [illegible] ... — آب ... [illegible] ... نگار
گوشہ داری ... [illegible] ... — در ... داری ... گر از دست ازدلدار

ان ۲۹ قصیدوں میں دو قصیدوں کی تشبیب کو واقعہ نگاری کی صورت میں لکھا ہے
اسے ... [illegible] ... میں طغان شاہ کی ... [illegible] ... سے دلتنگ ہو کر چاہتا ہے کہ وہاں سے
روانہ ہو جائے لیکن بدون شاہی اجازت کے جانا ممکن نہیں تھا۔ طغان شاہ کی مدح
میں قصیدہ لکھتا ہے۔ اور مطلع میں اپنا مافی الضمیر ظاہر کرتا ہے

... [illegible] ... — ... [illegible] ... از ... [illegible] ...

لیکن ساتھ ہی میں یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بادشاہ ناخوش ہو جائے
اور کوئی سخت حکم دیدے۔ اس لیے دوسرے شعر میں کہتا ہے

اگرچہ می شنود نغمۂ غراب ولیک — چگونہ فہم کند آدمی زبان طیور
... [illegible] ... — زیار خویش بدو ... [illegible] ... مہجور
غراب را چہ خبر زان ... [illegible] ... — چگونہ ... [illegible] ... حال این دل رنجور
... [illegible] ... — ... [illegible] ... چشم ... [illegible] ...
... [illegible] ... — ... [illegible] ... از ... [illegible] ... گرفتہ ... [illegible] ...

گمان من همه این بود پیش ازین بنگاه حشر ‌ ‌ ‌ چنین که دور ز اندوه از درش نه اثر ز درد

دلم ز گیتی چندان حساب گر برداشت ‌ ‌ ‌ که راه یافت از و صد هزار گونه گسیر

گر زیر دهر دل او فتاده ناله من ‌ ‌ ‌ کرمی دهد فلک گوشمال چون طنبور

یکے زبوالعجبهائے روزگار این است ‌ ‌ ‌ که روز بر روشن من کرد چون شب دیجور

عجب مدار که در این غم هنوز دلشادم ‌ ‌ ‌ بدان امید که مستم کند فلک مسرور

گریز میں کتنی بڑی خوبی کے ساتھ اپنے دلی ارادے کی طرف اشارہ کیا ہے ۔

گریز) که یادگار بماند نشان چهره من ‌ ‌ ‌ بر آستانهٔ شاه مظفر منصور

طغانشاه این مؤید که شاه انجم چرخ ‌ ‌ ‌ نهاد رایت او بر شبے ستاره نور

۳- نگار خفته من بیگاه مست ولایعقل ‌ ‌ ‌ در آمد از در حجره ام او بروی گشاده

اس قصیدے کی تشبیب میں بتایا گیا ہے کہ معشوق مست اور مدہوش عشا کی نماز کے وقت آتا ہے اس سے گفتگو ہوتی ہے میں اسکو شراب پینے کے لیے کہتا ہوں وہ بہانہ کرکے اپنی جگہ سے چپکے چلنے کو تیار ہو جاتا ہے ۔ آگے چل کر کہتا ہے سے

(گریز) وداع کرد مرا القصه و گرفتم پیش ‌ ‌ ‌ ره چو روز قیامت کشیده و حائل

ز بند عشق گشاده دل دگر بسته ‌ ‌ ‌ ببزم بندگی شاه عالم عادل

سپهر جاه و جلالت ستوده نصرة دین ‌ ‌ ‌ که پیش دست دلش هست بحر و کان بخل

بہاریہ] ۱- اس قصیدے میں بہار کا منظر دکھایا ہے درمیان میں دو شعر تشبیب کے بھی لکھے ہوئے تشبیب کے ہیں۔ گریز میں دلکش پیرایہ اختیار کیا ہے سے

سپیده دم چو صبا مژدهٔ بهار دهد ‌ ‌ ‌ دمم هوا مروتا فهٔ تتار دهد

گریز ز بهر گوش بنفشه که مدح شاه شنید ‌ ‌ ‌ ز عقد پروین تا به گوشوار دهد

سرائے پردۂ قوس قزح فراز افق | نشان طارم ایوان شہریار دہد

حسام دولت و دین آنکہ در مقام نبرد | قرار ملک بہ شمشیر بے قرار دہد

خدیو مشرق و مغرب ابوالمظفر کہ خاک درش | سپہر سر زدہ را تاج افتخار دہد

۲- نوروز فرخ آمد و بوئے بہار داد | بوئے بہار مژدۂ زلف نگار داد

بارے کنون وظیفۂ نوروز خواستم | گفت از لبت بوسہ ہم از غمزہ خار داد

ترکے چہ ترک لشکرے و شوخ و شنگ و شاد | کز مہر بوسہ ام دو ہزار انتظار داد

بامن بہ مے نشست و بجام بزم چو شکل | او آب تا بخورد و مرا تاب سینہ بار داد

چون مار چہرہ خواستم از خنجرِ لبش | در پیچ رفت زلفش و از چہرہ مار داد

آمد کشش و لایت جہاں راستہ بزد | در دل نشست و قلعۂ جان را حصار داد

گریز — گفتم بجان شہ کہ رضا ہم بدار دست | چون نام شہ شنید بجان زینہار داد

شاہ جہاں اتابک اعظم کہ روز فتح | بازوئے ملک را بقدم استوار داد

دارائے عصر نصرۃ دین اختیار ملک | کایزد بہ اختیار خودش اختیار داد

باقی قصیدوں میں زیادہ تر معشوق کو خطاب کرکے تشبیب لکھی ہے بعض میں معشوق کے حسن و جمال و خط و خال وغیرہ کی تعریف کو ضمیر غائب سے بیان کیا ہے۔ البتہ گریز کے موقع پر نئے نئے پیرائے اختیار کیے ہیں اور ہر موقع پر اپنا کمال شاعری دکھایا ہے۔

مطلع

ز خواب خوش چو برانگیخت عزم میدانش | مہ دو ہفتہ پدید آمد از گریبانش

گریز — رسید نالۂ من در فراق چہرۂ او | بر آسمان و شنید آفتاب و گریانش

اگر بحضرت خسروئی رسد زان دست | کہ از سپہر بریں برتر است ایوانش

حسام دولت و دین شاہ دادگستر حسن | کہ ہست رونق عالم ز عدل و احسانش

(تشبیب) هر کجا تازه بخندد لب گل رخسارے — بدرد خم بشگفد از خون جگر گلزارے
عشقبازی بجهان کار چو من بیکار است — که جز این کار ندارم من و مشکل کارے
اندرین واقعه تنها نه منم در عالم — هر کسے را بجهان چون منش بود تیمارے
همه آفاق درین حادثه یارند مرا — وین عجب تر که در آفاق ندارم یارے
چشم من چون گلوی کشته شد از خون بنشک — تا فتادم بکف خیره کشے خونخوارے
شهر بر هم زده از شحنه دوالی امروز — هیچ کس نے که کند منع چنین عیارے
تا به پا زار غمش دست بصحرا بردم — داستان نیست از من به سر بازارے
طرهٔ او زده و چشم بکسل خواهم برد — دل نومید چه دارم بچنین طرارے
(گریز) بارها در دلم آید که من این مظلمه را — به در صفدر آفاق برم یکبارے
قبله و قدوهٔ شاهان جهان نورالدین — که ندارد دو جهان پیش کفش مقدارے
(سادگی طرز ادا) نهی زلفین عنبر بار بر گوش — حدیث ما نیاری هیچ در گوش
خروشش ما ز خواری ناشنوده — چرا خیره نهی زلفین بر گوش
چو من با تو غمے خواهم که گویم — نداری اے عجب گوئی مگر گوش
رسد از تو بگوشم مژدهٔ وصل — اگر ممکن بود جائے بصر گوش
تو فارغ پنبه اندر گوش کن خوش — خروش ما فلک را آب در گوش
(مضمون آفرینی) مگر چشم تو با گوشت بجنگ است — که دارد چشم تو تیر و سپر گوش
زره پوشد ز زلفت زاں که باشد — ز تیر غمزهٔ تو پُر حذر گوش
(گریز) رسید آوازهٔ عشق من و تو — چو مدح خسرو غازی بهر گوش

قصیدے کے حسب ذیل اجزا ہوتے ہیں۔ ۱۔ تمہید (یا تشبیب) ۲۔ گریز تخلص۔ ۳۔ مدح

۳۴۔ عرضِ مدعا (یا اظہارِ حال) اور دعا۔

تشبیب (یا تشبیب) اور گریز (مخلص) کا حال لکھا جا چکا۔ عرضِ مدعا (یا اظہارِ حال) کی صورتیں ظہیر کے حالات میں درج کر دی گئی ہیں۔ وہ ایسے موقعوں پر اپنے مطلب کو نئے نئے دلکش پیرایوں میں ادا کرتا ہے۔ کہیں ظرافت اور شوخی سے حسنِ طلب کی خوبی بڑھاتا ہے جیسے ؎

گفتم امروز حاجتے کہ مپرس — گر بگویم نہ داریم باور
خفتہ در گردِ من کشادہ کمین — فاقہ در زاویۂ من کشیدہ حذر
گفتم چوں وظیفہ ہائے کرام — ہیچ مے نگسلد زیک دیگر
آخر اے نورِ دیدۂ اسلام — نیک در روئے حالِ من منگر
شرح مستاب از سیہ گلیمیِ من — کہ سیاہی دہد دو چشم بصر
مے نخواہی کہ من زاندک سعی — باشمت در جہاں ثنا گستر
آسماں ہمچناں بجائے خود است — ہم بر آں قطب ہم بر آں محور
از کجا خاست ایں روائی جہل — از چہ افتاد ایں کساد ہنر

مدحیہ قصائد میں عنصری کی مدح طرازی مسلّم ہے جن لوگوں نے اس طرز میں عنصری کی پیروی کی ہے اُن سب میں جس کا طرز عنصری سے زیادہ ملتا جلتا ہے وہ مسعود سعد سلمان ہے۔ عنصری اور مسعود سعد سلمان کی مدح میں اکثر واقعات۔ سادگی۔ سلاست اور متانت ہوتی ہے۔ ظہیر فاریابی مدح میں اکثر مضمون آفرینی۔ خیال بندی۔ نازک خیالی۔ مبالغہ اور رنگینی کو کام میں لاتا ہے۔

دعا کو دعا اکثر مشروط یا مشروطہ ہوتی ہے۔ ظہیر نے شرط میں بھی بعض موقعوں پر جدت پیدا کر دی ہے۔

الا تا دید بادهٔ ... | ... تا چهره ... در گوشش

بصد ... | ... تا با ... گوشش

تا ... از ... | ... [illegible]

نسیم ... | تا ... [illegible]

همیشه تا ... | ... [illegible]

... | ... [illegible]

خیال ... | زمانه باز نداند ز هیچ و الیفش

تا بپیوست ... گردد از ... | بنیاد بقا شد ز نسل آدم

همواره چنانکه ... باد | چون قاعدهٔ سپهر محکم

تا آسمان ... خدا | آسمان قبلهٔ نیاز دعاست

درد مردم دعا ... باد | کاستان تو آسمان ثناست

تا در ادراک چشم بیننده راه | نگاه چون نقل نگاه چون سیراست

چون سپیده ... | ... همیشه سپراست

همیشه تا گل انجم چنان بود که صبا | فرو نریزد ازین سبز ... گلستانش

ز خرمی چمن ملک تو چنان بادا | که از شکوفه پروین بود گل افشانش

تا اختلاف اختر و ... | اندر زمانه موجب ...

جاوید ... | ... اختر آمدست

تا ... | تا ... [illegible]

... | تا ... [illegible]

یہ شعر دعائیہ بلا کسی شرط کے ہے ؎

تو دستگیر خلق خدائی دریں جہاں ۔ باد ا خدائے در دو جہاں دستگیر تو

تشبیہات ۔ ظہیر اکثر مفرد لطیف اور نازک تشبیہیں بیان کرتا ہے ؎

شاہا توئی کہ حملۂ پاس تو بر عدد ۔ چوں نخیل سایۂ سائل بود گراں
چوں مولد مسیح قدومت مبارک است ۔ چوں سجدہ گاہ خضر جنابت مکرم است
چو آفتاب شدہ تیغ وار از منبر ۔ ستارہ وار رواں گشت در لباس ظلام
چشم من چوں گلوئے گشتہ شد از خون اشک ۔ افتادم بکیف خیرہ گشتے خود خوارے
نہ جام ہمت او آز را رسد ہر دم ۔ ہماں خلل کہ خرد را ز بادۂ ناب است
گہے چو عہد لئیماں نطاق صبرم سست ۔ گہے چو عذر بخیلاں براق عزم لنگ
زہے چو عقل علم گشتہ در نکوکاری ۔ مسلم است ترا منصب جہانداری

تشبیہ مرکب ۔ ؎

رخ تو از عرق و نازکی بداں ماند ۔ کہ ابر قطرۂ باراں بہ یاسمیں بر زد
چو پیش زہرۂ تو زلف حجابی بگشاید ۔ امیر زنگ تو گوئی بشاہ چیں بر زد

تخییل ۔ ؎

محتاج نیست طلعت زیبائے تو بتاج ۔ شمشیر صبح را نبود حاجت فساں
زینگونہ کہ آز از دم تیغ شد ازد ۔ کیسہ نیکند از دست رایگاں گوہر

استعارات ۔ ظہیر فاریابی اکثر استعارۂ قریبہ استعمال کرتا ہے ؎

دل ہمی خواہد ز ناز بستہ کہ شکر گیرد ۔ جاں ہمی خواہد از آں لعل کہ گوہر گیرد
چشم من از پیہ طوق شکرستہ ہر لحظہ ۔ اے بسا گوہر ناسفتہ کہ در بر گیرد

پیشِ سنگِ تو از پئے علاجِ دلِ من — اے بسا ورد شگفتہ کہ بہ شکر گیرد
چو سنبلِ تو سر از برگِ یاسمین برزد — غمت بہ رغبتِ خونم آستین برزد
دلم ز چاہِ زنخدانِ او چگونہ رہد — چو دست در نتواں زد بہ عنبرین رسنش

مضمون آفرینی { ؎

بجاودان فتنہ سر از خوابِ فنا بر نارد — تا در آفاق چو چشمِ تو بود سیہ کارے
چرخ با آں عظمت گشت بجاہِ تو مقر — بس بود فاصلہ ز خصمانِ توی اقرارے
نے غلط مے کنم او کیست کہ خصمِ تو بود — کو ز پشتے خرفے پردہ دریدے بیکارے
کینہ دست نشانِ تو در جہاں فتنہ است — نماندہ بہ سر پا تا کجاش نشانی
دلم بہ شیشۂ آمالِ خویش سنگِ نیاز — ز بہرِ عشقِ تو دلدار نازنین برزد
جائے رسید کار ز حوادث ز عدلِ تو — دارد ہمی نہفتہ ز مردم گیاہ روئے

مردم گیاہ آدمی کی صورت کی ایک گھاس ہوتی ہے۔ اسکی جڑ کے ریشے آدمی کے سر کے بالوں کے مانند ہوتے ہیں نر اور مادہ ایک دوسرے کی گردن میں ہاتھ ڈالے ہوئے اور ٹانگ میں ٹانگ اڑائے ہوتے ہیں جو کوئی اسکو اکھاڑتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے ظہیر کہتا ہے کہ تیرے انصاف کی وجہ سے حوادث کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ وہ مردم گیاہ سے منہ چھپائے رہتے ہیں۔

محاورات واصطلاحات وکنایات { سر و سے نمودن چیزے (آشکارا شدن) ؎ عالی محمد بن علی آں شب آنکہ
بخت بہ نمودش از دریچۂ تمکین شاہ سرے۔

سپید کار کنایہ از صالح و متقی ؎ اقبال با جلالتِ قدرش سپید کار۔

بالا گرفتن کار کنایہ از رونق یافتن ؎ چوں خجستہ ہنر را بازار گشت تیز و چوں رایت
تو دیں را بالا گرفت کار۔

پشت گشتن سراپردہ یعنی فرو افتادن پردہ سے۔ چوں بر فراخت خسرو سیّارگان علم چو دید
خاک پشت گشت سراپردۂ ظلم۔

رُخ بہ شیب نہادن۔ سر نگوں یعنی شرمندہ شدن سے۔ اے پیشت دہیں دامن حق بارگاہ تو بخت
اہل مشاہدہ بہ نہیب بارگاہ رُخ بہ شیب۔

سر در گرفتن۔ سر پوشیدن سے۔ با ہیچ کہ مرکب دولت جا گرفت اقبال بہ نگیرد از خاک پا اے
سپید دندان سپید شدن کنایہ از خندیدن سے۔ عجب کہ ماند را سپید دندان قشاہ سپید از امروز صبح
خندۂ از جلیقہ قفسہ است۔

دندان نمودن کنایہ از ... یعنی سے کہ اسم حادثہ دندان نمود با تو بجز کہ صولت تو دندان بشکند دندانش
دست برگرفتن از مہر کنایہ از مہر دریغ داشتن سے۔ تا برگرفتی از سر عشاق دست مہر چاک
در ہوائے تو دست ... بر سر است۔

از دست برگرفتن کنایہ از ہلاک کردن و نابود ساختن سے۔ بخشم گفتی ز دو دست ز دست برگیرم
چہ گویم این کہ بدستت درست نتوانی۔

خون فشاندن کنایہ از شکستن جذبۂ خون سے۔ چرا ہوا سے لبت خون من بجوش آورد
اگر فشاندن خون از خواص عناب است۔

فعلوں کی ترکیب } ۱۔ فعل میں سب سے پہلے نہ حرف نفی ہے۔ آں ہم تو ضعیف کردی اگر چہ نیک
داند کہ مشتری نہ بنازد بہ طیلسان۔

۲۔ مے علامت حال مضارع منفی کے اول میں۔ جیسے چوں دست در غمت زدہ با ...
کردہ گر دست مے نگیری از پائے مفکنش۔

۳۔ ان شعروں میں فعل مضارع اور فعل حال پر یائے مجہول کبھی استمراری بڑھائی ہے سے۔

گر شود بر روح سائل لب شناور دست یا برحمت | بر روسه نشانها از نسیم اثره قلم دار دست
جی نور جگر بر مرادست باشد | تعبیر جست چون نامه پرور روزگار دست

اس قسم کی ترکیبیں فارسی زبان کے اشعار میں بہت مستعمل ہیں۔

صنائع و بدائع

ظہیر فاریابی نے اپنے قصائد میں اپنے معاصرین انوری، رشید وطواط اور عبدالواسع جبلی وغیرہ کی طرح صنائع و بدائع لانے کا کوئی خاص التزام نہیں کیا ہے۔ البتہ ان کے قصائد کی بعض ابیات میں حسب ذیل صنعتیں پائی جاتی ہیں۔

۱۔ صنعت التزام: ان قصیدوں میں ایک خاص لفظ کو ردیف قرار دیا ہے

۱۔ کشتۂ عشق تو بی تو چون روزگار دست | دست نگشت پیست مرا استوار دست
۲۔ سحر چو باشد ز دریای خاوران گوہر | تو با کرده ... نشان گوہر
۳۔ ... عنبر بار بر گوش | حدیث ما ... گوش
۴۔ ... کشاده ... تو چشمۂ سار سخن | شگفته در چمن ... بہار سخن
۵۔ ای باد سرو قامت واسے سرو ... رخ | وصل تو تا ... رخ

پہلے قصیدے میں دست، دوسرے میں گوہر، تیسرے میں گوش، چوتھے میں سخن اور پانچویں میں رخ کو ردیف لانے کا التزام کیا ہے۔

۲۔ تجنیس زائد و ناقص

[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]

۳۔ تنسیق الصفات ؎

خسرو جمشید فر کیخسرو گیتی ستاں — شاہ کیواں قدر گردوں منصب انجم سپاہ

۴۔ حسن تعلیل۔ اس صنعت کو ظہیر فاریابی نے نئے نئے پیرایوں میں بڑی خوبی سے اپنے اشعار میں کثرت سے استعمال کیا ہے۔ صرف چند مثالیں درج کی جاتی ہیں ؎

ازاں چو دائرۂ غم درمیاں گرفت مرا — کہ راہ نیست خرد را بہ نقطۂ دہنش
ز گرم طبعی من باشد اندریں سرِ وقت — معاشراں را اگر درد سر خمار دہد
چو چشم فتنہ صورت نصرت بخواب دید — سر چوں عدوت بر سر زانو ازاں نہاد
تو بے قرینی از ہمہ اقراں بدیں سبب — نامت زمانہ خسرو صاحبقراں نہاد
در تنگنائے بیضہ ز تاثیر عدل او — نقاش صنع پیکر مرغاں ستاں نہاد
ز باد سرد اندیشہ تست پنداری — کہ سال و ماہ فلک در لباس سنجاب است
در نگنجد سخن او ز لطافت بحساب — زیں سبب حکم کری لازم جذر اصم است

اس شعر میں صنعت حسن تعلیل کو مضمون آفرینی اور بلند پروازی کے ساتھ کام میں لایا ہے۔ ساتھ ہی ایہام تناسب کی بھی رعایت کی ہے۔ جذر اصم مادر زاد بہرا۔ وہ عدد جسکا جذر صحیح نہ ہو۔ ممدوح کا کلام نہایت ہی لطیف ہے اس وجہ سے اسکے حساب میں سمائی نہیں ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہوا کہ جذر اصم پر حکم لگایا جائے کہ وہ بہرا ہے سنتا نہیں ہے۔

عالم بہ تست زندہ کہ تو جانِ عالمی — زیں غصہ جان خصم تو موقوف یکدم است
مقصود آفرینشِ عالم توئی از انکہ — ذاتِ مطہرت سبب نظم عالم است

۵۔ صنعت جمع و تقسیم ؎

خدایگانا اگر زان که پیش ازین یک چند — قضا بقدرت کردار خویش شد مغرور
فتور و فتنه و تشویش متفق بودند — کنوں بعهد تو از یکدگر شدند نفور
بدام زلف بتان پای بسته شد تشویش — بسوئے چشم خوش شاهدان گریخت فتور

۶- صنعت سیاقة الاعداد ؎

تا هفت چرخ بر سر این چار عنصر است — حفظت همیشه بر سر این هفت و چار باد
خلاصه از چهار ارکان تو گشتی — چنان که پنج حس شد معتبر گوشش

۷- صنعت رد العجز علی الصدر ؎

رویم ز تاب عشق تو زرد است و این بود — بر وفق آن حدیث که گفتم گواه روے
روئے تو از لطافت محض آفریده حق — زان خوبتر که داری جانان بجاه روئے

صنعت ارسال المثل ؎

بنده را با تو محال ست بعهد مکنت ولیک — جامه باید که به اندازهٔ بالا دارد

۹- لف و نشر مرتب ؎

رخسارهٔ و زلف تست عجب کار — جان فرشته و تن تو اهرمن

۱۰- صنعت اشتقاق ؎

دوست از بهر طواف در تو بست احرام — که جناب تو ز حرمت حریم حرم است
همیشه تا که جهان را اعتبار مے نبود — مگر بشهر تو نکوکاری و علم آزادی
نصیر تست فضل تو آن بدان منصور — اقتضا همیشه بنصرت بود نصیر ترا
خصیم تو گرچه مسلم بود ملک جهان — بسلامت نجهد تا کند جان تسلیم

۱۱- تسجیع ؎

[illegible]

۱۲- صنعت استتباع

[illegible]

[illegible]

شہر گل شد ... را [illegible]

... شعر سے ... لیا ہے۔

۱۳- حشو زائد

کمند زلفت بہ پیدا شد آں تہور بود" — ہزار چارہ زآزار ... مسلسل ...

اس شعر کے پہلے مصرعہ میں "آں تہور بود" حشو زائد ہے۔ دوسرا عیب اس شعر میں یہ ہے کہ ضمیر مضاف الیہ اپنے مضاف کمند زلفت سے فاصلہ بعید پر واقع ہوئی ہے اس لیے تعقید لفظی پیدا ہو گئی ہے۔

در شرم تو بہ لرزہ باد ہر اندیشہ — گردہ عرق جبیں یہ بیمن ...

اس شعر میں "بہ لرزہ باد" حشو ہے۔

۳- ابتذال سے

پختہ شد نانِ جہانداری تو — طبعِ خصم سودا سرِ خام است

۴- رکیک اور کریہہ مضمون سے

اگر بہ غیبتِ تو خصم فرصتے طلبد — حدیثِ سگ بود و دستگاہِ بزازی

۵- ۱- تقدیم و تاخیرِ مصرعہ سے

قضا بوسہ و گردوں بدیدہ دیدار — ہزاراں مثال کہ صادر شود ز دیوانش

وسمت سیرِ مخالف دیں را بباد داد — زاں بادہا کہ در سرِ گرز گراں نہاد

۲- تقدیم و تاخیرِ الفاظ سے

اے خسروے کہ تیغِ فنا را قضا بر سر — بر دشمنانِ دولتِ تو کرد امتحاں

(اے خسروے کہ بر سرِ تیغِ فنا را بر دشمنانِ دولتِ تو امتحاں کردہ است)

شد بے گناہ چشمِ تو در خونِ جانِ من — تا چند ازیں ستیزہ چہ کیں است باش

(چشمِ تو بے گناہ در پئے خونِ جانِ من شد الخ)

ز عکسِ چہرۂ او تازہ نقشبندِ بہار — طراوتے بہ گلستان و لالہ زار دہد

(طراوتے تازہ)

جاوداں فتنہ سر از خوابِ فنا بر نارد — تا در آفاق چو خرم تو بود بیدارے

(چو تو خرم)

تلمیحات

ظہیر نے اپنے اشعار میں مشہور قصوں یا علمی مسائل وغیرہ کی طرف واضح طور سے اشارہ کیا ہے وہ خاقانی کی طرح غیر مشہور قصوں یا علمی مسائل وغیرہ کی طرف مبہم طور سے اشارہ

نہیں کرتا ؎

تا از مژۂ عدو چو نم زد برون جہد   در دست تو بسر کہ ثبت چو مار باد
تشویش حریم جلالت ترا ہماں نہ رسید   نمود راہ کہ اوّل کلیم را شعشعۂ طور
صریر کلک تو در کشف مشکلاتِ جہاں   چناں کہ نغمۂ داؤد در ادائے زبور
چو دعا چو روزہ ابو پ روشن است   خصیم ترا شود ز گہے پشت گاہ در رو
اندر شب فراق تو شاید کہ روز وصل   ہمایم ز جاہ مقنع چو ماہ نو
خدایگانا ابروئے رائے افلاطون   ترا خدا سبب نہ بہر مصالح جمہور
بیا میز بہ ز اقبال صورتے پس ازاں   حلول کرد در و جان بہمن و شاپور
نہ باشدت نقشے در سر از کلاہ داری   کہ سر بکلبۂ احزان ما فرود آری

اِس شعر میں اوّل تو کراہیت ہے کہ یہ مدحیہ قصیدہ ہے اور اُسکی ابتدا کلمۂ منفی سے کی ہے۔ دوسرے اِس میں یہ عیب ہے کہ اِس شعر کے پڑھتے ہی بادی النظر میں ذہن اِس طرف جاتا ہے کہ اِس شعر میں ممدوح کی طرف خطاب ہے کہ تاجدار ہونے کے باعث ایک دم تجھے اتنا بھی خیال نہیں ہوتا کہ تو ہمارے کلبۂ احزاں کی طرف سر جھکائے۔ گویا شاعر ممدوح پر یہ اعتراض کرتا ہے یہ آدابِ شاہی کے خلاف ہے۔ حالانکہ شاعر کی غرض اِس شعر سے معشوق کی طرف خطاب کرنا ہے۔ لیکن افسوس اِس شعر میں کوئی ایسا لفظ نہیں بیان کیا ہے جو اُسکی اِس غرض پر صاف طور سے دلالت کرتا ہو۔

مبالغہ

بعض اشعار میں تو طرز مبالغہ کی بنیاد محض خیال بندی پر رکھتا ہے۔ چنانچہ اِس شعر میں ؎

۱- نہ کرسی فلک نہد اندیشہ زیر پا   تا بوسہ بر رکاب قزل ارسلان دہد

کہتا ہے کہ قزل ارسلاں کی رکاب اِس درجہ بلند ہے کہ اندیشہ (یعنی خیال) جو ہر بلند سے بلند جگہ تک پہونچ سکتا ہے اگر وہ چاہے کہ قزل ارسلاں کی رکاب کو بوسہ دے تو اُسکو اِس بات کی ضرورت پیش آتی ہے کہ آسمان کی نُو کرسی پاؤں کے نیچے رکھے تب قزل ارسلاں کی رکاب تک پہونچ سکے - شیخ سعدی نے اِس شعر پر اعتراض کیا ہے ؎

چہ حاجت کہ نُہ کرسیِ آسماں　　نہی زیرِ پائے قزل ارسلاں

۲- وہم را دست بفتراکِ جلالت نرسد　　گرچہ نُہ کرسیِ گردونش بزیرِ قدم است

اِس شعر میں خیال بندی کے ساتھ مبالغہ ظاہر کرنے کے لیے نازک خیالی کو بھی کام میں لایا ہے - ممدوح کے جلال کے لیے فتراک فرض کرنا نازک خیالی ہے - ممدوح کے فتراکِ جلال کو اِس درجہ بلند قرار دیا ہے جہاں وہم تک کی بھی رسائی نہیں ہوتی حالانکہ وہم کے پاؤں کے نیچے آسمان کی نُو کرسی رکھی ہوئی ہیں -

۳- صدمۂ باسِ گرانِ تو بہ جہاں صدمیل است　　دردِ چشمِ آفرینش کردہ کحلِ انتباہ

ممدوح کے باس (ہیبت) کے صدمے کا جہان کے تو میل اُس طرف جانا اور خلایق کی آنکھوں میں خبرداری کا سرمہ لگانا محض نازک خیالی اور خیال بندی ہے ؎

۴- بر نردبانِ رفعتِ تو وہم کے رسد　　تا صد ہزار پایۂ سپہر از شکستہ

۱- ز رفعت ہمی باز نتواں شناخت　　کہ قدرش کدام است و گردوں کدام

ممدوح کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ اُس میں اور بلند آسمان میں بلندی کی وجہ سے تمیز نہیں کر سکتی -

۲- بسے نماند کہ از عدل و امن بر خیزد　　بعہد دولت او نامِ شبروی ز خیال

ممدوح کے عہدِ دولت میں انصاف اور امن کے باعث قریب ہے کہ شبروی کا نام خیال تک

سے مٹ جائے۔ جو لطافت "بیسے نماند" میں ہے وہ اسکے اُردو ترجمے سے ظاہر نہیں ہو سکتی

تو جاوید بادی کہ ہرگز نہ کرد — چو تو شاہ بر کارِ عالم قیام
چہ گویم ایں لفظ از من خطاست — کہ خود کلّ عالم توئی والسّلام

ظہیر کے ان اشعار کے مقابلے میں انوری کے اشعارِ ذیل ملاحظہ کیجیے۔

نہ خدائی و دہد دستِ تو رزقِ مقدور — نہ رسولی و بود نطقِ تو وحیِ منزل
ہر چہ در وصفِ تو گویم ہمہ دانی کہ رواست — چیست کاں بر تو روا نیست مگر عزّ و جلّ

ظہیر گر ملوکِ ہفت کشور پرورت حاضر شوند — از سگانِ پیشگاہت حشمت اندوزند و جاہ
تعلم اگرچہ قیاست ز انبیا گیرند — توئی بعقل فزوں از ہزار افلاطون
بہ پیشِ بارگہِ کبریائے شاہِ جہاں — چو صف کشند بخدمت عساکرِ منصور
بلرزد از نفسِ چاؤشانِ درگہِ بار — چہار حدِّ وجود از صدائے نفخۂ صور
چناں کہ جائے نباشد کہ از صوامعِ خاک — مجاوراں سرِ خود را نہند سوئے نشور
دراں زماں کہ جہاں سر در آورد افنا — دراں میاں کہ فلک مستغرق شود مقصور
ز ترسِ نعرۂ شیر اندر عروقِ حادثہ خون — ز سہمِ نیزۂ مرد اندر دماغِ فتنہ غرور

اِن شعروں میں اظہارِ مبالغہ کے لیے مضمون آفرینی اور نازک خیالی کو کام میں لایا ہے۔

عدول (یا تصرّفاتِ شاعری)

۱۔ تحریک ساکن کو متحرک کرنا۔ ا۔ شرم کی ساکن ر کو متحرک کیا ہے۔

کامگارا چو ظہیر از شرم نظم لطیف + بگہ مدحت تو خائف و دفتر گیرد

۲۔ نطق کی ساکن ط کو متحرک کیا ہے۔

مدبّرانِ فلک آں زماں نطق بہ بندند + کہ از ضمیر تو صدرہ کنند استنطاق

۲- اسکانِ متحرک کو ساکن کرنا جیسے آتش کی مفتوح تؔ کو ساکن کر لیا ہے ؎

از اثرِ جذبِ خنجرِ بیجادہ رنگِ اوست ٭ در آخورِ جگرہ اگر پارہ کہ است

طلیپہ فنش میں نؔ مفتوح کو ساکن کر لیا ہے ؎

واں یار نازنیں کہ سرِ انگشت می گزد ٭ در حیرتے ست مے نہ طلیپہ فنش از کجاست

۳- تخفیف- مشدّد کو مخفف کرنا- جیسے معظّم کے ظ مشدّد کو مخفف کر لیا ہے ؎

خصمت برائے مالک بسے جہد کرد لیک ٭ توفیقِ اصل معتبرِ وقتِ معظم است

۴- تشدید- مخفف کو مشدّد کرنا جیسے کف کی ف کو مشدّد کر لیا ہے ؎

ز کفّ کینِ تو دشمن ہمی زد خواہد ٭ اگر چناں بہ گریزد چو سے برون شود ز تفش

۵- حذف- لفظ سے کوئی حرف گرانا جیسے نشست سے شست ؎

بر تختِ ملک شست سلیماں کنوں چہ باک ٭ گر صد ہزار دیو طلبگارِ خاتم است

آستانہ سے ستانہ ؎ ستانہ تو جہاں صفت چرخ سست ار کنوں ٭ بو چرخ گوئی دو نشک و فتد کہ کدام

ان شاعروں نے ظہیر فاریابی کے قصیدہ شکر جوابی قصیدے لکھے

سیف الدین اسفرنگی- کمال اسمٰعیل- سلمان ساوجی اور عرفی وغیرہ نے ظہیر کے قصیدوں کے جواب میں قصیدے لکھے ہیں-

ظہیر فاریابی ؎ شرحِ غمِ تو لذتِ شادی بجاں دہد ٭ یادِ سحر گہی بہوائے تو جاں دہد

سیف الدین اسفرنگی ؎ آں را کہ غمزۂ تو بکشتن اماں دہد ٭ ایں است خونبہا کہ بیادِ تو جاں دہد

سلمان ساوجی ؎ ذکرِ لبت تو طعمِ شکر در دہاں دہد ٭ آبِ حیات را لبِ لعلت روانی دہد

۲- ظہیر فاریابی ؎ تا غمزۂ تو تیرِ جفا در کماں نہاد ٭ چشمِ تو رسمِ خیرہ کشی در جہاں نہاد

سلمان ساوجی ؎ در بیخ درِ عشق لبت نقدِ جاں نہاد ٭ چشمے عزیز یافت بجائے نہاں نہاد

۳- ظہیر ؎ مرا ز دستِ ہنرہائے خویشتن فریاد ٭ کہ وارد دم بہ دگر گونہ ہر یکے ناشاد

عرفی ؎ زہر گلے کہ ہوا سے دلم نقاب کشاد ۔ بہ فلک گلشن حسرت نوشت و داد بباد

ظہیر ؎ سپیدہ دم چو شدم محرم سراچۂ سرور ۔ شنیدم آیۂ توبوا الی اللہ از لب حور

سلمان ؎ بدل رسید سحرگاہ در مقام حضور ۔ ندائے آیتِ استغفروا از ربِ غفور

عرفی ؎ سپیدہ دم چو زدم آستین تا شمع شعور ۔ شنیدم آیتِ استغفروا ز عالمِ نور

اس نقد و تبصرہ کو ظہیر فاریابی کے اس قطعہ پر ختم کیا جاتا ہے ؎

تا تو باشی ہر کجا باشی زباں خاموش دار ۔ وز سخن کت سود نبود آں سخن کم گوش دار

ہر چہ گوئی کوش تا دیوار خانہ نشنود ۔ زاں کہ بس دیوارہا را گوش باشد ہوشدار

بسم الله الرحمن الرحیم

سپیده دم چو شدم محرم سرای سرور — شنیدم آیت توبوا الی الله از لب حور

بگوش هوش من آمد ندا ز حضرت قدس — که ای خلاصهٔ تقدیر و زبدهٔ مقدور

جهان رباط خراب است بر گذرگه سیل — گمان مبر که به یک مشت گل شود معمور

بر آستان فنا دل منه که جای دگر — برای نزهت تو بر کشیده اند قصور

اگر تو بی خبری کاندرین مقام ترا — چه دشمنان حسودند و دوستان غیور

بکوش تا بسلامت بمامنی برسی — که راه سخت مخوف است و منزلت بس دور

---

۱ سپیده دم ہنگام سحر۔ ۲ محرم رازدان۔ ۳ سرای سرور خانهٔ شادمانی۔ ۴ توبوا الی الله توبه کنید بسوی یزدان ۵ علی الصباح چوں من محرم سرای سرور شدم از لب حور شنیدم که توبه کنید بسوی یزدان و هوش و طرب عذارا فراموش نکنید۔ ۶ حضرت قدس کنایه از غیب۔ ۷ خلاصه برگزیده۔ ۸ زبده چیده و هو ادر فلا تقدیر و زبدهٔ مقدور انسان ست که اشرف مخلوقات است از شعراولین تا شعر سیزدهمین همه اشعار قطعه بند و رقع شده ۹ رباط خراب کاروانسرای ویران۔ ۱۰ سیل سیلاب۔ ۱۱ معمور آباد۔ ۱۲ آستان فنا کنایه از دنیای فانی ۱۳ جای دگر کنایه از بهشت۔ چنانکه در کلام مجید آمده والله یدعوا الی دار السلام (خدا سوی بهشت می خواند) ۱۴ نزهت بالفتح خوشحالی سیر و تماشا ۱۵ برکشیده اند برافراشته اند۔ ۱۶ قصور جمع قصر ایوان، کاخ ۱۷ حسود کینه توز ۱۸ مامن جای امن۔ ۱۹ مخوف جای خوفناک۔ ۲۰ منزل فرودگاه منازل جمع آن۔

ببین که چند نشیب و فراز در راه است — ز آستان عدم تا به پیشگاه نشور[1]

ترا مسافت دور و دراز در راه است — بدین دو روزه اقامت چرا شوی مغرور

تو در میان گروهی غریب و مهمانی — چنان مکن که به یکبارگی شوند نفور[2]

ببین که تا شکمت سیر و تن بپوشیده است — چه مایه[3] جانور انداز تو خسته و رنجور[4]

چه پاره هاست ز تو بر تن هوام[5] و هوام[6] — چه داغهاست ز تو در دل وحوش[7] و طیور[8]

بهشت جانوری خار می خورد غافل — تو تیز می کنی از بهر حلق او ساطور[9]

کناغ[10] چند ضعیفی بخون دل بتنند — تو جمع آوری کین اطلس[11] است و آن سیفور[12]

ز کرم مرده کفن برکشی و درپوشی — میان اهل مروت که دارد این دستور

بدان طمع که دهن خوش کنی ز غایت حرص — نشسته منتظری تا که قی کند زنبور[13]

بوقت صبح شود همچو روز معلومت — که با که باخته عشق در شب دیجور[14]

که مرد در رتق کبریا[15] نیابد راه — مگر که لشکر حرص و هوا کند مقهور[16]

به باده دست میالای کان همه خون است — که قطره قطره چکیده است از دل انگور

---

۱ نشور روز قیامت. ۲ نفور نفرت کننده. ۳ چه مایه چندان. ۴ خسته زخم‌گاه رنجور دردمند. ۵ هوام جمع سامه چیزها. ۶ هوام بفتح واو و تشدید میم یعنی حشرات الارض مثل مار و کژدم و امثال. ۷ وحوش جمع وحش جانوران صحرائی. ۸ طیور جمع طایر پرندگان. ۹ ساطور کارد. ۱۰ کناغ کرم ابریشم صفت تار که مخدوم است. ۱۱ اطلس جامهٔ ابریشمی که اکثر ساده از نقش باشد. ۱۲ سیفور نوعی از جامهٔ لطیف ابریشمی. ۱۳ زنبور مگس انگبین. ۱۴ شب دیجور شب تاریک. ۱۵ رتق کبریا سراپردهٔ بزرگی که مراد از معرفت الهی. ۱۶ مقهور مغلوب.

دلِ مرا چو گریبان گرفت جذبهٔ عشق | فشاند دامنِ همت[1] ز خاکدانِ غرور
بشد ز خاطرم اندیشهٔ مَی و معشوق | برفت از سرم آوازِ بربط و طنبور[2]
ز هرچه گفتم و کردم کنون پشیمانم | بجز دعا و ثنای خدایگانِ[3] صدور[4]
وزیرِ مشرق و مغرب نصیرِ دولت و دین | که باد رایتِ[5] عالیش تا ابد[6] منصور
نه در حدیقهٔ[7] فکرش وزید بادِ غلط | نه بر صحیفهٔ عرضش نشسته گردِ فتور
ز طول و عرضِ جهاتِ[8] کمال و صدرهٔ | مهندسانِ فلک معترف شده به قصور
نشسته در دل و چشمِ ملوک هیبتِ او | چنانکه صولتِ[9] مَی در طبیعتِ مخمور
نهفته دقائقِ[10] لطفِ خفی چو جرمِ سها | ولیک گشته چو خورشید در جهان مشهور
صریرِ[11] کلکِ تو در کشفِ مشکلاتِ جهان | چنانکه نغمهٔ داؤد در اداءِ زبور

---

[1] همت مجازاً قصدِ دل۔ خاکدانِ غرور کنایه از دنیا چون جذبهٔ عشق دلِ مرا گرفت دلم دامنِ همت را از دنیا افشاند یعنی ترکِ دنیا کرد۔ [2] بربط و طنبور هر دو سازے مشهور اند۔ [3] خدایگان۔ مالک کنایه از ممدوح [4] صدور جمع صدر۔ سردار۔ [5] رایت درفش۔ [6] ابد زمانے که نهایت ندارد۔ [7] حدیقه باغ احاطه‌دار جمع آں حدائق۔ صحیفه کتاب صحائف جمع آں۔ فتور سستی۔ نه در فکرش خطائے شود نه در آهنگش سستی واقع شود۔
[8] جهات جمع جهت۔ طرف۔ صدره صدر یا مسند۔ مهندس آنکه علم هندسه داند۔ معترف اقرار کننده۔ قصور کوتاهی۔ مهندسانِ فلک صد بار اقرار کرده اند که ما نتوانیم که طول و عرضِ جهاتِ کمالِ ممدوح را دریابند زیرا که کمالش پایانے ندارد۔ [9] صولت غلبه۔ مخمور آنکه خمر خورده باشد۔ [10] دقائق جمع دقیقه باریکی۔ سها ستارهٔ کوچک است۔ نیکیهاے مهربانی تو مثلِ جرمِ سها پوشیده باشند یعنی آنچه از جود و کرم با جهانیان پوشیده مهربانی می‌کنی آن مثلِ آفتاب در جهان مشهور گشته است۔ [11] صریر آوازِ قلم۔ کلک قلم۔ کشف حل کردن۔ نغمهٔ داؤدی حضرت داؤد علیه السلام بغایت خوش الحان بوده اند۔ زبور کتابِ آسمانی که بر داؤد نازل شده۔

بہ زیر دامن افلاک ظلمت آں بخشی	کہ گرد جیب افق را بپر از بخار بخور
بگرد حیطۂ اسلام ظلمات آں خندق	کہ می نیابد شعرے بر آں مجال عبور
بسوئے حریم جلالت ترا ہماں رہبر	نمودہ راہ کہ اوّل کلیم را سوئے طور
تو روئے پاک عملہا کردہ کہ راستی صبح	بہ زیر سایۂ او گم شود بوقت ظہور
ترا بہ حبل متین است اعتصام چنانکہ	اگر گسستہ شود رشتۂ سنین و شہور
چراغ حجت تو را السیم سر فروختہ اند	کہ آفتاب چو پروانہ خواہد از وے نور
مثال جاہ تو زاں ... یافتست ثنا	کہ از ترشح او حاصل آمدست بحور
فراست تو چو انگیختہ نور در عالم	نماند در شق غیب ہیچ سر مستور
ہمائے ہمت تو کرکسان گردوں را	ز عجز و ضعف چو تیہو شمردہ بل عصفور
ہمیشہ تا نتواں کرد حصر دور فلک	ترا چو دور فلک باد عمر نامحصور
صلاح ملک و ملل بر عنایت مبنی	دوام دین و دول بر کفایت مقصور

۱۵ بخور خوشبو - ۱۶ شعری ستارہ ایست روشن کہ آنرا شعری عبور گویند در آخر زمستان سر شام بر فلک نمایاں میشود مجال موقع عبور گذشتن ۱۲ - ۱۷ حریم چار دیواری - کلیم لقب حضرت موسیٰ - اشارہ الیہ ہماں ذات خداوند تعالیٰ است سوشیکہ حریم جلالت و عظمت ترا ہماں ذات رہبر است کہ اوّل موسیٰ کلیم اللہ را سوشیکہ طور راہ نمودہ است ۱۲ - ۱۸ حبل متین رسن استوار - اعتصام چنگل زدن - سنین جمع سن - شہور جمع شہر - ۱۹ ترشح پالیدگی - ترشح چکیدگی - بحور جمع بحر - ۲۰ فراست دانائی - سر راز - مستور پوشیدہ - ۲۱ کرکسان گردوں نسر طائر و نسر واقع - نسر طائر شکلے است بر فلک بصورت کرگس پر باز کشیدہ شمال از منطقۃ البروج - نسر واقع ستارہ ایست روشن بصورت کرگسے کہ او بال افراز نیدہ باشد و آں قطب جنوب است - تیہو (دراج) مختصر گنجشک - ۲۲ حصر احاطہ کردن - دور گردش - نامحصور احاطہ کردہ نشود - ۲۳ ملل جمع ملت دین - گروہ شریعت نبی بنا نہادہ شدہ - دوام ہمیشگی - دول جمع دولت - کفایت کافی شدن ...

در مدح تخت نشستن نصرة الدین

نشست خسرو روے زمیں باستحقاق — فراز[1] تخت سلاطیں بداد ملک عراق
خدایگان[2] ملوک زمانہ نصرة الدیں — کہ ہست افسر شاہاں بطلعتش مشتاق
پناه و ملجأ[3] عالم اتابک اعظم — کہ عالمی دگرست از مکارم اخلاق
رضاش[4] خط وہم از صحیفۂ اعمار — سخاش باسمہ نسخت از جریدۂ ارزاق
فلک بطوع[5] تقرب کند بحضرت او — چو دوستان بسرا و دشمنان بنفاق
ایا شہی کہ بہنگام کیں[6] وشاقانت — مجره را بدو انگشت بگسلند نطاق
چو طاق[7] و جفت بشید از طریق لعب کنند — بتیر تنہا جفت و بتیغ سرہا طاق
وشاقان یا فاعل ۱۲
کسے نہ جفت[8] نداند ز خسروان خود را — نہد بہ پیش تو دعوی خسروی در طاق
طاقچہ ۱۲
شکوه[9] تیغ تو در رزم بیم آں باشد — کہ از طبیعت آتش بروں برد احراق
بالکسر ۱۲

---

۱ فراز - بالائے۔ سلاطین جمع سلطان بادشاه۔ و از ملک پایتخت ۲ خدایگان مرکب است از خدا آئے وگان کلمۂ نسبت کہ افادۂ تشبیہ کنند یعنی بادشاه وخداوند۔ ملوک جمع ملک۔ افسر تاج۔ طلعت دیدار ۳ ملجا - جائے پناه۔ اتابک (ترکی) مرکب از لفظ اتا بمعنی پدر و بگ بضم با وغنہ بیگ بمعنی امیر یعنی امیرے کہ بجائے پدر باشد۔ بر آں نوشتہ بمعنی پدر بزرگ و ادب آموز۔ مکارم جمع مکرمت بزرگی ۴ رضا خوشنودی۔ اعمار جمع عمر زندگی۔ نسخت آمدن۔ جریده دفتر جمع آن۔ ارزاق جمع رزق۔ روزی۔ ۵ طوع بالفتح و سکون مہملہ رغبت و اطاعت و آنچہ از سبب شیا شد بجا آوردن ... تقرب قرابت حاصل کردن۔ مدارا رعایت کردن۔ آشتی نمودن۔ نفاق بالکسر دو روئی۔ یعنی دوستان بطوع ... دشمنان ... خدمت میکنند ... بنفاق می کنند۔ ۶ کین جنگ۔ وشاق بالضم خدمتگار و غلام ساده رو۔ مجره کہکشان۔ نطاق کمر ... ۷ طاق ... تنہا ... تیر ... ۸ جفت ... ۹ شکوه ... احراق سوزش ... ۱۲

بیک ثبات که هنگام کار بنمودی | بپنجهٔ لطف در آمد جهان جافی و عاق

گرفت عرصهٔ ملک تو بسطتی که دگر | بگرد محیط نگردد دوائر آفاق

یعنی پادشاہی و فراخی ۱۲

اگر ز پایهٔ در آید زمانه پا بعفیت | تو شاد زی که درستست دولت اتساق

به بازوی تو ندارد خطر گرفتن ملک | بر آسمان شدن آسان بود بپای براق

نهیب رمح تو در سینه‌ها گزید وطن | خیال دید تو در دیدها گرفت وثاق

بخورد خصم ز دست تو شربتی چنانکه | [illegible] آتش برون شود بمذاق

دو دیده در دل و جسم عدو مهابت تو | چنان که آتش سوزنده در دل حراق

بنوک نیزه رگ جان دشمنان بگسست | که از حرارت این غصه‌شان گرفت خناق

گر آفتاب که یک چشم وار دار از مشرق | نگه کند سوی ملک تو خیره چشم وفاق

بپا و حیله ز گوشش بر آوری پنبه | بنوک نیزه ز چشمش برون بری شرناق

ملکه یعنی بکسر با و تشدید یا نکولی و جافی ظالم عاق سرکش با مادر و پدر ملکه گرفت حاصل کرد بسطت و فراخی محیط احاطه کننده دوائر جمع دائره آفاق جمع افق کناره‌ہائے زمین و آسمان ملکه اتساق راستی ملکه براق چارپائے که سید انبیا صلعم در شب معراج برو سوار شده بود ملکه نهیب بیم رمح نیزه ارماح جمع وطن جای اوطان جمع وثاق بفتح و کسر وا و خانه و بفتح واو رشته ملکه ش ضمیر یا قبل الذکر راجع آن مذاق است مذاق محل توت ذائقه یعنی کام و زبان ملکه مهابت خوف حراق بفتح حا و تشدید را سوخته که از سنگ و چقماق برآں آتش گیرند و بفتح نیک سوزنده ملکه غصه ریخ خناق بضم گ مرضیست مهلک که اندرون حلق ورم پیدا می شود و از آں نفس از حلق گرفته بیرون نیکشود ملکه وفاق مسامی پرست آید ملکه وفاق موافقت سازگاری ملکه شرناق بکسر و فوت گوشت سرخی که در کنارهٔ چشم پیدا می شود ملکه چونکه بازوی تو است گرفتن ملک را خطر نیست آسمان است چنانچه چون براق است رفتن به فلک آسان است ۱۲

ز هیبت تو دلِ دشمنان به روزِ نبرد | چنان بود که دلِ عاشقان ز بیمِ فراق
اگر به وقتِ مقاسات گرم و سرد مصاف | نیابد ست مدد از تو هیچ کس علی الاطلاق
شگفت نیست که پولاد را نشاید یاد | به وقتِ خوردنِ زهر از منافعِ تریاق
بعمرِ تو کوس و نفیرِ مبارزان در رزم | بود بگوشِ تو خوشتر ز پردهٔ عشاق
فرو کنند به نظاره ساکنانِ فلک | برونِ مجلسِ تو سر ز گوشه‌های رواق
مدبرانِ فلک آن زمان نطق بزنند | که از ضمیرِ تو صادر کنند استنطاق
ز نظمِ ملکِ تو را هیچ در نمی‌یابد | چنان که نظمِ مرا از حلاوت اغلاق
چنین عروس سزاوار چون تو شاه بود | برای مهرگران نیست مستحقِ طلاق
همیشه تا که مه و مهر را محاق و کسوف | بود ز گردشِ این چرخِ ازرقِ زراق
اساسِ عدلِ تو در عالم آن چنان بادا | که مهر و ماه شوند ایمن از کسوف و محاق
نهاده دولتِ باقیت تا ابد بنیاد | گرفته همتِ عالیت با ازل میثاق

نبرد جنگ۔ مقاسات بالضم رنج چیزے کشیدن۔ مصاف بالفتح جنگ۔ علی الاطلاق مطلقاً۔ شگفت تعجب۔ منافع جمع منفعت مشہور۔ تریاق فاد زہر دوا کہ اثر زہر را دفع کند۔ بعمر تو فرمایا۔ نفیر فریاد و نالہ و آواز یعنی کرنا۔ مبارز جنگ کنندہ۔ رزم جنگ۔ پردۂ عشاق یکے از پردہ ہائے موسیقی۔ نظارہ دیدن۔ رواق بکسر اول یعنی پیشگاہ خانہ دریا ایوانے کہ در مقدم در وم عمارت سازند۔ مدبران فلک یعنی ستارہ کہ نظام عالم بگردش آنہا نہادہ شدہ۔ نطق بضم اول و سکون ثانی گویائی و بکسر اول مع نطاق یعنی کمربند یعنی قوت از فلک۔ استنطاق طلب نطق کردن یا حق تلاش حرف زدن۔ و نطق طا ہے ساکن بضرورت شعری متحرک کردہ۔ تراہیچ در نمی یابد یعنی [illegible] اغلاق۔ دلبستن و باصطلاح دشوار کردن حصول مدعا۔ محاق بضم کاستن ماہ کسوف گرفتن ماہ و مہر ازرق نیلگوں زراق بفتح و تشدید ثانی صاحب نفاق دریا۔ ایمن بے خوف۔ ابد زمانہ کہ نہایت ندارد میثاق عہد و پیمان ۱۲

در مدح عضد الدین طغان شاه

چو ماه یک شبه بنهفت چهره از نظرم ... مه دو هفته درآمد به تهنیت ز درم

بداد مژدهٔ عید از لطف چنانکه گرفت ... ز فرق تا به قدم جمله در گل و شکرم

هر از شادی تر دلیش پیشه باز آمد ... شدی که مژدهٔ وزنده بنود از و خبرم

چو خاک در کعبت پایش فتادم از خواری ... اگرچه از سر تحقیق سر بسر گهرم

بلا بگفتمش آخر خدای را نفسی ... مگر به وصل تو بنشیند آتش جگرم

یک امشبی تو به مهمان من بیا بنشین ... ز روی خوب تو مهمان زهره و قمرم

ز اهل عشق تکلف طمع نشاید داشت ... بپیش خدمت تست آنچه هست ما حضرم

دلم که حاصل زلفت تست زو مگذر ... که نیست جز تو بهره آنکه ... از دیگرم

[illegible] جان [illegible] گراست آن شکر ... فدای یک نفست گر بود دو صد دگرم

[illegible] ... که بر رود [illegible] از این بیش [illegible] خشک ترم

[illegible] ... و گر [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... برفت بر اثرش دل چو رفت او [illegible]

ماه یک شبه [illegible] مه دو هفته [illegible] تهنیت [illegible]
[illegible] شادی [illegible]
[illegible] آخر [illegible] تا به [illegible]
[illegible] اگر [illegible] قدم [illegible]

رخش که تابش خورشید روزه داران داد ‖ که گذاشت چون تکلم عیسیٰ در جهان سمرم

چگونه قصهٔ من در جهان سمر نشود ‖ که هر کجا که نشینم بدین فسانه درم

ز بهر خدمت شیخ عید خود همین قصد است ‖ که جان به بزم جهان پهلوان الب به تحفه برم

ملک نشان عضد الدین که از مدائح او ‖ همیشه در صدف سینه گنج و جواهر پرورم

طغانشه ابن مؤید که گوهر پدرش ‖ کمرست منطقهٔ چرخ چنبری حلقهٔ کمرم

شها چو برق زند گوهریست از تیغم ‖ قمر چو نور دهد قبه ایست از سپرم

من آن تهمتن دریادلی که وقت مدیح ‖ بود ذخیرهٔ کانها عطای مختصرم

جهان مقر شده و ایام اعتراف نمود ‖ که من خلاصهٔ تأیید و مایهٔ ظفرم

منم که بر رخ گیتی چو روز مشهورست ‖ همه فضائل جد و مناقب پدرم

اگر سپهر بپیچد ز رای من سر رای ‖ چو جیب صبح همه پرده هاش بر درم

بیفکنند پر و بال کرکسان فلک ‖ همان زمان که بپیچید تیر پر پرم

له مدائح جمع مدیحه تعریف‌ها - توریست قرین گوهر، منطقه چرخ - دائره ایست بشکل منطقه (زیان بند) که بر حوالی افلاک سبعه برآمده و دوازده برج بر همین دائره واقع شده اند، برق زند تابد ... قبه بالضم و تشدید بای موحده ... گنبد ... تهمتن مرکب از تهم (قوی) و تن (بدن) لقب رستم ... مقر اقرار کننده، اعتراف اقرار کردن ... فضائل جمع فضیلت ... مناقب جمع منقبت خوبی ... جیب گریبان ... کردن ... کرکسان ... یعنی ... روزه داران ... دو ستاره ... ۱۲

به پیشِ من صفِ دشمن چگونه دارد پای — که لحظه لحظه ز اقبال می رسد حشمم

چو عون و عصمتِ ایزد مرا سپر باشد — ز زخمِ حادثه حاجت نبود فتد جسدم

ز حرص اگر چو شهان نام و ننگ بفروشند — منم که ملکِ جهان را به نیم جو نخرم

به پیشِ من به تواضع بسا کسی صدری — زمانه خاک شود تا قدم نهد به سرم

هر آنچه گویم ازین جنس لاف دعوی نیست — که هست فضلِ الهی گواهِ معتبرم

خدایگانا هر چند زحمتت باشد — ز حالِ قصّهٔ خود حرف حرف برشمرم

گمان نبود مرا پیش ازین که باقیِ عمر — بود ز خاکِ جنابِ تو حاجتِ سفرم

کنون زمانه بر آنست که از غبارِ درت — کند گسسته به کلّی وظیفهٔ بصرم

ز دل بر آیدم اکنون و ز روی آن دارم — که گر ز نطق بزخم تا جهان بود خطرم

اگر ضرورت ازین سان نگیردم دامن — چگونه دل دهدم کز درِ تو در گذرم

به آرزو طلبیدم همیشه خدمتِ تو — روا مدار کزین آرزو رسد ضررم

مرا به چیکیِ صاحب عشر ز بیخ مکن — که من به باغِ فصاحت درختِ بار ورم

ز جوی لطف و کرم آب ده مرا و ببین — که عاقبت تو چه بر ما خوری ز بار و برم

له پا دارد یا بیستد ۱۲ عون مدد و نیز یعنی عصمت نگاه داشتن از گناه و خویشتن کسی را ۱۲ صراح آبرو و خدا [illegible]
له آن یعنی [illegible] قدر و هستی و نعمت ۱۲ له ز دل برآیدم از دل جدا گردیدم و دور افتادم [illegible] آن دارم
آن گمان دارم له دل دادن رخصت دادن ۱۲ له ترکیب [illegible] اوّل یعنی در وقع [illegible]
از بیخ کن برباد کن [illegible] فصاحت خوش بیانی له آب ده سیراب کن بر خوردن [illegible] بر داشتن ۱۲ [illegible]
[illegible] ۱۲

ز من ملوک جهان نام نیک زنده کنند
بقول مرده دلان بر میان مزن تیرم

مرا که با همه تعلیم شعر بره مفروش
که چون بگوش حقیقت زری همه شیرم

اگر بخدمت دیگر سر فرازیم نرسد
همین بس است که بر آستان نشستیم

بحضرت تو من از بهر نان نیامده ام
که جایگاه دگر نیز بود این قدرم

سپهر پیش خرد آبروی من بین از این
حدیث نان بزبان آورم ز سنگ بترم

تو برخور از جوانی و پادشاهی خویش
که من ز دولت تو زهر چون شکر بخورم

در مدح نصرة الدین ابوبکر بن محمد

شهی که ملک تفاخر کند بگوهر او
بمهد عالم غیب است رایت انور او

خدایگان ملوک زمانه نصرة الدین
که بوسه جای سپهر است دست و خنجر او

سر ملوک ابوبکر بن محمد آن که
مقرنس است رواق فلک ز منظر او

پناه دولت عباسیان که مهر و سپهر
بهر دو وقت حوادث پناه برد بر او

سهیل گوشه نشینی بود ز دولت او
سماک نیزه گذاری بود ز لشکر او

شهنشهی که مراسم صحیفه های فلک
بروز عرض بود یک ورق ز دفتر او

[illegible] ملک پادشاه [illegible] و بارکاری [illegible] [illegible] تا [illegible] جای [illegible] [illegible] [illegible] آن [illegible] عباسیان [illegible] سلطنت [illegible] عباسیه [illegible] عباس بن عبد المطلب بود [illegible] حوادث [illegible] مصیبت [illegible] سهیل [illegible] اول [illegible] ثانی نام ستاره [illegible] سماک [illegible] ستاره [illegible] [illegible] سماک رامح نیزه دار [illegible] سال [illegible]

هلال حلقه شود روز عید در میدان
بپیش رخش فلک سای و ملک پیکر او

بسرفرازی ازاں پایه برگذشت که نیز
همای سایه تواند فگند بر سر او

جهان چو خطبه ستایش کند کواکب سعد
کنند درج سعادت نثار منبر او

ز شرم او چو شعله سر شود مشام جهان
فلک عرق کند از شرم بوی مجمر او

همیشه نصرت و تائید پیش رو آید
بهر طرف که رود رایت مظفر او

بماند دشمن دجال صورتش در گل
چو خر ز صاعقه گرز گاو پیکر او

بچشم بیهده ایام هیچ راز نماند
که هیچ روز نشد بر دل منور او

به دور عالم ازیں آب و خاک ترکیبی
نکرده اند به از طینت مطهر او

کسی که در خور ملک است اوست در عالم
کنون بگوی که ملکی کجاست در خور او

خدایگانا دانی که کیست در خور ملک
کسی که عزم و غنیمت یکی بود بر او

سله هلال ماه نو (اهله جمع) [illegible] تیز رو (اراه جمع) سته خطبه تقریرے که بحمد و نعت و مواعظ و نصائح که امام بر منبر بروز جمعه و عیدین بیان می کند [illegible] کواکب جمع کوکب ستاره۔ سعد نیک۔ درج بمعنی صندوقچه [illegible] زیور و جواهر نثار (نچھاور) ۱۲ [illegible] مشام دماغ عرق [illegible] پسینه [illegible] مجمر آتشدان۔ [illegible] مظفر فتح مند ۱۲ [illegible] دجال مرد یک چشم که بقرب قیامت ظهور خواهد آمد [illegible] صاعقه [illegible] گرز گاو پیکر [illegible] که صورت گاو دارد۔ [illegible] طینت بالکسر [illegible] از گل و سرشت [illegible] مطهر پاک ۱۲ [illegible] عزم - اراده، آهنگ، غنیمت مال لغنیا ۱۲ [illegible] گویند هما بر سر کسے که سایه افگند آن پادشاه می گردد [illegible] ممدوح [illegible] سرفرازی ازاں پایه بلند گشت که هما بر سر او بتواند سایه افگند یعنی ممدوح بسرفرازی و رفعت جا [illegible] بلند کرد که او را احتیاج بدان نیست که هما بر سرش سایه اندازد ۱۲ [illegible] شاهان [illegible] همواره عطر آگین [illegible] مشام جهان از بخور [illegible] ممدوح عطر آگین شود۔ فلک از بوئے آتشدان [illegible] عرق کند ۱۲ [illegible] دشمنش که [illegible] دجال [illegible] چشم صورت دارد چوں صاعقه گرز گاو پیکرش [illegible] ترسیده [illegible] خر در گل بماند ۱۲

بیاد ملک چو آب حیات نوش کند — اگر ز خون عدو پر کنند ساغر او

فلک ۵۱ مشام کسے خوش کند ز بوئے مراد — که خاک معرکه باشد عبیر و عنبر او

عروس ۵۲ ملک گرامی تر است ز آنکه بود — بروں ز گوهر شمشیر شاه زیور او

مدار ۵۳ دولت و دیں بر محیط آں فلک است — که ربع خطی شاهست خط محور او

مرکز زمیں - جائے گردش ۱۲

ترا بیک حرکت (جنبش ۱۲) کشورے در افزاید — چرا سپه نکشی بر عدو و کشور او

اگرچه خصم تو دعوئے سلطنت سازد — زمانه گرد ۵۴ برآرد ز تخت و افسر او

تراست حجت ۵۵ قاطع بدست یعنی تیغ — چگونه پیش رود دعوئے مزور او

عدوت اگرچه نماید چو خار ۵۶ سر تیزی — شود چو غنچه بباد دریده مغفر او

کسے ۵۷ که خاک جناب تو نیستش بالش — بروں ز خاک نسازد زمانه بستر او

---

۵۱ فلک از بوئے مراد دماغ کسے خوش کند که خاک معرکه رزم عبیر و عنبر او باشد یعنی کسے که خاک میدان جنگ را عبیر و عنبر داند آسماں دماغش را از بوئے مراد خوش سازد یعنی مرادش برآرد ۵۲ عروس (دلهن) و عرائس جمع ۵۳ مدار جائے گردش کردن سیارگاں - محیط احاطه کننده - خط مدور دائره - ربع خطی نیزه که از خطا آورده شود ۱۲ خط محور باصطلاح ریاضی خطے است موهوم که یک سرآں به قطب شمالی و یک سرآں به قطب جنوبی پیوسته ۱۲ ۵۴ گرد برآوردن پامال کردن و هلاک کردن ۵۵ حجت قاطع دلیلے که خصم را خاموش گرداند و نتواند که از عهدهٔ جوابش برآید ۱۲ مزور تزویر کننده و مکر و فریب کننده ۱۲ ۵۶ سر تیزی چیزے نوکدار بجائے یعنی سرکش و شوخی [illegible] مغفر بکسر میم و فتح فا و تشدید [illegible] مفتوح جائے عمیق جائے مغاک و سطح باطنی کره که مجوف باشد - دریں جا [illegible] ۵۷ کسے که بالش آں خاک درگاه تو نیست زمانه بستر آں را از خاک بیروں نسازد یعنی آں را نیست گرداند ۵۲ عروس ملک ازاں گرامی تر است که بجز گوهر شمشیر شاه چیزے دیگر زیور آں باشد یعنی موجب آرایش ملک بجز جوهر شمشیر شاه چیزے دیگر نتواں شد ۱۲

همیشه تا دُوَل اندر جهان کون و فساد | بود مسخّرِ دورانِ چرخ و استبداد
بجز عصمت حق دولت چنان بادا | که چرخ از پیِ دندان شود مسخّر او

در مدح نصرة الدین بن محمد

تبا شدست نفس در سرای نگه‌داری | که بر مه کلبهٔ احزانِ ما فرود آری
بدین قدر دلِ ما هم نگه نخواهی داشت | چه دلبری که ترا نیست شرط دلداری
بحسن خویش بدین مایه گشته‌ای خرسند | که سینه متحمّل یاد سے بیاداری
مرا که پشت من از بار محنت است دو تا | فراق روی تو دوری خورد بسر باری
بیا ببین که ز بهر نثار مقدم تو | دو چشم من چه جهان می‌کند گهرباری
بدانچه از رگِ من خون چکید دریغی نیست | که هر چه می‌کنی از جنس آن سزاواری

ــ۱ دُوَل جمع دولت - جهان کون و فساد کنایه از دنیا - مسخّر رام و مطیع - ــ۲ از پی دندان مسخّر او شود کنایه است از آنکه بلا درج در نسبت مطیع و فرمان بردار او گردد ۱۲ ــ۳ نگه داری - دار است ملاج بودن - کلبهٔ احزان لقب خانهٔ حضرت یعقوب علیه السلام که همواره در فراق یوسف گریستند - کلبه خانهٔ کوچک و مختصر - فرود آوردن مهمان فرود آوردن - توسے ترا از تا چاره بخیاسے نشود که بخانهٔ کوچک ما در آئی - ــ۴ نگاه داشتن نظر کردن - محافظت کردن ۱۲ ــ۵ خرسند قانع - خورش ۱۲ ــ۶ دوتا خمیده دوتا سے جزودی ازیده - سر باری بار اندک که بر سر بار نهند ۱۲ ــ۷ تحمّل مضارع واحد مخاطب از خلیدن ــ۸ مرا که پشت من از بار محنت و غم خمیده گشته است علاوه ازاں ہی زیبد که ہجران روی تو هم رنج دهد ۱۲ ــ۹ ای معشوق تو بیا و ببین که دو چشم من برائے نثار آمدن تو چگونه از اشک گوهر بے نثار کند ۱۲ ــ۱۰ آنچه از ستم تو از رگ من خون چکید بران دریغ و افسوس کردن نشاید زیرا که تو هر جا من جور و جفا که کنی سزاوار آنی ۱۲

عه تکلمی نبود لایق بزرگی تو اگر بخنده نگیری و عیب نشماری
حرف زدن ۱۲ — اعتراض نکنی ۱۲

زخون دیده بدانم که شربتی سازم که چشم شوخ ترا عار نیست خونخواری
ننگ ۱۲

له مزوّر هوسی می‌پزم درین حالت که درد چشم تو پیداست ضعف بیماری

سه ترا بناله زبربست میل و این پیداست که دست من نرسد جز بنالهٔ زاری
رگست ۱۲

سه ز لطفها که تو با من کنی یکی این است که یک زمانم بی این سماع نگذاری

یکی غم از دل من باشی باز پس که دست دست بدیگر غمم بسپاری

بهر جفا که کنی بر زمانه بندی جرم کسی ز فعل تو آگاه نیست پنداری

عنان فتنه رها کرده و این خوشتر که عذر لنگی بیرون بری بهمواری
اعنه جمع ۱۲ — گویا ۱۲

زمانه را همه دانند کو بسپارد گرد به عهد شاه جهان عوی جفاکاری
نتوانند ۱۲

سله مزوّر بوزن مصوّر آنچه از قسم غذا برای بیمار پزند طعام نرم که مریض را دهند بکسر واو مکر و فریب کننده و دروغگو
ستله زیر بالکسر دیابست معروف آواز باریک که در مقابل بم باشد و بمعنی تار ساز که آواز باریک دارد و نام پرده از موسیقی ۱۲
سته یکی از مهربانی‌ها که تو با من می‌کنی این است که مرا یک دم هم بدون این نغمه و سرود یعنی نالهٔ و زاری نگذاری ۱۲ و سماع بفتح و کسر بمعنی سرود و شنیدن نغمه و بیان آن وجد و حالت مشائخ که از شنیدن نغمه دست دهد ۱۲ سکه تو هر جفا که بر من کنی بر زمانه جرم می‌بندی گویا که از فعل تو کسی آگاه نیست ۵ ز فتنه و فساد برپا می‌کنی و این حیله خوش است که بهلاکت آن ملازمت و دروغ بکاری بری که هیچ از خاطر پذیرائی نباشد عه تو آنچنان بزرگ هستی که ترا لایق نباشد که با چون منی خوار و ذلیل حرف زدنی چون تو با من حرف زدن نتوانی نزد من چنین خیال هستم که از خون دیده ام برای چشم شوخ تو شربتی سازم تا بخوشیت آن را بخوری زیرا که چشم تو از خون خوردن عار ندارد و من این کار را به شرطی کنم که تو بر آن هیچ نوع اعتراض نکنی و آن را عیب نشماری الحاصل له مسهلی بتوپیاله تا بسازد که آواز باریک دارد بگیست داری و این ظاهر است که من جز این قدرتی ندارم که ناله و زاری کنم۔

پناه ملت و دارای عصر نصرة دین | که کرد دولت دین را به تیغ معماری [آباد کردن ۱۲]
ز چشم دولت او تا بخفت خواب عدم | دگر به خواب ندیدست فتنه بیداری
بدور او ز پس آثار عدل نتوان دید | مگر به زلف بتان نسبت ستمکاری
ایا رسیده بجایی که گر جهان نبود | ز بحر همت خود قطره کم انگاری [خیال کنی ۱۲]
کلاه گوشه قدر تو از طریق نفاذ [مبالغه ۱۲] | ربوده از سر گردون کلاه جباری
فتاده جرم زمین با همه ثبات قدم | به جنب حلم تو در تهمت سبکساری
درآمده ز ازل زیر سقف همت تو | چهار عنصر عالم به چاردیواری
ز حشمت تو چنان تنگ شد فضای جهان [میدان وسیع ۱۲] | که هست دم زدن دشمنت به دشواری
تویی که تا ابد از رنگ و بوی دولت تو | چمن به رنگرزی شد صبا به عطاری

مطلب۱ از چشم دولت بیدار او تا فتنه بخواب عدم رفته است دیگر فتنه بخواب بیداری ندیده ۱۲ مطلب۲ چون بدور ممدوح آثار عدل بسیار شایع گشته لهذا آن نسبت ستمکاری بجز زلف بتان هیچ جائی نتوان دید ۱۲ مطلب۳ ایا رسیده الخ ای ممدوح تو بدان پایه بلند رسیده که اگر جهان نباشد آن را از بحر همت خود قطره کم خیال می کنی ۱۲ مطلب۴ کلاه گوشه قدر بلند تو بطور آن که فرمان را جاری کنند از سر آسمان کلاه جباری و سروری را ربوده است یعنی تو چنان قدر بلند داری که اگر فرمان نافذ کنی که از آسمان جباری را بربایند می توانی کرد ۱۲ مطلب۵ فتاده الخ با آن که جرم زمین ثابت قدم واقع شده است اما پیش حلم تو بران تهمت است که زمین بسیار سبکسار است ۱۲ مطلب۶ همت ممدوح را سقف و چهار عنصر عالم را چهار دیواری فرض کرده است یعنی همت ممدوح بالاتر از چهار عنصر عالم چه بلکه از همه عالم است ۱۲ مطلب۷ دم زدن نفس گرفتن، فضای جهان از دست حشمت تو چنان تنگ شده است که دشمنت نتواند که دم بزند اما آن هم به دشواری ۱۲ مطلب۸ تو آن صاحب دولتی هستی که چمن از رنگ دولت تو رنگ‌ریزی و صبا از بوی دولت تو عطاری تا ابد میکند ۱۲

ز دست ساقی لطف تو یک پیاله بود | که نرگس افگند از دست جام هشیاری
ز صوت بلبل نطق تو یک نوا باشد | که گل بپاے در آرد لباس زنگاری
فلک به سنت حکمت از آن فشاند که تو | همیشه جانب انصاف را نگه داری
کمال فضل مرا شاید ار بمجلس تو | اثر بود که ز رشک تو خجسته اطواری
به یک سخن دهن ظلم را بر بندی | به یک نظر شکم آز را بینباری
به قهر آب فنا بر سر فلک رانی | به لطف تخم وفا در دل جهان کاری
ز خار حادثه تا بشکفد گل انصاف | به چشم خصم تو گل را مباد جز خاری
ترا ذخیرهٔ عمرے که چون بقاے ابد | وراے حد تعقل و تصور بود بسیاری

مطلع ثانی

زهی چو عقل علم گشته در نکوکاری | مسلم است ترا منصب جهانداری
نهاده قاعدهٔ تیغ تو جهانگیری | گشاده خاصیت دست تو گهرباری
زمانه را که ز غفلت بخواب در شده بود | کشیده حزم تو در دیده کحل بیداری

---

۱ آن یک پیاله که جام هوشیاری را از دست نرگس افگنده از دست ساقی لطف تو بود یعنی از لطف تو چشم معشوق مستی اختیار کرده است ۱۲ ۲ نوا بالفتح مطلق آواز یک نواے از صوت بلبل نطق ترا یعنی ترنم تو چنان نغمه خوش است که از اثر آن گل لباس سبز سے پوشد ۳ اگر بمجلس تو کمال فضل مرا اثرے باشد سزد که ز رشک تو خجسته اطواری هستی تو این فضل را دوست سے داری ۱۲ ۴ ترا از ذخیرهٔ عمرے بهره ور باشی که از فراخی تصور عقل همچو بقاے ابد بالای حد باشد یعنی شعر دین آن ذخیرهٔ عمر بعقل بالاتر باشد ۱۲ ۵ علم گشت مشهور گشته ۶ حزم هوشیاری زمانه که غافل بود چشم آن حزم تو سرمه بیداری کشیده است یعنی حزم تو زمانهٔ غافل را بیدار کرده است ۱۲

جهان کلاه ز شادی برافگند گر تو — بهفت قلعهٔ افلاک سر فرود آری

تویی که حجت تیغ تو قاطع است بدان — ق — که تو به ممالک بحر و بر سزاواری

درین مجال سخن نیست چرخ را هر چند — که غاشیهٔ تو [illegible] همی برد بزاری

جهانیان همه امروز چشم آن دارند — که در پناه امن انصاف شان نگهداری

اگر ستاره خلافی کند تو آن نکنی — وگر زمانه جفایی کند تو نگذاری

کسی که در حرم عدل و رحمت تو گریخت — دگر بدست زمان و سپهر نسپاری

تو پادشاه جهانی چه باشد ار نظری — ز روی لطف به احوال بنده بگماری

بروزگار تو با این همه غریزی فضل — روا بود چه ستم و مذلت و خواری

درون پردهٔ فکرت هزار عروسانند — که مهر شان بتفاخر کنند پرستاری

بحسن معرفت احوال من پس استدلال — کز ننگ باشد اگر خواهم از فلک یاری

بقیمت بضاعت سخن من آن نفیس است — که [illegible] اندر جهان خریداری

همیشه تا که جهان را اساس [illegible] — ترا به شرط نکوکاری و کم آزاری

بنای [illegible] معمور پاینده باد — که تو بنای جهان را بعدل [illegible]

ترا ذخیرهٔ فتحی که چون لطایف غیب — ورای عقل ز نصرت بود به بسیاری

[illegible]

در مدح طغانشاه گوید

کراست زهره که با این دل ز صبر نفور
در افگند سخنی از وداع نیشاپور

اگرچه می‌شنوم نعرهٔ غراب ولیک
چگونه فهم کند آدمی زبان طیور

ندانم این چه دلیلست گوییا که غراب
زبانهٔ خویش بدست شب دیجور

غراب را چه خبر زانکه بی‌تو شب از غم تیره
چگونه می‌گذرد جان این دل رنجور

حدیث ما چه توان گفت با کسی که بود
چو زلف یار مشوش چو چشم او مخمور

شد آنکه شب ز لب لعلش چشیده طعم شکر
شد آنکه دم ز سر زلفش گرفته بوی بخور

گمان من همه این بود پیش ازین کاخر
چنین که دورم ازو از درش ناکام دور

دلم ز گیتی چندان حساب برداشت
که راه یافت درو صد هزار گونه کسور

مگر ز پرده برون اوفتاده نالهٔ من
که می‌دهد فلکم گوشمال چون طنبور

یکی ز بوالعجبی‌های روزگار اینست
که روز روشن من کرد چون شب دیجور

عجب‌تر آن که درین غم هنوز دلشادم
بدان امید که سعیی کند فلک مشکور

که یادگار نماند نشان ز چهرهٔ من
بر آستانهٔ شاه مظفر منصور

سطر ۱ نفور نفرت کننده ... وداع جدا شدن ... گفته ذکر کند با کسی بیش ۱۲ سطر ۲ غراب زاغ - نوشته اند زاغ را که [illegible] و آن [illegible] باشد [illegible] بخش [illegible] که [illegible] از خانه بر آید و زاغ [illegible] دلالت می‌کند بر فراق و دوری [illegible] [illegible] آن غراب البین گویند ۱۲ تیره [illegible] سطر ۴ رنجور بیمار سطر ۵ مشوش پریشان سطر ۶ [illegible] [illegible] سطر ۸ [illegible] [illegible] ۱۲ سطر ۱۰ [illegible]
شب دیجور شب تار ۱۲ سطر ۱۱ مشکور [illegible] ۱۲

طغان شه ابن محمد که شاه انجم چرخ ۔ ز ماه رایت او عاریت ستاند نور
کفش چنان که بوقت سخا فرو ریزد ۔ بروی دشت نه‌انجا نهاست کان و بحور
دلش چنان که بهنگام کینه تبسّت کند ۔ بهر یک پایه بیاورده سنین و شهور
در آن مقام که بکشد حزم او دیده ۔ خرد ضعیف بصر باشد و فلک شب‌کور
در آن دیار که افتد ز عدل او سایه ۔ بقدر ذرّه بود آفتاب و قسمت ظهور
خدایگانا بر وفق رای افلاطون (ق) ۔ ترا خدای ز بهر مصالح جمهور
بیافرید ز اقبال صورتے پس از آن ۔ حلول کرد درو جان بهمن و شاپور
چنان که باده بجسم پیاله نقل کند ۔ پس از مفارقت تاک و قالب انگور
بروزگار تو آن یافت انتظام جهان ۔ که از حمایت خوبی بیاز شد کافور
عجب نباشد اگر کژدم فلک سردم ۔ نهان کند ز نهیب تو نیش چون زنبور

بر آورده بلند کرده شده ۱۲ حلول باصطلاح حکمت اختصاص چیزے بچیزے بحیثیتے باشد که اشارت بیکے عین اشارت بدیگرے باشد چنانچه سواد بجسم حلول بود و گویند باشد که حلول سریانی [illegible] بود که اجزائے در اجزائے محل در آید چنان که حلول حلاوت در عسل و دیگرے حلول طریانی و آں آن بود که اجزائے حال به اجزائے محل در نیاید بلکه مجموع در مجموع باشد و آنچه حلول کند آں را حال گویند و آنچه دراں حلول کند آں را محل نامند ۱۲ ممدوح بسبب رائے افلاطون خداوند تعالے به جهت مصالح جمهور صورتے از اقبال تو آفرید از آں پس در آں جان بهمن و شاپور حلول کرد چنان که باده که [illegible] لب انگور را گذاشته به پیاله نقل مے کند ۱۲ کژدم فلک برج عقرب [illegible] سنین جمع سن شهور جمع شهر ماه ۱۲ [illegible] شب کور کسے که در شب نتواند دید ۱۲ [illegible] جمهور گروه [illegible] ۱۲ بهمن پسر اسفندیار گشتاسپ شاه ایران و شاپور هم شاه ایران بوده۔

زگرد خیل تو مشاطگان عالم قدس — کشند غالیهٔ حسن گرد عارض حور

زمانه حکم ترا چاکری بود منقاد — فلک مثال ترا بنده‌ای بود مأمور

ایا ریاض امانی بجود تو خرم — و یا جهان معانی بجاه تو معمور

اگرچه قاصرم از گفتن مدحت خواهم — که روزگار کنم بر ثنای تو مقصور

ولیک دست حوادث چنان گلوگیر است — که هست دم زدنم جمله نفثة المصدور

سخن شکایت گردون شدست عذر این است — وگرنه عقل ندارد مرا بدین معذور

درین قصیده که در پیش نظم الفاظش — چو آب حل شود از شرم لؤلؤ منثور

خرید شهرتم آنگه شود که برخوانند — زهی بجود تو ایام مکرمت مشهور

همیشه تا نشود کار عالم از فطرت — چنانکه مرد خرد مند را کند مغرور

نگین عالم و برخور ز مملکت که نماند — برون ز حشمت تو تا روز زمانه هیچ فتور

تو که زهیبت شهرت ترا دست در عنان صبا — رسول حکم ترا پای در رکاب دبور

---

۱ تو تو در دنیا جمع نشور پراگنده ۲ فطرت - دانائی - شاعر گفته بنا دان آنچنان روزی رساند که دانا اندر آن حیران بماند چون کار عالم حسب دلخواه ممدوح گردد ازان رو ظهیر فاریابی بجانب ممدوح گفته همیشه تا کار عالم از دانائی چنان نشود که مرد خردمند را مغرور گرداند یعنی تا کار عالم بدین سان رود که خردمند از دانائی نیابد ۱۲ ۳ زهی ... صبا ... رسول قاصد دست شهرت تو در عنان صبا باشد یعنی شهرت تو مثل صبا بهرجا میرسیده باشد و پای رسول حکم تو در رکاب دبور باشد یعنی حکم تو مثل دبور بهرجا می رسیده باشد - صبا باد مشرق - دبور باد مغرب ۱۲ ۴ آنکه کشیدن کنایه از غالیه بر رخ مالیدن ۵ در زندگی بر ثنای تو کار دیگر کنم ۱۲ ۶ یعنی هیچ دم زدن آن کس که آزار سینه دارد از ان دم مثال او ۱۲ ۷ مزید افزون ۱۲ ۸ فتور سستی ۱۲

در مدح اتابک اعظم گوید

در ابتدای کون جهان آفریدگار / بر بام خسروانی زد این عقد نامدار

بر اصل چار طاق عناصر بپای کرد / در پوشش فلک همه چون رایش استوار

دیباجهٔ خسروانی اخضر درکشید / وانگه نثار کرد برو دُرّ شاهوار

آوازهٔ این سخن اندر جهان فتاد / تا از حجاب غیب شد امروز آشکار

آثار دولتی که فلک مدتی مدید / می‌کرد بر دریچهٔ تقدیرش انتظار

هم مشتری به لهو در انداخت طیلسان / هم زهره از نشاط در افکند گوشوار

یعنی که تخت حجلهٔ بلقیس وقت را / آورد بخت پیش سلیمان روزگار

سلطان نشان اتابک اعظم که آسمان / سازد ز نعل مرکب او تاج افتخار

قطب ملوک نصرت دین کز علو قدر / چون آفتاب بر فلک تند شد سوار

بوبکر بن محمد بن ایلدگز که بخت / مانند دایگانش بپرورده در کنار

سله کون بودن - در آغاز وقتی که جهان آفریده شد آفریننده (خداوند تعالی) این نامدار عقد نکاح حمد بر بام خسروانی بسته ... یعنی (طبقه) فلک را چون رای خویش بر اصل چار طاق عناصر قایم کرد ۱۲ سله چار طاق نوعی از خیمه چهار گوشه که هندی آن را راوتی گویند. بپای کرد قایم کرد ۱۲ سله دیباجه نوعی از دیبای منقش. اخضر سبز. دیباجهٔ خسروانی اخضر کنایه از آسمان. و در شاهوار کنایه از ستارگان ۱۲ سله یعنی جهان آثار دولت است که فلک را مدتی دراز بر دریچهٔ تقدیر نشسته انتظار آن می‌کرد ۱۲ سله لهو بازی. طیلسان معرب تالسان ... از ردا ... و غاشیان ... ۱۲ سله حجله ... بلقیس نام ... فرمانروای ملک سبا که تختش را ... پیش سلیمان آورده بود ... ۱۲ ... ۱۲ ... ۱۲ ... چه ... مستعمل ۱۲

در ملک بزاد اول و در ملک شد بزرگ | وانگاه ملک باز بدو شد بزرگوار
ای خسروی که نوک سنانت بروز رزم | از هفت جوشن فلک آسان کند گذار
هنگام حمله باز بپوشیدی خویشتن | در دست و پای مرکبت افتند نهان
چون بر عزیمت سفری سایه افگنی | بر شکل آسمان بپرد از مرکبت غبار
چندانکه آتش غضبت یک شرر زند | بر ماه نو کند همه اطرافش از شرار
در ملک چون تو شاه ندارد کسی بیاد | ای ملک را ز جمله شاهان تو یادگار
هر کو شنید قصهٔ جم گو بیا ببین | در ملک طول و عرض و در حکم گیر و دار
تو سر بتاج و تخت فرو ناوری از آنکه | چون تاج سرفرازی و چون تخت پایدار
هر خصلت و هنر که پدید از جهان خرد | در طینت تو تعبیه کرد است کردگار
منقبض فلک ز رفعت تو شد سبکبار | آری چو هست دست تو دریا کم از بخار
چون همت تو هنر را بازار گشت تیز | چون رایت تو دین را بالا گرفت کار

[illegible]

سلطان عزیمت آهنگ (قصد) کم ... لشکر (مواکب جمع) ... زبانه زدن شعله برافروختن ۱۲ جم بادشاه بزرگ ایران که مورخین او را گویند که جم جهان کس است که تازیان آن را سلیمان پیغمبر داشته‌اند پس او باید که ذکر باده وغیره بلفظ جم آید مراد از آن جمشید بادشاه ایران گیرند و جائی که یا ذکر تخت و خاتم وغیره آید مقصود از آن سلیمان پیغمبر دارند و درین محل هر دو معنی میتوان مراد شوند ۱۲ طینت سرشت تعبیه آراستن و پنهان کردن و پوشیدن چیزی به چیزی و ساختن چیزی که غریب نماید ۱۲ هفت جوشن فلک کنایه از هفت طبقهٔ آسمان ۱۲ ای تو تاج و تخت را قبول نکنی ۱۲ هنر را بازار گشت تیز یعنی رواج و رونق هنر از دولت گرفت ۱۲ بالا گرفتن کار کنایه از رونق یافتن ۱۲

ور بنگرد زمین که چه خاستان تو بر دمید	تا نفخ صور گلبن اقبال داد بار
چندان بقات باد که فرضه هزار سال	هرگز مهندسانش نیارند در شمار
تو شمع عصمتی بشب ظلم و پیچ و تاب	تو ابر رحمتی بسر خلق بر ببار
از عقل و بخت بر خور و جاوید باش ازآنکه	چون عقل کاردانی و چون بخت کامگار

در مدح اتابک اعظم ابوبکر بن محمد و تشبیب عید

چون بر زمین طلیعهٔ شب گشت آشکار	آفاق ساخت کسوت عباسیان شعار
پیدا شد از کرانهٔ میدان آسمان	شکل هلال چون سر چوگان شهریار
دیدم ز زر پخته بر آن لوح لاجورد	نونیست گوئیا که بتا کرده نگار
یا روشنی فلک چو نهنگی ز دریا بدر	مانند کشتئی که ز دریا کند گذار
یا بر مثال ماهی یونس میان آب	آهنگ در کشیدن او کرده از کنار

سطلیعه مقدمهٔ لشکر که پیش حفاظت لشکر و منتشر کند. مقدمهٔ لشکر را هم می گویند۔ آفاق جمع اُفق کناره های زمین و آسمان مجاز دنیا که و وسعت باشد. لباس خلفای عباسیان سیاه بوده ازان رو از کسوت عباسیان مراد لباس سیاه باشد. شعار مجازاً طریقه چون بر زمین شب نمودار شد همه آفاق را تاریکی در گرفت ۱۲ سطحه چوگان در اصل چوگان بوده مرکب از چول امر جولیدن و گان کلمهٔ نسبت چون سر چوگان خمیده باشد لهذا بدین اسم موسوم گشت ۱۲ سطحه دیدم که [illegible] لوح لاجورد یعنی آسمان را نونی از زر پخته نقش کرده است ۱۲ سطحه میان دریا و عمیق ترین موضع دریا که از رونده از شعر چهارم تا ششم همه در تشبیه ماه نو گفته ۱۲ سطحه ماهی یونس که یونس بن متی پیغمبر در شکم ماهی بوده آب را کام خود برده بود۔ [illegible] بشکل ماهی مانند یافته بره برآمد ۱۲ سطحه مهر [illegible] که ستان تو [illegible] کرد [illegible] صور قیامت اقبال او پیدا می شود ۱۲ سطحه مهندسان جمع مهندس [illegible] بهره [illegible] ۱۲ سطحه در کشیدن بحلق فرو بردن ۱۲

یا همچو یونس آمده بیرون ز بطن حوت ... آفتاده بر کرانهٔ دریا بجثه نزار

در معرض خلافت جهان همچو مرد و زن ... تو منتش در نظاره و خلقی در انتظار

من با خرد بحجرهٔ خلوت نشسته گفتم ... گفتم که ای نتیجهٔ الطاف کردگار

بار این چه نقش بوالعجب و شکل نادرست ... کز کارگاه غیب همی گردد آشکار

آن شاهد از کجاست که این چرخ شوخ چشم ... از گوش او برون کشد این گوشوار

گردون نیازموده که در دست این طراز ... گیتی نزاید که رود دست این سوار

گر جرم کوکب است چرا شد چنین دو تاه ... ور پیکر مه است چرا شد چنین نزار

گفت آنچه بر شمردی ازین جمله هیچ نیست ... دانی که چیست با تو بگویم به اختصار

نعل سمند شاه جهان است کاسمان ... هر ماه بر سرش نهد از بهر افتخار

گفتم که از مدایح ذات مبارکش ... حرفی بگوی تا بودم از تو یادگار

بر عادت کریمان در دامنم نهاده ... درجی چنین که بینی پر در شاهوار

تا زود بهر تهنیت عید بی دریغ ... بر آستان خسرو گیتی کنم نثار

شاه جهان اتابک اعظم که در کفش ... اسلام را ز حادثه پشتی است استوار

---

۱ معرض بیابان ظاهر گردیدن چیزے مجازاً سبب ماه نو موجب خلافت زنان و مردان جهان گشته قومے آنرا می بینند و خلقے انتظار کشیده تا آنرا ببینند ۱۲ ... منقش ... از بازوے ... که اسم ... منقش ... است ۱۲ ... سوار ... در عربی نام ... که بهندی کنگن گویند ۱۲ ... گوشوار ... ۱۲ ... نثار ... کارگاه کارخانه ۱۲ ... شاهد معشوق ۱۲ ... نزار لاغر ۱۲ ... تاش ...

بوبکر بن محمد بن ایلدگز که هست		چون آفتاب قالب سپهر و چو چرخ کامگار

آن بحر مکرمت که ز امداد فیض او		دائم غریق نعمت او هست روزگار

وان قطب منزلت که سپهر و ستاره را		همواره گرد مرکز حکمش بود مدار

چون مشتبه شود جهت کعبهٔ نجات		جز سمت درگهش نکند عقل اختیار

آن را که قهر تربیت او عزیز کرد		ابرام آسمان نتواند کرد خوار

وان را که از حدیقهٔ لطفش گلی شکفت		دوران روزگار نیارد نهاد خار

ای خسروی که پای تو از روی ملک دین		هر دم به آستین کرم بسترد غبار

آن کس که یک قدم ز شعیبات مست شد		تا نفخ صور نشکندش از سر خمار

بنشان بپای حزم که پیش از تو کس نشد		بر ابلق زمانه بدین چابکی سوار

بگشای دست عزم که کس را نیوفتاد		در مرغزار ملک بدین فربهی شکار

[illegible]

گیتی به نزد جود تو خاکیست بی محک — خورشید پیش رای تو نقدیست کم عیار[1]
پیش از طلوع کوکب عدل تو آسمان — ق هرگز یمین منطقه[2] نشناخت از یسار
در سایه‌ای که دهر بود شبه همسر گهر — در باغ ملک بود که و همسر خیار
زان لحظه باز کار جهان انتظام یافت — کاندر پناه جاه تو آمد به زینهار
تا روزگار خطبهٔ اقبال تو نخواند — ممکن نبود عالم شوریده را قرار
در حسب حال خود سخنی چند داشتم — لیکن برین یکی کلمه کردم اختصار
کای آفتاب ملک زمین نور را مگیر — ای سایهٔ خدای زمین سایه برمدار
تا از برای نظم ممالک درین جهان — کس را درون پردهٔ تقدیر نیست بار
دوران دولت تو که نظم جهان ازوست — بادا چو نظم من ابدالدهر پایدار
ملک تو همچو نعمت فردوس[3] بی زوال — عمر تو همچو مدت افلاک بی شمار

در مدح ملک نصرة الدین در تهنیت نشستن بر مسند ابوبکر بن محمد

سپیده دم چو زند ابر خیمه در گلزار — گل از سراچهٔ[4] خلوت زند شکفته بار
زراعت دل هوا حکم جانور گیرد — اگر به نوک قلم صورتی کشند نگار
ز نای خارکن[5] از عندلیب نیست عجب — که در تمنی سرو کارش نبود جز با خار

---

۱ قلب (کهوتا) ۱۲ ـ ۲ منطقه ببینید حواشی قصیدهٔ سوم ـ تیار چپ ـ ۳ فردوس معرب پردوس بهشت باغ ـ ۴ سراچه خلوت خانهٔ تنهائی ـ حصه ایوان ۵ نوای خارکن نام نوای عندلیب بلبل و موسیقی از موسیقی ۱۲ ـ ۶ بدانا بازنب آمدن کنجاست ۱۲ ـ ۷ تند کشیده ۱۲ ـ ۸ گل از خلوت برآمده جلوه نماید ۱۲ ـ ۹ نگار بمعنی نقش ۱۲ ـ ۱۰ عندلیب عنادل جمع ـ ۱۱ سروکار کنایه از معامله بودن و افتادن عمل ۱۲

چه فائده است که مرغان همه زنند نوا — چه سود چیست که گلها همی کنند شمار
هنوز سرو سهی در نیامده است برقص — چرا نشست ز دون خوش برآمدست چنار
عروس باغ مگر جلوه می کند امروز — که باد غالیه سا است و ابر لؤلؤ بار
کلیم وار ز شاخ درخت بلبل را — فروغ آتش گل کرد عاشق دیدار
هنوز ناشده سوسن ز نیّر آزاد — دراز کرده زبان چون مسیح در گفتار
چمن هنوز لب از شیر ابر ناشسته — چو شاهدان خط سبزش دمید گرد عذار
نهاده نرگس رعنا بخواب مستی سر — هنوز ناشده از چشم او نشان خمار
جهان بدین صفت از خرمی مجلس شاه — درو چنانکه در اثنای سال فصل بهار

۵۴ نوا زدن سرائیدن است ۱۲ ۵۵ شمار اوّل بمعنی حساب و بمعنی دوستی و محبت ۱۲ ۵۶ رقص پاکوفتن — چنار درختی است که برگش بصورت پنجه باشد — هنوز سرو سهی برقص در نیامده است چنار چرا خوش برآمده است که دست زنند ۱۲ ۵۷ جلوه خود را بنمود — عروس کسی را گویند — غالیه خوشبوئی است مرکب از مشک و عنبر و غیره آنها — گویند معاویه خوشبوئی ترتیب داد و بسبب خوبیت کنیت غالیه است معاویه بزبان آورد این غالیه دگران بها است) از آن روز این نام شهرت یافت ۱۲ ۵۸ کلیم لقب حضرت موسیٰ که بر کوه طور بخداوند تعالیٰ حرف میزدند حضرت موسیٰ در وادی ایمن بطلب آتش می رفتند تا آنکه بالای کوه طور رسیدند ندای شنیدند که این جلوه جمال الٰهی است آتش نیست پس از آن حضرت موسیٰ استدعا نمودند که الٰهی روی خود بنما جواب شنیدند لن ترانی یعنی تو مرا هرگز نتوانی دید — فروغ آتش گل از شاخ درخت بلبل را همچو موسیٰ کلیم الله عاشق دیدار کرده است ۱۲ ۵۹ سوسن را بزبان تشبیه می دهند و صفتش ده زبان وصف زبان را کرده اند — حضرت عیسیٰ در عهد طفولیت گویا حرف می زدند — سوسن هنوز در عهد طفولیت است که مثل حضرت عیسیٰ در گفتن زبان دراز کرده است گویا گشته است ۱۲ ۶۰ چمن تا اکنون از دایه ابر شیر می خورد خط سبزه گرد رخسارش مثل شاهدان خط دمیده است ۶۱ نرگس شوخ هنوز بیدار نشده از چشمش نشان خمار پیدا نشده مستی سر نهاده یعنی از اثر باد بهار نرگس شوخ مست گشته است بیدار نشده که از آن نشان مستی آشکارا شود ۱۲

ز مجلسی است سپهر بسیط کز مطلع او — بتابد اختر عصمت ابا عشیه صد بار
ولیس ترنم و الحان مطربان در وی — همیشه منتظر فلک پر نوای موسیقار
سکنه گان ز نهم در حریم حضرت او — کز احتیاج نی فلک هست پر ز آزار
زمانه زهره تحسین زند چو مدحت شاه — بگوش بار رسد از لفظ راوی اشعار
بحکم خدمت و طاعت بجای سرهنگان — ملوک صف زده بر درگهش یمین و یسار
نشسته خسرو گیتی بدین طالع سعد — فراز مسند شاهنشهی سلیمان وار
خدایگان ملوک زمانه نصرة دین — که مهر و ماه ز فرمان او کنند مدار
جهان گشای ابوبکر بن محمد آنکه — به یک پیاده کند دفع صد هزار سوار
ز خاک مجلس او بوی شبه خلد همی آید — چنانکه نکهت عنبر ز طبله عطار
درین چنین سپه وقتی کسی نهان مجلس — به اختیار ندارد توان سخن بگذار
زمانه تهمت بدعهدی نهاد مرا — که شد ز درگه فرماندهٔ جهان بیزار
کسی که او نه بود آگه از عقیده من — گر این سخن شنود باورش کند ناچار
مرا چو فخر بعلم است و آن علامت عقل — کنون کجا برم این ننگ چون کشم این عار

۱؎ موسیقار نام سرودیست و نام مرغی که آن را بهندی دیپک گویند بقول بعض علم موسیقی از آوازهای آن جانور اختراع کرده شده در منقار آن مرغ سوراخهای باریک بسیار باشد و هنگام آواز کردن صداهای گوناگون از آن سوراخها بر می آید ۱۲ ۲؎ حریم چار دیواری ۱۲ ۳؎ راوی کسیکه بدربار شاهان قصائد چند شعرا همی خواند ۱۲ ۴؎ ترنم سرود ۵؎ الحان آواز خوش ۱۲ ۶؎ سرهنگان جمع سرهنگ سردار و سپاهی ۱۲ ۷؎ نکهت بوئے خوش ۱۲

مجال صبر کجا ماندم چو در حق من ‌‌ ‌ زمانه بر سر باطل نماید این اصرار

طمع مدار که کفار بشکنند صلیب (چلیپا ۱۲) ‌ ‌ بس است این که نه بندند مؤمنان زنار

بهای پیشها امروز در زمانهٔ توئی ‌ ‌ که روزگار به عهد تو دارد استظهار

فلک ز جاه تو افراشت پشت پیشه ‌ ‌ ستم ز عدل تو آورد ره بسوی دوار

زمانه دست ترا دید ضامن ارزاق ‌ ‌ ستاره تیغ ترا یافت قاطع اعمار

شها بر کسب تو کیمیای معتبرست (رزق بهیا ۱۲) ‌ ‌ که گشت سکهٔ خورشید از تو تمام عیار (زریزه بریشتا ۱۲)

کسی که عز قبول تو یافت در عالم ‌ ‌ بچشم همت وی هست ملک بس خوار

قرار بود نبوده در فراق حضرت تو ‌ ‌ هنوز کار مرا با فلک نداده قرار

ز سه سال که و باغ عمر بنشاندم (اشتیاق ثلث تو دارد ۱۲) ‌ ‌ یکی هنوز ز تخمم نیافته است بار

زمانه تا ندهد داد فضل و دانش من ‌ ‌ چگونه دست بدارم ز دامنش زنهار

چه وقت عزلت و هنگام انزوا است مرا ‌ ‌ ترا نه دور بتیغ ز گنبد دوار

هنوز تیر بیش سلاحم خمیده بر سر دوش ‌ ‌ بجای غاشیهٔ همت ماه غاشیه دار

هنوز از پس پشتم حمائل چو ترا ‌ ‌ نکرده بر سر شمشیر نیکوان ایثار

مجال صبر ... چون در حق من این اصرار بر سر باطل نماید یعنی تمنا باشد که ... بر سر بارگاه ... [illegible]
گذاشته ام ۱۲ ... مرا مجال صبر کجا ماند ... طمع ... [illegible]
از ... زنار را ... [illegible] ۱۲ استظهار ... [illegible]
... شدن ۱۲ ... تمام عیار ... کامل ... [illegible] ... گوشهٔ ... ام ... هنگام ...
... [illegible] ... فلک ... کرده ام ۱۲ ... [illegible]

سر از لب ار بشناسم چه گوهر گیرم | نعوذ بالله از هم اندیشم سر و کار
بدان خدای که ذات اوست آسمان و زمین | همه گرفته به پاکی ذات او اقرار
بدان قدیم که در عهد او نقش بنیاد | جهان نبود و شد بود از جهانیان آثار
چو آسمان و زمین را بنا بپرداخت | بکرد ایشان و بنداشت نقش از دستار
چو آدمی و پری را پدید کرد ز خاک | برآمد از دل هر یک هزار ناله زار
چنان به هشت در او را گشاد [illegible] | که هر که یافت درو در همه شکست اقرار
چنان ز نور [illegible] صورت عالم | که خیره گشت در او دیده اولوالابصار
به صنع حق که پدید است در همه آفاق | که از پی شب و روز ایستاده چون طیار
درختی که پدید است باغ فطرت را | بحسن قامت چون سرو و رخ چو گلنار
بمیوه که درو کرده [illegible] | دل خدای شناس و زبان شکرگزار
بدان شجر که به یک ابر و بادی [illegible] | دهد چو شیر درختان [illegible]
بدان کریم که چون باد [illegible] | کند به صنعت او [illegible] نوبت اشجار
بدان تصور که یک نقش [illegible] | هزار نامه عصیان چه [illegible] استغفار

[illegible] آن [illegible] شود [illegible] با صطلاح [illegible] که واقع می شود [illegible] کرده [illegible] شود [illegible]
[illegible] باصطلاح [illegible] انداز [illegible] شود [illegible]
[illegible] که باغ فطرت [illegible] چون سرو [illegible] گلنار [illegible]
[illegible] خداوند تعالی [illegible] چنان [illegible]
[illegible]

بدان کریم که گر حصر نعمتش طلبی | شمار آن نتوان کرد تا به روز شمار
چو دست حکمت او طے کند سجل وجود | نه از دیار نشان ماند و نه از دیار
چو خطبهٔ لمن الملک بر جهان خواند | برون برد ز دماغ جهانیان پندار
بدان زلازل هیبت که در شبانگه عمر | کند ز مستی غفلت نفوس را هشیار
بدان منادی عزت که در سحرگه حشر | کند ز خواب عدم کائنات را بیدار
به تحفهای کرامت که از دریچهٔ غیب | در افگنند بهشتی به دامن اخیار
به فیضهای عنایت که در مقابل آن | به نیم ذره نسنجد بضاعت ابرار
به گنج نامهٔ حکمت که سر تا و بیشش | کسی نداند بیرون ز عالم الاسرار
به مهر درج نبوت که آن ودیعت را | نبود هیچ امینی چو احمد مختار
به صبح صادق رسالت نکرده بود طلوع | که کرد عکس جبینش جهان پر از انوار
بدان سکینهٔ عصمت که کرد خرسندش | به پرده داری یک عنکبوت بر در غار

لمن الملک الیوم امروز ملک ملک کیست هست روز قیامت خداوند تعالی ندا کرده به جهانیان کرده فرماید ۱۲
سکینه آرام و آسایش عصمت پاکدامنی چون رسول خدا صلعم خواستند که از مکه به مدینه هجرت کنند به سبب آنکه بیرون آمدند با ابوبکر صدیق رضی الله عنه در غار ثور رفته پنهان شدند تا کفار قریش در پی ایشان آمدند
دران وقت عنکبوتی تنه بر روی غار تنید تا قریش گمان نکنند که درین جا کسی پنهان شده است ۱۲
و به جای آن سید صورت حال دیده بازپس گشتند ۱۲ روز قیامت ۱۲ دیار باشنده ۱۲
کائنات مخلوقات ۱۲ ابرار نیکوان ۱۲ بیرون از عالم الاسرار ۱۲ ودیعت امانت ۱۲
در حدیث آمده است اول ما خلق الله نوری و الخلق من نوری یعنی اول چیزی که خدا آفرید نور من بود و خلق را
از نور من آفرید ۱۲ عنکبوت عنکب ۱۲

بدان همای سعادت که رحمت ازلی — فگنده سایهٔ او بر مهاجر و انصار
بحرمت قدم صدق آن جوانمردان — که کس نبرد بر ایشان سبق درین مضمار
بنور طلعت خسرو که آسمان گستاخ — نظر برو نتواند گماشتن ز وقار
بچار بالش قدرش که چرخ آورده اند — دو سایبان سپید و سیاه لیل و نهار
بدان بلارک گوهرفشان که در کف شاه — بسان شعلهٔ نارست در میان بحار
بدان سمند زمان سرعت زمین پیمای — بدان کمند سپهر افگن و ستاره شکار
بحق این همه سوگندها که از عظمت — بر آسمان و زمین حمل آن بود دشوار
که چشم من بجهان آن زمان شود روشن — که آستانهٔ شه بسترم به چهره غبار
خدایگانا گر کشف حال من بکنی — ز صدق هر چه بگویم یکی بود ز هزار
در ترا همه شرق و غرب نقد و شمم — که خاک تودهٔ قالی ندارد این مقدار
ز خدمت تو چه شاغل بود مرا بجهان — کدام خویش و تبار و کدام ملک و عقار
نصاب مایهٔ من دانش ست میدانی — که این متاع نیرزد بجوی درین بازار
ز حضرت سبب غیبتم همین بود ست — که بوده ام بدل آزرده و بتن بیمار
چه داغها که ز چرخم نشسته بر سینه — چه اشکها که ز چشمم دویده بر رخسار

سله مهاجر کسانی که با رسول خدا صلعم از مکه به مدینه هجرت کردند و انصار کسانی که چون رسول خدا صلعم به مدینه رسید ایشان را نصرت رسول خدا صلعم کردند ۱۲ سله مضمار میدانی که در آن اسپان را دوانند ۱۲ سله نصاب مقدار مال که بر آن زکوٰة ادا کردن واجب باشد و در فارسی اکثر بمعنی مال و در دوم سرمایه مستعمل می شود ۱۲ سله بلارک شمشیر جوهر دار ۱۲

هنوز در بهم آن مانده ام که چون افتد — ز موج حادثه کشتی عمر من به کنار

اگر ز خوف و رجا در تحیّرم زانست — که پای بر سر گنجست و دست بر دم مار

مرا شکایت بسیار و شکر اندک هست — اگرچه می نزنم دم ز اندک و بسیار

میان عالم و جاهل تفاوت این قدر است — که این کشیده عنان باشد آن گسسته مهار

قدم ز دائره بیرون نمی نهم آخر — به سر بگرد جهان گشته گیر چون پرگار

به روز درس ثنای تو می کنم تعلیم — به شب وظیفهٔ مدح تو می کنم تکرار

به سوی سدره[۱] ز من مرغ طاعتی نپرد — که رقعهٔ نبرد از دعات در منقار

دراز می شود این ماجرا و می ترسم — که از ملالت خاطر کسی کند انکار

ز بهر خسرو ازین پس دعای دائم — که باد تا ابد از جاه و عمر برخوردار

در مدح نصرة الدین ابوبکر بن محمد

ایزد چو کارگاه فلک را نگار کرد — از کائنات ذات ترا اختیار کرد

نه نی هنوز کاف کن از نون[۲] خبر نداشت — کایزد رسوم دولت تو آشکار کرد

اوّل ترا یگانه و بی مثل آفرید — وانگه سپهر هفت و عناصر چهار کرد

طبع زمان که حامل امر تو خواست شد — همچون عنان فرخ تو بیقرار کرد

جرم زمین که مرکب ملک تو خواست شد — همچون رکاب عالی تو پایدار کرد

---

۱ سدره نام درختے که بر آسمان هفتم است و آن نشیمن حضرت جبرئیل است ۱۲ ۲ هنوز کاف کن با نون مخلوط نگشته یعنی امر کن واقع نشده یعنی پیش از روز ازل خداوند تعالی رسوم دولت ترا آشکارا کرده است ۱۲

هر جا که در محیط فلک رخنه‌ای فتاد — آن را به عدل شامل تو استوار کرد

دست و زبان خصم تو هنگام قول و فعل — همچون زبان سوسن و دست چنار کرد

عالم به قدر دولت تو ابتهاج یافت (شادمانی ۱۲) — آدم به ذات نسبت تو افتخار کرد

مفتی عقل اگرچه دم اجتهاد زد — در ملک و دین به فتوی رای تو کار کرد

قاضی چرخ را که لقب سعد اکبر است — نام تو بر نگین سعادت نگار کرد

دولت عنان ملک به دست تو باز داد — و اقبال بر براق مرادت سوار کرد

هر گوهر مراد که در درج چرخ بود [۱] — در پای دولت تو سعادت نثار کرد

تیری که همت تو گشاد از کمان حکم — از پشت هفت جوشن گردون گذار کرد (هفت طبقات فلک ۱۲)

تیغت که باغ ملک بر آتش نهاده اند — روی زمین ز خون عدو لاله‌زار کرد

با زور بازوی تو معترف شد بافترا [۲] (اقرار کننده ۱۲) — آن کس که وصف رستم و اسفندیار کرد

بس پیل مست را که نهیبت فرو شکست (بهیبت ۱۲) — بس شیر شرزه را که شکوهت شکار کرد

هر کس که بر ضمیر تو گردی نشست ازو [۳] — در حال گردش فلکش خاکسار کرد (غضبناک ۱۲)

وان را که با تو وحشت و کین در میان نهاد [۴] — دوران روزگار مرادش کنار کرد

خورشید زیر سایهٔ عدلت پناه جست — گردون به گرد مرکز حکمت مدار کرد

---

[۱] سعادت مراد را که در آسمان بود به دولت تو نثار کرده است ۱۲ [۲] اے مقابل زور بازوے تو هر کسی که وصف رستم و اسفندیار کرد معترف شده و اقرار به کذب بیانی خود کرد ۱۲ [۳] هر آن کس که از وی بر ضمیر تو ملالی رسیده فوراً گردش فلک آن را خاکسار کرده است ۱۲ [۴] دوران روزگار آن کس را که با تو وحشت و دشمنی داشته اند مراد خویش جدا کرده است ۱۲

چشم فلک ندید و نبیند به عمر خویش | آن لطفها که در حق تو کردگار کرد
از یمن عهد و دین که بپا داشت فتح او | هم دولتت کند که چنین صد هزار کرد
۱ چون مصطفی به وعدهٔ نصرت وثوق داشت | عیبی نبود اگر دو سه روز انتظار کرد
این دست بسته را تو گشادی که عاقبت | آن کس که بود تعبیه استاد وار کرد
۲ تا خیل تو امان چه بود پیش از آنکه ملک | آن را دهد خدای که دین را حصار کرد
شمشیر بی‌تقاضی حیدر از آسمان نه بود | پشتی دین حق لقبش ذوالفقار کرد
این دین عزیز کردهٔ تائید ایزد است | هرگز به مکر شعبده نتوانش خوار کرد
بادت امان ز حادثهٔ روزگار از آنکه | عدل تو دفع حادثهٔ روزگار کرد

۳ در مدح نصرة الدین ابوبکر بن محمد فی تهنیت عید

صبح دگر از مشرق اقبال بر آمد | در گلشن ایام نسیم سحر آمد
۴ چون کوکبهٔ عید به آفاق رسیده | در باغ سعادت گل شادی به بر آمد
آن وعده که تقدیر همی داد وفا شد | وان کار که ایام همی خواست بر آمد
آسوده جهان از تف خورشید حوادث | چون در کنف عدل شه دادگر آمد

---

۱ چنان که مصطفی صلعم بوعدهٔ نصرت ایزدی که پیش از فتح مکه بظهور آمده یقین داشته اگر دولت تو دو سه روز انتظار کرد تا عهد وفائے دین وقع شود عیبی نبود ۱۲ ۲ پیش ازانکه تو دشمن دین را اگر نگذاشتی برائے وے امان چگونه بود در پناه حمد الله تعالیٰ ملک آن را دهد که دین را حصار خویش سازد ۱۲ ۳ در کتاب مولوی بهادر علی صاحب این مطلع یافته نشد و مطلعی که بکتاب مولوی صاحب ممدوح دیده شد این است ۴ چون کوکبهٔ عید به آفاق بر آمد در باغ سعادت گل دولت به بر آمد ۵ کار دشوار ۱۲

اقبال غلامانه میان بسته بخدمت | در بارگه خسرو جمشید فر آمد
فرمانده شاهان جهان اعظم اتابک | کز صدمت تحریش فلک از پای در آمد
شاهنشه ابی بکر محمد که جهان را | از حضرت او مژدهٔ عدل عمر آمد
آن شاه جوان بخت و جهانگیر که گردون | در موکب او همچو زمین پی سپر آمد
بنهاد به پیشش کله و کمر بست | هر شه که سزاوار کلاه و کمر آمد
نام و لقب و کنیت عالیش خرد را | در کام چه شیرینی شهد و شکر آمد
شاهی که ز دوخته ایام بقد تو قبائی | کوتاه نه همین طاق فلک آستر آمد
در طلعت تو نور الٰهی بعیان دید | آن کس که ز انوار خرد بهره ور آمد
زان سینه تهی کرد کمانت که عدو را | هر تیر که انداخت همه بر جگر آمد
شمشیر تو در ظلمت شبهای حوادث | چون پرتو خورشید و طلوع سحر آمد
اقبال تو زیر و زبر چرخ بپیمود | در چشم جلال تو همه مختصر آمد
جود تو چو بخشش کف جهان جمله بهم کرد | بر مائدهٔ همت تو ماحضر آمد
توقیع همایون تو بر صفحهٔ منشور | خطیست که در گرد عذار ظفر آمد

---

۱۰ موکب لشکر (جمع مواکب) پی سپر پامال ۱۲ ۱۱ کلاه پیش کسے نهادن کنایه از اظهار عجز و فروتنی کردن۔ کمر بستن آماده و مهیا برائے کارے شدن و خدمت کردن ۱۲ ۱۲ کمان تو از آن سینهٔ عدو را تهی کرده است که هر تیر که آن انداخت همه بر جگر عدو رسید ۱۲ ۱۳ جود بخشش بهم کردن آمیختن۔ مائده خوانے که پر از طعام باشد۔ ماحضر آنچه از طعام وقت آمدن مهمان بخانهٔ مهمان باشد۔ طعامے که بے (بے تکلف) تیار شد ۱۲ ۱۴ توقیع نشان کردن بادشاه بر نامه منشور فرمان شاهی برائے لطف و عنایت۔ عذار رخساره ۱۲ ۱۵ خط دوم که بعد از الصاق تحریر تمام دارد

سر بر خطِ حکمِ تو نهد هر که یکی روز | در دایرهٔ حکمِ قضا و قدر آمد

بر درگهِ تو تیرِ فلک چرخ زنان ست | زان روز که پروانهٔ ملکت بدر آمد

از بهرِ تماشای تو پرداخت زمانه | چندان که ز آفاق ترا در نظر آمد

در عرصهٔ میدانِ تو افزود سعادت | آن خطه که جولانگهِ شمس و قمر آمد

خصمت که پرستندهٔ سُمِّ خرِ عیسی ست | اندر نظرِ عقل چو دنبالِ خر آمد

بر بوک و مگر عمر بسر برد حسودت | وز حادثه بر جانش مفاجا خطر آمد (ناگهانی ۱۲)

آن مایه بدانست که بر هیچ نیاید | هر کار که در معرضِ (جای ۱۲) بوک و مگر آمد

شاها منم آن کس که به مدحِ تو زبانم | چون صفحهٔ تیغِ تو سراسر گهر آمد

تو شاهِ هنرپرور و من بندهٔ هنرمند | این هر دو به یک بار چرا بی اثر آمد

دورانِ فلک سخرهٔ فرمانِ تو بادا | کز عدلِ تو دورانِ حوادث بسر آمد

بگذار چنین عهد هزاران که جهان را | هر لحظه ز اقبالِ تو عیدی دگر آمد

در مدح مظفرالدین قزل ارسلان

شرحِ غمِ تو لذتِ شادی بجهان دهد | ذکرِ لبِ تو طعمِ (مزه ۱۲) شکر در دهان دهد

---

۱۵ سر بر خط حکم نهادن اطاعت نمودن. هر که در دایرهٔ حکم قضا و قدر آمده (آفریده شده) یکی روز اطاعت تو نماید ۱۲ ۱۶ تیر فلک عطارد چرخ زنان گردش کنان ازان روز که پروانهٔ ملک تو بر آمده عطارد به درگه تو گردش می کند بجای تیر اگر تیز باشد آن بهتر بود ۱۲ ۱۷ چندانکه از آفاق در نظر تو آمده است زمانه آنرا برای تماشای تو آراسته کرده است که تو آنرا به بینی ۱۲ ۱۸ گردش آسمانی مطیع فرمان تو باشد زیرا که از انصاف تو دوران مصائب به پایان رسیده است ۱۲ ۱۹ [illegible] بوک و مگر امید و بیم ۱۲ ۲۰ خلاف [illegible] ۱۲

طاوس جان بجلوه درآید ز خرمی | چون طوطی لبت بشکر زبان دهد
شمعیست چهرهٔ تو که هر شب ز نور خویش | پروانهٔ ضیا بمه آسمان دهد
خلقی ز پرتو تو چو پروانه سوختند | کس نیست کز حقیقت وصلت نشان دهد
زلفت بجادوئی ببرد هر کجا دلیست | (ق) وانگه بچشم و ابروی نامهربان دهد
هندو ندیده ام که چو ترکان جنگجوی | هر چه آیدش بدست به تیر و کمان دهد
جز زلف و چهرهٔ تو ندیدم که هیچ کس | خورشید را ز ظلمت شب سایبان دهد
مستقبل کسی بود که خورشید عارضت | هجران تو بسایهٔ زلفت امان دهد
گر در رخم بخندی برمن منه سپاس | کین خاصیت همی رخ چون زعفران دهد
وقتست اگر لب تو بسیم مزوری | بیمار عشق را شکر ناروان دهد
با چشم و آب دیده که سقای کوی دوست | صد مشک ازین ترابه بیک تای نان دهد
آن بخت کو که عاشق رنجور زار تو | بار این دل ضعیف و تن ناتوان دهد
وان طاقت از کجا که صد آه و درد دل | در بارگاه خسرو خسرونشان دهد
فریاد من بظلم گردون گذشته نیست | امکان آن که تهمت آن آستان دهد

---

۱ چون لب تو شکر بیان کند جان تو آن را شنیده شادمان شود ۱۲ ۲ گویند زعفران زار را اگر کسے ببیند آن را بے اختیار خنده بگیرد ۱۲ ۳ مزور آنچه از قسم غذا برائے تسلی بیمار پزند دریں جا مراد از تسلی بیمار است ۱۲ ۴ آستان تو آن چنان بلند واقع شده که فریاد من با آن که از افلاک درگذشته نتواند که آن آستان را در جستن و برائے بدان آستان برسد ۱۲ ۵ ببان کند ۱۲ ۶ دریں جا کنایه از زلف ۱۲ ۷ بدست آیدش او را حاصل شود ۱۲ ۸ تیر کمان چشم و ابرو ۱۲

نه کرسی فلک نهد اندیشه زیر پای — تا بوسه بر رکاب قزل ارسلان دهد
در موقفی که چون دم روح القدس زند — نصرت بهای رایت او در روان دهد
تیغش ز کلهٔ سینه مغز دشمنان — نسرین چرخ را چو هما استخوان دهد
بیرون ز کائنات پرد صد هزار سال — سیمرغ وهم تا ز جنابش نشان دهد
در برگ ریز عهد عدو صرصر اجل — نوروز را طبیعت فصل خزان دهد
اطراف باغ سینه که از تیغ آبدار — از خون کشته رنگ گل ارغوان دهد
تردامنی شمشیرش از شعبهٔ خاصیت — رنگ از بردلان چو جوشن دیگر ستوان دهد
راه نجات بسته شود بر عدو چنانکه — مرگ از حذر عنان به ره کهکشان دهد
شمشیر گرانی ار کند خصم او به عمر — بازوش وقت حمله گرز گران دهد
ای خسروی که حفظ تو هنگام اهتمام — گوگرد را ز صولت آتش امان دهد

ف رکاب قزل ارسلان با اینچنان بلند واقع شده که اگر اندیشه خواهد که بوسه بر آن زند باید که نه کرسی فلک را زیر پای بگذارد تا بلند گشته بر آن جا برسد ۱۲ ف جائی که ممدوح ما چون روح القدس دم زند و مردگان را زنده کند نصرت بهای رایت او که صورتش بر رایت او کشیده است روان بخشد و جاندار گرداند ۱۲ ف گوید هما استخوان بخورد ۱۲ ف وهم توقیت که چیزی را که نابوده را موجود گرداند وهم اگر خواهد که نشان آستانهٔ ممدوح دهد باید که صد هزار سال بیرون از همه مخلوقات بپرد تا بدانجا برسد ۱۲ ف یعنی مرگ در فصل خزان عمر دشمن تو نوروز موسم بهار را بجای طبیعت و خاصیت و هر که فصل خزان را باشد یعنی مرگ ... ۱۲ ف بر دشمن تو راه نجات اینچنان بسته شود که مرگ هم ترسیده از راه کهکشان دوانده (یعنی مرگ هم ... که دشمن را مجال بسته دهد) ۱۲ ف خصم او به سر گرانی دلیری اگر به عمر کند وقت حمله بازوی ممدوح گرز گران را حواله کند (یعنی بازوی ممدوح غرور دشمن را پامال کند ۱۲ ف یعنی برنگشتن از صولت آتش امان دهد ۱۲

هرجا که رایت از در تدبیر در شود | تقدیر بر دسیادهٔ حکمش مکان دهد
پیر است چرخ و اختر بخت تو نوجوان | آن به که پیر نوبت خود با جوان دهد
فر همای سلطنت آن را بود بحق | کش جیش حکم تو بسایهٔ چتر آشیان دهد
هر آهنی که بر سر چوبی کنند راست | چون رمح تو چگونه قرار جهان دهد
اعجاز موسوی نبود هر عصا کسی | چوب شعیب وار به دست شبان دهد
صد قرن ازین جهان گذرد تا زمام ملک | اقبال در کف چو تو صاحب قران دهد
در رزم رستمی تو و در بزم حاتمی | گردون ترا عنان و قدح بهر آن دهد
با خنجر ار زنی چو به پشت قدح نهد | ور زهر کین کشی چو به دست عنان دهد
هر کو چو تیغ با تو زبان آوری کند | قهرت جواب او به زبان سنان دهد
در گرد بارگاه تو کیوان شب یتاق | تا روز بوسه بر قدم پاسبان دهد
شاها خلائق از تو عزیزند و توانگرند | درویشیم سترد که به دست تو آن دهد

سله شعیب علیه السلام پیغمبری بوده که دخترش را به زنی موسی داده - موسی گوسفندان شعیب را چندی چرانید و در آن وقت شعیب موسی را چوبی داده تا از آن گوسفندان را فراهم آرد - وقتی که موسی بر کوه به طلب آتش رسید و پایهٔ نبوت یافت - آن چوب موسی در دست داشت حسب فرمان الهی آن را بر زمین انداخت اژدها گردید باز آن را برداشت - چوب گشت - این معجزه به موسی کرامت کرده شده ۱۲ سکه صاحب قران کسی که وقت قران السعدین زاید یا نطفه اش در بطن مادر قرار یابد ۱۲ سله یتاق بیا کیوان را هندوی فلک هم گویند - در زمان قدیم یتاق را هندوان پاسبانی گفتندی ۱۲ سکه ای خلقت را از تو عزت و مال یافته اند این هزار دست و در هستی مرا بسیار و نعمی خوار گردانید ۱۲ سه ای حاکم گردانید ۱۲ سه بهر ایراد ساقی سه از محبت دشمنی را پامال کنی ۱۲ لله زبان آوری تیز زبانی ۱۲ صه بروان خواری ۱۲

پوشیده زهره جامهٔ زربفت و مشتری — محتاج خرقه ایست که در طیلسان[1] دهد

در عهد چون تو شاه که از فضله سحاب[2] — دستور چرخ راتب[3] دریا و کان دهد
(وزیر ۱۲)

شاید که بعد خدمت سی ساله در عراق — نامم هنوز خسرو مازندران دهد

تا آسمان چو کسوت شب را رفو کند — گاه از شهاب سوزن و گه ریسمان دهد

بادا چنان که کسوت عمر ترا قضا — یکسر طراز مملکت جاودان دهد
(۱۲)

در مدح مظفر الدین قزل ارسلان

با غمزه تو تیر جفا در کمان نهاد (خطاب به معشوق ۱۲) — چشم تو رسم خیره کشی در جهان نهاد (متعارف کرد ۱۲)

بس جان نازنین که بلا را نشانه شد — زان تیرها که غمزهٔ تو در کمان نهاد

صبری که در میان غمم دستگیر بود — از دست محنت تو قدم بر کران نهاد

فکری[4] که چشم عقل بپوشد ز تیرگی — دست زمانه در سر زلفت عنان نهاد

و اندیشه که گم شود از زلف در ضمیر — گردون بپرداز پا که رست در میان نهاد

پرورشت دیده که تا کی وفا شود — آن وعده‌ها که لطف تو در گوش جان نهاد (پوشیده ۱۲) (ظاهر کرد ۱۲)

در خط شوم ز سبزی خط تو هر زمان[5] — تا لب چرا بران لب شکرفشان نهاد

سر سبزی[6] نگر ز غیرت زلفت که از چه روی — سر بر کنار تازهٔ گل ارغوان نهاد

(در حاشیه: خطاب به معشوق ... ۱۲)

سله[1] طیلسان نوعی از ردا و فوطه که عربان و خطیبان و قاضیان بر دوش اندازند ۱۲ سله[2] فضله زیاده از چیزی و در بیع جا [illegible] کنایه از باران است ۱۲ سله راتب قرار گرفته. راتب دریا و کان مراد از زر و جواهر ۱۲ سله[4] دست زمانه فکری را که چشم عقل را از تیرگی بپوشد (یعنی عقل را تیره سازد) در سر زلفت عنان نهاده است ۱۲ سله[5] من از سبزی خط [illegible] [illegible] لب بر لب شکرفشان معشوق نهاده است ۱۲ سله[6] [illegible] سبزی [illegible] سر بر کنار تازه گل [illegible] [illegible] نهاده

زین گونه مشکلات که در راه عشق تست　　دل بر وفای عهد چه مشکل توان نهاد

دانم یقین که نشکند الا ثنای شاه　　قهری که عشوهٔ تو مرا بر زبان نهاد

منت خدای را که بنام خدایگان　　بر چرخ پیر مسند بخت جوان نهاد

دست[1] زمانه گوهر شاهی باقبال نیک　　در آستین حلم قزل ارسلان نهاد

شاه جهان مظفر دین خسرو عجم　　کز فخر پای بر سر هفت آسمان نهاد

در تنگنای[2] بیضه ز تاثیر عدل او　　نقاش صنع پیکر فرخ آن چنان نهاد

قدرش رکاب با فلک اندر رکاب زد　　فرمانش با زمانه عنان در عنان[3] نهاد

ای خسروی که در صفت هیجا ترا خرد　　همتای پیل جنگی و شیر ژیان نهاد

از انتقام عدل تو با ضد خویش کبک　　در چشم باشه و دل باز آشیان نهاد

چشم نهفته صورت قهرت بخواب دید　　سر چون عدوت بر سر زانو ازان نهاد

بر بام هفت قلعهٔ گردون[4] ترا ز شب　　حزم تو پای بر زبر پاسبان نهاد

تو بی قرینی از همه اقران بدین سبب　　نامت زمانه خسرو صاحب قران نهاد

دستت سر مخالف دین را سبک ربود　　زان بارها که در سر گرز گران نهاد

جاه تو اسب بر سر مهر و سپهر تاخت　　جود تو داغ بر دل دریا و کان نهاد

طبع جهان اگر چه پر از شور فتنه بود　　عدل تو باز عادت امن و امان نهاد

---

[1] زمانه باقبال نیک شاهی به قزل ارسلان داده است ۱۲ [2] تنگنا ـ جای تنگ ۱۲ [3] عنان در عنان نهاد برابری کرده ۱۲ [4] بهفت قلعهٔ گردون مراد از هفت طبق فلک

چه سر دست اجل تیر و خیرگی که دهر — در چشم دشمن تو به نوک سنان نهاد

تیر تو سریع است که پیش از زه کمان — تقدیر مژده ظفرش در دهان نهاد

آن سر که چرخ از خط تکلیف برگرفت — در امتثال حکم تو بر آستان نهاد

تا در قبول عقل نیاید که آدمی — دل بر بقای عمر گذشته جاودان نهاد

جاوید زی که نوبت ملک تو از قضا — در دور چرخ فتنه آخر زمان نهاد

در مدح قزل ارسلان فی المدح حسام الدین

سپیده دم چو صبا مژده بهار دهد — دمم هوا مدد نافه تتار دهد

دلی مرا که فراموش کرد عهد وصال — نسیم باد صبا بوی زلف یار دهد

ز راه دیده به هر سو بچه در او فتم که بجهد — خیال را سوی بالین من گذار دهد

ز دست ناخوشی آن کس رهاندم کان دم — به دست من قدح صافی خوشگوار دهد

ز گرمی طبعی من باشد اندرین مه وقت — هوا مشعران را اگر در سر خمار دهد

کنون چو سرو سهی هر کجا که آزاد است — عنان لهو و طرب سوی جویبار دهد

سطر ۵ دهر خیرگی که در چشم دشمن تو به نوک سنان نهاده است آن چه سر دست اجل دفع نکند (یعنی مرگ خیرگی چشم دشمن را البته دفع توان کرد) سطر ۵ نسیم باد صبا دلم را که عهد وصال فراموش کرده است بوی زلف یار می دهد سطر ۵ من از این که خیال کریم از آنکه دیده به موج در افتم که اگر خیال خواهد که شب به بالینم گذر کند پس آن موج بعد و جهد تمام خیال را گذار دهد که شب به بالینم گذر کند سطر ۵ آن کس مرا از دست ناخوشی رهاند که بهر وقت به دستم باده صاف و خوشگوار بدهد سطر ۵ اگر دوستداران وقت پاکیزه خمار در سر پیدا کنند آن از گرمی طبع من بوده باشد سطر ۵ دم هوا آتش مهوا که از سندی چهره گریه سطر ۵ سپیده و طرب سرو چو عیار از اندیشه براست جویبار لهو و طرب بکند

بغنچه‌زار نگه کن که هر وشش گوئی
(سبزه زار ۱۲)
زمانه خلعتِ دیبای سبزکار دهد

هم از کرامتِ مرغانِ صبح‌خیز بود
که خضر جلوهٔ اخضر به سبزه‌زار دهد

مرا شگوفه خوش آید که ابتدای بهار
زمانه را به نوی زینت و نگار دهد

نه همچو گل که چو در مهدِ غنچه بنشیند
دو هفته دگر از باد انتظار دهد

پس از شگوفه چمن جای ارغوان باشد
گل است کو به تو جای خود بخار دهد

شگوفه را بود آن برگ کآن به سرِ شاخ
قرار گیرد تا گل ز غنچه بار دهد

خوشا که یارِ چمن در میانِ سبزه و باغ
به وقتِ بوسه مرا وعدهٔ کنار دهد

ز عکسِ چهرهٔ او تازه نقش‌بندِ بهار
دلا دوسه به گلستان و لاله‌زار دهد

سحابه را ز هوای نثارِ موکبِ گل
جهان ز گفتهٔ من دُرِّ شاهوار دهد

ز بهرِ گوش نفته که مدحِ شاه شنید
ز عقدِ پروین ناهید گوشوار دهد

سرای پردهٔ قوسِ قزح فراز افق
نشانِ طارمِ ایوانِ شهریار دهد

حسامِ دولت و دین آنکه در مقامِ نبرد
قرارِ ملک به شمشیرِ بیقرار دهد

خدیوِ مشرق و مغرب قزل که خاکِ درش
سپهرِ سر زده را تاجِ افتخار دهد

سپهر فرشته در اندازد از طرب چو بضرب
زبانِ خنجرِ او شرحِ کارزار دهد

سله دیبائے سبزکار دیبائے کہ بروئے نقش و نگار سبز کشیدہ باشند ۱۲ سله گوید جائے کہ خضر پائے بر زمین گزارد شگوفہ سبزہ شود ۔ دیبا این ہم از کرامت مرغان صبح خیز باشد کہ خضر سبزہ زار را خلعت سبز پوشاند ۱۲ سله گوئی تو بودن ۱۲ سله سبزہ و گیاہ از ملامت کردہ شدہ ۔ گردن زدہ شدہ ۱۲ سله خوش آید خوش نماید ۱۲ سله فراز بالا ۱۲ سله عقد پروین ثریا ۱۲ سله نبرد جنگ ۱۲ سله چوں واقعات جنگ بیان کند ۱۲

ایا شهی که یمینت بگاه بخشش و جود — بکان و دریا سرمایهٔ یسار دهد
حمایت تو شب تیره را اگر خواهد — ز زخم خنجر خورشید زینهار دهد
بخفت بخت حسودت چنانکه بیداری — زمانه روز و شبش کوک و کوکنار دهد
سنان رمح تو از چرخ سرکشیده چنانکه — سهیل را بستم هیبت جوار دهد
ترا چو دشمن ناکس فرو نیارد سر — همین بود که بپایت بروزگار دهد
میان خلق فراموش چون شود ملکی — که ملک را خلفی چون تو یادگار دهد
دران زمان که بپاداش چشم خصم ترا — قضا به میل سنان سرمهٔ غبار دهد
سپاه بی عددت هیچ آن بود آن روز — که هفت قلعهٔ افلاک را حصار دهد
نهال رمح تو گر جوی تیغ آب خورد — بوقت حمله سر بدسگال بار دهد
سر سپهر ملک عطا داد کردگار ترا — بجای خویش بود هر چه کردگار دهد
ریاضتی بده آن چرخ تند را که بطوع — عنان حکم بدست تو شهسوار دهد
عروس مملکت آن در کنار گیرد تنگ — که بوسه بر لب شمشیر آبدار دهد
ز صد دلیر یکی باشد آنکه توفیقش — حسام قاطع و بازوی کامگار دهد
اگر بنای امل منهدم شود یزدان — ز حفظ خویش ترا حصن استوار دهد

---

۱ یمین۔ دست راست ۱۲ ۲ یسار در بنجا معنی توانگری ۱۲ ۳ کوک۔ تره کاهو که بهو کوکنار یا پوست خشخاش خواب آرد ۱۲ ۴ سرکشیده برافراشته ۱۲ ۵ میل سلائی ۱۲ ۶ ریاضت رام کردن توسن وسرکش ۱۲ ۷ طوع رضا ۱۲ ۸ قاطع برنده ۱۲ ۹ منهدم ویران ۱۲

عدوت مثل تو آنگه شود که خنجر بید — برون ز معرکه آثار ذوالفقار دهد
همیشه تا که درین چرخ بد معامله را — برات داد و فا مهلت مدار دهد
تو پایدار بمان زانکه جای آن داری — که کردگار ترا عمر پایدار دهد

در مدح حسام الدین ۱۲

مرا ز دست هنرهای خویشتن فریاد — که داردم به دگرگونه هر یکی ناشاد
بزرگ‌تر ز هنر در عراق عیبی نیست — ز من مپرس که این نام بر تو چون افتاد (ضمیر مفعولی ۱۲)
هنر نهفته چو عنقا بماند زان که نماند — کسی که باز شناسد همای را از خاد
تنم گداخت چو موم از عنا درین فکرت — که آتش از چه نهاوند در دل پولاد
چمن چگونه بپیراست قامت عرعر — صبا چگونه بیاراست طرهٔ شمشاد
دلم چه مایه جگر خورد تا بدانستم — که آدمی ز چه پیدا شد و پری ز چه زاد
کمینه مایهٔ من شاعریست خود بنگر — که چند گونه کشیدم ز دست او بیداد
ولیک هیچ ازین در عراق ثابت نیست — تو خواه در سپاهان گیر خواه در بغداد

[illegible]

سله عدوی تو مانند تو آن وقت تواند شد که خنجر بید که از درخت بید سازند کار خنجر آهنی سازد و بروز معرکه کار شمشیر دهد و کار خنجر از خنجر بید مشکل است پس عدوی تو نیز مثل تو محال خنجر بید است یعنی هیچکاره. اگر خنجر بید برون ز جنگ آثار ذوالفقار ظاهر کند البته دشمن مثل تو هم تواند شد اما این چنان شدن محال است پس محال است که دشمن مثل تو شود ۱۲

سله بیداد ظالم و ستمگار مرکب از بید و آد که کلمهٔ نسبت است و چون درخت بید بار ندارد لهذا ظلم را که بی‌حاصل و بی فائده است به درخت بید منسوب و مشابه کرده این ترکیب نیز مجاز بمعنی مذکور است و بمعنی ظلم و ستم شده است از کلمهٔ تعجب رو آورد با لفظ کردن و کشیدن و شکستن مستعمل ۱۲ از بهار عجم سله قاد بدال مهمله بمعنی غلیواز ۱۲ غیاث سله عنا بالفتح ۱۲ سله عرعر سرو کوهی ۱۲

مرا که چون هنر خویش نیست چندان بخت — خوشا فسانهٔ شیرین و قصهٔ فرهاد

ستمی که من از فضل در جهان دیدم — همین جفای پدر بود و سیلی استاد

به پیش هر که ازو یاد می کنم حرفی — طمع کنند بسی ازان تا توانم از سخن یاد

ز جنس شعر و غزل ها بر استان کم نیست — بضاعتی که توان ساختن بران بنیاد

بنای عمر خرابی گرفت چند کنم — برنگ و بوی کسان خانهٔ هوس آباد

مرا ازان چه که سیمین بریست در کشمیر — مرا ازان چه که شیرین لبیست در نوشاد

برین پسند کن از حال تو به هیچ مپرس — که شرح درد دل این قدر توانم داد

ببین نشاط که مرا بشگفد ازو این است — که بنده خوانم خود را و سرو را آزاد

گهی لقب ننهم آشفته زنگیی را حور — گهی خطاب کنم مست سفله را راد

هزار دامن گوهر نثار شان کردم — که هیچ کس شبه در کنار من ننهاد

هزار بیت بگفتم که آب ازو بچکید — که جز ز دیده دگر آبم از کسی نگشاد

درین زمانه چو فرهاد زن کسی یابم — مرا رسید که رسانم به آسمان فریاد

اگر عنایت شاهم چو چنگ ننوازد — چو نای حاصل فریاد من بود همه باد

سر ملوک زمانه که هست بر در او — هزار بنده چاکر چو کیقباد و قباد

خدایگان که بود نسبت معالی او — حساب هفت فلک چون یکیست از هفتاد

مله رنگ و بو کنایه از طمطراق و رونق و صفا ۱۲ بهار عجم سله نام شهری که اهالی آنجا حسین باشند ۱۲ سله
کیقباد نام پدر کیکاؤس شاه ایران و قباد نام بادشاه نوشیروان ۱۲ سله تنعم ناز و نعمت ۱۲ سله راد جوانمرد ۱۲

اگر ز رغبت او در سخا سخن نازد | چو دانگانی بود دریا اگر [illegible] داد

فلک ز بار بزرگیش عاجزست [illegible] | که این سخاوت [illegible] بنیاد

قضا مسخر شده آنجا که حکم تو بنشست | بپای طاعت و خدمت [illegible]

چو تازه [illegible] وقت دعاست | [illegible]

در مدح قزل ارسلان

بجان [illegible] که سر زلف یار بگشاید | زمانه راه مرا [illegible] بگشاید

ز دست رفتم و دستم نرفت در زلفش | کز آن گره که [illegible] بگشاید

چه وصل او در امید بر جهان ببست | چه سود از آن که در [illegible] بگشاید

به ناامیدی وصلش امیدوار شدم | که هر چه بسته شود استوار بگشاید

به عمر خویش دمی زنده وار زمان مرده | که من کنار کنم او کنار بگشاید

مرا چو صحبت آن تازه گلشن آید یاد | ز نوک هر مژه صد لاله زار بگشاید

مگر که تیز از آن کرد نوک مژگان را | که خون از این مژه اشکبار بگشاید

ز خون من چه گشاید چو آب ریخته گیر | بس آب دیده که در رهگذار بگشاید

خزینه تو است زین چنین [illegible] نیست | مگر ز غیب در [illegible] بگشاید

غرض شناخت [illegible] است کاندرین [illegible] | حصول این غرض از شهریار بگشاید

شه انگان سکندر ظفر مظفر دین | [illegible]

[illegible]

جهان‌گشا شهی قزل ارسلان که دل　　　کند انگشتری سلیمان شمار بگشاید

شها چو پیر شبها شه اتابک اعظم　　　که چشم فتح چو او سوار بگشاید

شهنشهی که به هنگام خشم اگر خواهد　　　ز بیست قلعهٔ گردون حصار بگشاید

تهمتنی که چو در راه دین قبا بندد　　　کمر ز قیصر زنار دار بگشاید

در آن مصاف که تیر او طلایه کند　　　کمین و لشکر چین و تتار بگشاید

ز پیش دو روی و زنگی گر اعتماد کند　　　ز مهر دوم تا به سپهر بگشاید

به شست اسد الله دو نیم گردد خصم　　　در آن مصاف که او ذوالفقار بگشاید

چنان ز تیغ زنان خون دشمن ریزد　　　که جوی ساخته چون آبشار بگشاید

نسیم او که صدف را به آب باران کشت　　　زلال خضر ز باران بهار بگشاید

اگر بخواهد و پیش ریگ کینه و قهر　　　ز آسمان سیاره هزار بگشاید

در آن زمان که کشند ارتفاع طالع او　　　هزار رصد سیاره به بار بگشاید

سلاقه شه بودن گشت ماضی شفقت پیش کردن ماضی مبنی داخل مصدر آمده در آن مصاف که او ذوالفقار بگشاید پاره پاره کردن اسد الله خصم دو نیم گردد ۱۲ سلاق زنان با الکسر فرج زنان و ذکر مرد خون دشمن انداختن چنان در رزم زود که جوی از نهار جوی ساخته روان شود ۱۲ سلاق آب باران نوعی از انار و امرود نان و نام حلوائی و مطلق میوهٔ لطیف که متضادم زنده نشود ۱۲ سلاق رصد عبارتی باشد که آن مقام که بر زیر است و چاه زیر زمین با رصد دست خواهد بود و در دشمن به رنگ طرح یافته طبقهای متعدد ساخته و بر سر گنبد بالائی آن چه کاله شیشه نهاده باشند و در میان هر طبقه سوراخی مدور مقدار یک انگشت می‌سازند که روشنی آفتاب از بالائی طبقها تا به چاه نمایان باشد و در میان طبقها جابجا کتابهائی علم هیئت و تنجیم نهاده باشند که حکما بالا بر آمده به وسیلهٔ شیشه‌ها دو بینهائی کلان احساس به بروج و سیاره نمایند ارتفاع به غایت بلند شدن و باصطلاح اهل تنجیم مقدار مسافت بلند شدن کوکب از افق به جهت ارتفاع غایت آن نود درجه است ۱۲

اگر به کین سپهر موئی از فشار برگردد — ولایت از فلک به قهر ار بگشاید
وگر نه[۱] از پی سنجیدن رضاش بود — فلک ز برج ترازو عیار بگشاید
دهی مزاج صبوحی که جرعه بر بهست — ز مستی از سر دریا خمار بگشاید
اگر نه[۲] سکته حیرت بود حسودت را — ز یک خلاف تو صد زینهار بگشاید
وگر به مثل[۳] غبارے شود مخالف تو — شکنجهاے تو خون از غبار بگشاید
نمای[۴] گلبن جود تو در ذبول ربیع — هزار پنجه ز دست چنار بگشاید
بخلق بر چه نبستی در ضرورت را — خدائے بر تو در اختیار بگشاید
یکے نظر به ظهیر ار تو التفات کنی — علاقهٔ نطق مرا از روزگار بگشاید
زبان[۵] عقل فریبم به سحر هاروتی — ز زهره پاره ز مه گوشوار بگشاید
سخن[۶] ز رشته عبارت کنی چه عجب — ز پیچ مشکل آن ابهام تار بگشاید
به همت ار نرسیدم لقاے بزم تو باد — که گر ببندد یکے صد هزار بگشاید
بقدر آن که بوقت بهار دست صبا — عقدهاے گل از غنچها بگشاید

سله فلک از برج میزان شمار دستی ترنج ازان بسته است تا رضاے ممدوح را سنجد، اگر خیال نبودے فلک آن ترازو را بگشاید ۱۲ سله اگر حسودت را از حیرت سکته نبودے پس از یک خلاف تو صد زینهار خواستے ۱۲ سله اگر بطور مثال مخالف تو غبارے گردد شکنجهاے تو از غبارش هم خون کشاید ۱۲ سله بالیدگی گلبن بخشش تو در تنگی هنگام پژمردگی بهار باشد از دست چنار هزار پنجه پیدا کند چنار درختے است که بکشش صورت پنجه دارد ۱۲ سله زبانم که عقل را فریب دهد بهمان سحر که هاروت داشت از زهره دست برنجن و از ماه گوشوارها بگشاید ۱۲ سله سخن از رشته عبارت نسبت چه دور و این عجیب نیست زیرا که کمش و معانی بسیار تبیه است وا از پیچ مشکل او ابهام تار بگشاید ۱۲

سیاقت عددی با حساب عمر ترا | که عقد هاشمی شمار از شمار بگشاید

در مدح ملک مجد الدین محمد بن علی اشعب

چو سنبل تو سر از برگ یاسمین برزد | شکست بر ختن خوش آستین برزد

رخ تو از عرق و نازکی بدان ماند | که ابر قطرهٔ باران به یاسمین برزد

چو پیش روی تو زلفت نقاب تیره کشید | امیر زنگ تو گوئی به شب به چین برزد

دلم به مجلس وصلت رسید و باز نیافت | ثبات روشنی و بر ابرو هزار چین برزد

شبی به وصلت گفتم که شادمان گردم | غم فراق تو ناگه سر از زمین برزد

خلاص جان من از هجر تو یقین شده بود | دلیل تو دو شکال از ره یقین برزد

دلم که شیشهٔ آمال خویش سنگ نهاد | ز دست عشق تو دل را بر آتشین برزد

سپاه عشق تو چون بر دلم کمین بگشاد | ثنای صدر معالی بر آن کمین برزد

چو تشنه‌ای که رسد ناگهان بر آب زلال | شدم به مدح خداوند [illegible] برزد

محمد بن علی اشعب آنکه همت او | سراچهٔ پردهٔ ایوان هفتمین برزد

به آستانهٔ او تا فلک نهاد جبین | هزار بوسهٔ تو برش سر از جبین برزد

چون زلف تو سر از رخساره بر داشت غم تو آستین بالا زد تا خونم بریزد ۱۲ [illegible] دلم سنگ نیاز را بر شیشهٔ آرزو یا شیشهٔ خویش از آن رو که آتش عشق تو انداخته است ۱۲ [illegible] چون سپاه عشق تو قصد دل من پنهان نشست ثنای صدر معالی بر آن تاخت آورد ۱۲ [illegible] دل به مدح ممدوح رسید چنان که تشنه ناگهان بر آب زلال رسد ۱۲ [illegible] بالا زد ۱۲ [illegible] [illegible] ۱۲

بزرگ قدرا آنی که از کمال هنر　　فلک ترا به سر کلک عاملین برزد

ازان فصیح و شعر لطیفت بجان خریدارند　　که مهر مهر تو گردون بهر نگین برزد

گرفت باز سپهر آسمان ترا در بر　　زمانه با تو اگر یک نفس چنین برزد

دروغ گفته نباید که اندرین حسرت　　فلک هزار دم سرد آتشین برزد

سنان لطف تو هرگه زمانه دل بربست　　چنان که گنبد مقامر کعبتین برزد

بدان خدای که در صحن خلد خال جمال　　بدست لطف بر رخسار حور عین برزد

گشاد عقده مروت به عهد صاحب شرع　　وزان سپس گره محکم و متین برزد

زباد سرد حسود تو سپهر گرم دماغ　　بزیر جبه مقصوره پوستین برزد

عنایتش علم ساکنان گردون را　　طراز انی علیکم لحافظین برزد

برای شربت دلهای تشنه در جنت　　نوال او پی سجع و شیر و انگبین برزد

کرانه قطرش آب زلال خدمت او　　همای ملک به پرهای این برزد

همیشه تا عدد عقل گرد ستش دامن　　هر آن که سر ز گریبان اربعین برزد

لفظ مهر با فعل زد مستعمل است و هم یا نهادن ۱۲ مقامر کسے که قمار باز د کعبتین دو پاسه باشند که چهار ان استخوان فیل مربع شش پهلو که بر پهلوی هر یک پاسه از یک تا شش عدد نقش کنند و بدان نرد بازند یک … اعتماد کردن ۱۲ جبه پیراهن مقصوره کوتاه پوستین برزد پوستین پوشید زباد سرد حسود تو که خیلے خنک بوده سپهر گرم دماغ بزیر جبه کوتاه پوستین پوشیده است تا از اثر سردی آن محفوظ ماند ۱۲ طراز آئینه من … جود او در جنت … شیر و شهد … کرده است تا دلهای تشنه ازان شربت بنوشند ۱۲ زیرک همای ملک … پرناه است تا از آب زلال خدمت تشنگی خویش فرو نشاند ۱۲ اربعین … چهل و مجاز از چله که صوفیان آن چهل روز در گوشه نشسته ریاضت و عبادت مے کنند ۱۲

فنا ز دامن عمر تو دست کوته باد — که آستین فلک از بهر دفع این برزد

در مدح نصرة الدین

قدوم ماه مبارک مبارکست بفال — که باد بر ملک بحر و بر مبارک سال
سر یگانهٔ سلاطین اتابک اعظم — که هست طلعت او ملک را مبارک فال
جهان‌گشای بمدد و بند شاه نصرة دین — که فتح و نصرة از آثار او برند مثال
سر ملوک ابوبکر بن محمد آن که — بصولت عمری از جهان ببرد ضلال
بکوفت گاو زمین را نهیب او گردن — بکند شیر فلک را ز سطوت او چنگال
تهمتنی که بروز وغا توان گفتن — که از زمین و زمان سر کشد باستقلال
در آن مقام که قدرش بصدر بنشیند — رضا دهد فلک هفتمین بصف نعال
کمان کین چو بزه کرد نسر طائر نیز — فراهم آورد از سهم تیر او پر و بال
نشسته شاید که از عدل دامن بر خیزد — به عهد دولت او نام شب روی ز خیال
ز بیم سپاه ترا بیشتر ز فتح و ظفر — نکرد هیچ کس از هیچ نعمه استقبال
مثال ساحت میدانت است سطح فلک — نمونه سر چوگان تست شکل هلال

ملہ فنا بدامن عمر تو نرسد (عمرت فنا نشود) زیرا که فلک از برائے دفع فنا آستین بالا زده (آماده و مستعد گشته است)، ملہ فلک ہفتم راضی شود تا بصف نعال (جائے که پا فراز بکشایند) بنشیند۱۲ ملہ نشسته نگذرد که بعهد دولت او نام رهزنی از فرط عدل و امن از خیال مردم برود یعنی در عهد دولت او عدل و امن از بسکه شائع گشته در خیال مردم نام رهزنی هم نمانده۱۲ ملہ اے مستقلا سر و ابر زمین و زمان گردد۱۲

طراز ملک ترا آن طراز دست ازل   که تا ابد نشود کهنه [illegible] زوال

به مجلسی که سخن باز بان تیغ افتد   کند زبانهٔ تیغت زبان گردون لال

به موکبی که امید از وفا سپس ماند   در افگند کرمت خویشتن به پیش نوال

ز داد تیغ تو چندین هزار نیم شیخ   نبوده او را چیر با [illegible] خصم و ضلال

جهان به عهد تو هرگز خراب چون گردد   چو تو به رسم [illegible] بری به [illegible]

زمین سینهٔ اعدا به تیغ بشگافی   پس آنگهی بنشانی [illegible] نهال

ترا خدای که گزید از جهان و شاهی داد   حدیث خصم فسانه است و [illegible] محال

شد ایلگا او در عهد پادشاه شهید   که عمر بر تو بخیل کرد ملک [illegible]

تو آن قبول کرامت بیافتی که دگر   و [illegible] بوده [illegible]

کنون دو سال تمام است تا همی تو [illegible]   ز دست [illegible]

[illegible] گذشته ز ظلم و ستا [illegible]   [illegible] گذشت ز بیم [illegible]

در آمد از در حیا کم [illegible] خدمت تو   از آن سبب که گرفتم [illegible]

سخن این چنین که تو بینی ز گنجهای هنر   اگر مرا [illegible] دال

سخن از دوان قزل ارسلان مجل گردم   اگر [illegible] نقاب [illegible] حال

[illegible] تیغ تو [illegible] هزار [illegible] زاده است [illegible] گناه [illegible]
[illegible] کرده است [illegible] چون تو [illegible] سال [illegible]
[illegible] مقبول ساخته است [illegible]

چو یار از سر گرفته خون دل بجوشم — ولیکن او کجا مشغله نخواهم آب زلال

بسا انوه تحیر اگر کسی باد بیتوان که — ز شکل خ آمد و امید ... غزال

... این سپهر ... گشت فضل — که با چنین سر و سامان ...

چه بیند ... سپهر سرگشته شب و روز — اگر نه ... بافضل الاشکال

... جهان ... موضعی خالی — ز ... الف ... احوال

جهان ز ذات تو خالی مباد اگرچه توئی — بذات خویش جهانی بگیر باد حلال

چه بود هر کجا تو ... از صبا و دبور — به ... دشت تو راه بر جنوب شمال

در مدح شمس الدین سید اسحق ۱۲

شعر نگر که هم ... عهد فرخی را — نگر به حیله ... جمال سلمی را

... شکسته ... اقرار اول — ... خط خود ... عهد فرخی را

... که ... سے زدن — هزار بار ... شعر ... را

فراج کودکی از روی خاصیت بدرا — هنوز طفل شکر می‌نهاد کسنی را

... غزال ... اگر ... که ... آن ... گویند ۱۲ ... اگرچه سپهر این ... کراند اشکال ... شکل ... و روز سرگشته ... جهان از ذات تو خالی مباد اگرچه تو ... خویش یک جهان ... تو جهان ... جهان ترا حلال باد ۱۲ ... صبا باد مشرق ... باد مغرب ۱۲ ... در ... این قصیده ... مجهول ... ۱۲ ... هزار بار ... ۱۲ ... فراج طفلی از روی خاصیت ... ۱۲ ... افضال فضل کردن ۱۲ ... ۱۲ ... اقربا ... ۱۲ ... صحرائی ۱۲

ز خاکشان لطیفه چنین برفگند که چشم | درو بماند ز حیرت سپهر اعلی را
زمانه هر نفسم تازه محنتی زاید | اگرچه حال همین داشت است تجلی را
ز روزگار بدین روز گشته‌ام خرسند | وداع کرد بکلی دیار و وادی را
ولیکن از سر سیری بود اگر قومی | به تره باز فرستند من و سلوی را
بدان سبب همه اکنون که اختیار کنم | هم از طریق ضرورت صلاح و تقوی را
رضا دهم بجز اینکه به مشقت و رنج | ز جای بر نتوان داشت قدس و رضوی را
برای تحفهٔ لطف بزرگان بیارایم | به حلّهای عبارت عروس معنی را
اگرچه دعوی دیگر بود ملک آنکم | نگاه داشته باشم طریق اولی را
چرا به شعر تفاخر و مفاخرت نکنم | ز شاعری چه سر آید جریر و اعشی را
نه در حساب زن آید نه در طویلهٔ مرد | اگرچه هر دو صفت حاصل است خنثی را
اگر مرا ز هنر نیست راحتی چه عجب | ز رنگ خویش نباشد نصیب حنا را
سخن چه عرضه کنم بر جماعتی که ز جهل | ز بانگ خر نشناسند نطق عیسی را
اگرچه طایفه‌ای پیش من درین دعوی | به ریشخند برون می‌برند آری را

---

۱ که زمانه را از خاک ایشان بطورے جدا کرد که آن را سپهر بلند هم دیده حیران گشته ۱۲ ۲ تجلی بالضم و لام مفتوح زن البستن ۱۲ ۳ قدس و رضوی - قدس کوہے ست در بیت المقدس و رضوی کوہے است در مدینه ۱۲ ۴ جریر شاعر عظیم الشان از شعرائے عرب ۱۲ اعشی القب شاعر عظیم الشان از شعرائے عرب ۱۲ ۵ خنثی کسے که علامت هر دو قران هر دو دارد ۱۲ ۶ حنا امالهٔ حنا - نون را بضرورت شعری مشدد آورده ۱۲ ۷ میان بانگ خر و گویائی عیسی تمیز نکنند ۱۲ ۸ ریشخند کنایه از مسخره و استهزا - آری کلمهٔ ایجاب ۱۲

ولیکن این همه چندان بود که بگشایم | بدست نطق سر حقه‌های انشی را
بر آستانهٔ صدر زمانه بفشانم | جواهر سخن خویش صدق دعوی را
خلاصهٔ نظر سعد مخلص الدین آنکه | سعادت از نظر اوست دین و دنیی را
وجود او که جهان را ز ابتدای ظهور | بجای نور بصر بود چشم اعمی را
چنان بناشیه تعدی خراب کرده برفق | چنانکه منقطع آید اساس عدوی را
لطافت سخنش طبع تو شد ار رو داد | برای تربیت روح زهر افعی را
اگر صلابت او بانگ بر فلک نزند | بجالقی دهد اقرار لات و عزی را
کمال ذات شریفش ز شرح مستغنی ست | بماهتاب چه حاجت شب تجلی را
زهی به تجربت ایام پیچ برون برده | بعنف و لطف تو اسباب خوف و بشری را
بدست خویش قلم در کشیده مفتی عقل | بیک اشارت رایت هزار فتوی را
حدیث جود تو در زبان گرفته فلک | چنان که قصهٔ مجنون و ذکر لیلی را
هزار بار بدیوان رزق رد کرده | چنان ز بهر نشانت برات اجری را
اگر عنایت لطف تو نیستی کار او ست ق | نعیم نامتناهی ریاض عقبی را
عجب بود که اگر تند باد هیبت تو | ز بیخ و بن بفکندی درخت طوبی را

سله انشا، املا کرده ۱۲ آغنی آورده ۱۲ سله نوشدارو تریاق ۱۲ سله لات ۱۲ نام بتے که قوم شعیب را دو را می پرستیدند و عزی نام بتے داں درختے بود که عرب آں را می پرستیدند بحکم پیغمبر صلعم خالد بن ولید آں درخت را بسوخت ۱۲ سله آنچه نذر نوشته که بموجب آں از خزانه بدست آید ۱۲ سله و تلمیذ طعام آید بر آنکه به محتاجاں دهند ۱۲ سله طوبیٰ درخت کنار است در بهشت۔

اگر بہ پایۂ پستے نشستہ در گردون | اشارت تو معین شدست انہی را [1]

بزرگوارا من بندہ چون بقوت طبع | دہم بمدح تو بالا اساس اعلی را [2]

بخاک پائے تو آن ساحری کنم از شعر | کہ پشت پائے زند معجزات موسی را

مرا بپرور و در کسب نام نیکو کوش | کہ آن ذخیرہ نماندست معن [3] و یحیی را

جزائے حسن عمل بین کہ روزگار ہنوز | خراب مے نکند بارگاہ [4] کسری را

ہمیشہ تا ز رہ عقل بر عقول و نفوس | تقدمے بود و صورت ہیولی را

ترا شرائط تقدیم جمع باد چنان | کہ ابتدا بتو باشد عقول [5] اولی را

مرا صحیفۂ دیوان ز فر مدیح تو باد | چنان کہ طعنہ زند کارگاہ مانی [6] را

در مدح سلطان شہید طغرل

چو زہرہ وقت صبوح [7] از افق بسازد چنگ | زمانہ تیز کند نالۂ مرا آہنگ

چرا شبے چرخ بگیرد مرا بسختی تا شبے | وفائے یار در آویزد بدامن چنگ

بروز ما نہ تا سازد از سرم بیرون | ہوائے نالۂ نائے و صدائے زخمۂ چنگ

---

[1] انتہا امالہ انتہا۔ [2] چہرہ داران ۱۲ [3] معن نام کریمے از عرب یحیی برمکی وزیر ہارون رشید بہ فضل و جعفر در سخاوت شہرت داشتہ ۱۲ [4] بارگاہ کسری۔ ایوان کسری کہ در مداین ساختہ بود ۱۲ [5] عقول اولی حکما گویند کہ خداوند تعالی اول عقل را آفرید بعد ازاں عقل دیگر آفریدہ شد چنیں دہ عقل آفرید عقول اولی کنایہ از عقول عشرہ کہ حق تعالی اول از ہمہ عالم آں دہ فرشتگاں را پیدا ساخت ۱۲ [6] مانی نام مصورے نامور ... کتابے ازاں است مانی بیائے معروف و یائے مجہول قافیہ آوردہ ازاں سبب کہ ایرانیاں بجہت الفاظ میان یائے مجہول و معروف امتیازے نکنند ۱۲ [7] صبوح شرابے کہ بوقت صبح خورند ۱۲

چنان زدود دل از سینه‌ام که شعر آید | که هفت آینهٔ چرخ ازان بگیرد زنگ

ابنا عست سخن خویشتن بهم از خواری | بسان آینهٔ چینی میان شیشهٔ زنگ

من از خجالت و حیرت فتاده ام ز نهیب | که کس نشان ندهد تا منم ز دانش ننگ

گهی چو سعدِ یمانان ز ناف بهرم مست | گهی چو عنبر چینیان ز راه نقدم تنگ

آیا تو شعر ها نیز چاشنی مطلب | که در مذاق تراشیده شهد و شرنگ

فتاده ام بگریب که تو شناسان نیست | سیاق لفظ به یک سو مجال معنی تنگ

به قول نیک چو من نامم شان به آیم زود | به فصل سخنم را فرو برند به سنگ

کجاست کین بساطِ خدایگان تا من | بنظم چو شتری ارکان شعر بر خرچنگ

به پیش خسرو روی زمین برآرم بانگ | چنان که در خم گردون نهند زو خوش آهنگ

خدایگان سلاطین بجود طغرل | که هست زروی چو دوش جهان از درنگ

به گرد مرکز چتر شه برای هفت اقلیم | چو گرد قطب شمالی برای هفت اورنگ

ز عدل شامل او چه سیم آن همه آید | که در کناس گریزان کنام سازد رنگ

سلهٔ هفت آینه چرخ هفت اختر ۱۲ سله ستیزه بالفتح رمز خانها وکاشانها و مانند آن و نیز احتمال راستا و رستاق مدتها آن در حیلهٔ الدین رسته بکسر ضبط نموده و یعنی بازار مجاز هست ۱۲ بهار عجم سله ایا بالفتح شوربا و آش ۱۲ سله خونگ بفتح اول بوزن پلنگ خرخرے را گویند که بسبب گریه کردن با فشردن گلو در حلق و سینهٔ مردم افتد یعنی آواز حزین و آواز نرمے باشد که در حالت گریه زدن از گلوے مردم بے آید و گریه زاری کردن ۱۲ سله تنبیه در پیش جهان پیچ وقتے نداره ۱۲ سله هفت اورنگ بنات النعش آن هفت ستاره است که گرد قطب شمالی گردش می کنند ۱۲ سله کنام ... آرامگاه ددها ۱۲

ایا شهی که بپیچد ز بیم حملهٔ تو — به روز معرکه دندان پیل و کام نهنگ
توئی که چون شه پیری بر رواق بلند — سپهر ثقل جبال تو [illegible]
مثال چتر تو پرداخت نقش بند ازل — هنوز تازه ده نقش [illegible]
چنان بدور تو کار زمانه منتظم است — که پوست از سر [illegible] پشت پلنگ
اگر چو آتش و آب است خصومت چه عجب — که آمده است بپیمانه میان آهن و سنگ
در آن زمانه که اهل دشمنان جاه ترا — شود [illegible] آمال [illegible] تیره و تنگ
چنان موافقت افتد سلاح را که کند — زره گوزن به زمان و [illegible]
چو پیک تو بدنبال خصم گردد — کمان به گوشهٔ ابرو [illegible] آرنگ
چنان شود که ز تیزی آن تشنه [illegible] — قضا کناره کند زان میان [illegible] فرسنگ
کند سنان تو بازی بجان خصم چنان که — بقتل [illegible] شاهین [illegible]
قیامت است تیغ تو در ممالک روم — مصیبت است ز گرز تو در بلاد فرنگ
همیشه تا بتجارت زمرو و شیهان کس — بسوی آمل و ساری بیاورد نارنگ
تن حسود تو نارنگ وار آزرده باد — بسوزد که به آتش گداز [illegible] رنگ
برات بخشش او بر وجوه عامل مرو — معاش دشمنش از نقد قاضی [illegible]

سله آونگ [illegible] که خوشه‌های انگور بدان آویزند ۱۲ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

در مدحِ شاهِ اخستان

ای جهان را به تیغ داده قرار | کرده شاهان به بندگیت اقرار
شاهِ آفاقِ اخستان توئی آن که | خواهد از خنجرت اجل زنهار
هیبتت چون شهابِ تیر انداز | حشمتت چون سماکِ نیزه گزار
ملک را طلعتِ همایونت | فالِ نیکو و طالعِ مختار
بندگانت بوقتِ کوششِ کین | با حوادث شوند در پیکار
چون عنانِ ظفر بجنبانند | از زمانه بر آورند غبار
چون رکابِ ثبات بفشارند | باز دارند چرخ را ز مدار
هر که شد دشمنِ تو اگردون | یک برنگذرد از سرِ دار
طرفه مرغیست خسروا تیرت | کز پرِ کرگسان پرد هموار
نخورد جز دلِ عدو طعمه | نکند جز حیاتِ خصم شکار
زلفِ نصرت گرفته در چنگال | نامهٔ فتح بسته در منقار
مرغ نی ماهیی که هست او را | هست دُر پادشاهِ دریابار
باز مانده بسوی شستِ ملک | دهنِ بی زبانش ماهی وار
ماهیی دیده که صدمتِ شست | نرساند به کامِ او آزار

سله شهاب ستاره مانند چیزی که بشکل انار آتشبازی بر فلک شود و ... سماک نیزه گزار سابقاً نوشته شد ۱۲ سله پر کرگس را در آخر تیر بندند تا به سرعت رود ۱۲ سله زمانه را هلاک کنند ۱۲

سخن شد دانم که چیست دانم آنکه — می برآرد ز بحر و تیره و مار
(دانا یزدان نیکو شناسانیم ۱۲)
لاجرم هم یک زبان ز هیبت او — مرغ و ماهی همی کنند شمار
ای فلک عرض داده صد باره — پیش رایت حشرهای اسرار
(پیش کرده است ۱۲)
هیچکس دانی که من زین مدت — که جدا مانده ام ز خویش و تبار
(خاندان ۱۲)
پیش ازین آمده نداشته ام — گرچه بودم بر آستانت بار
وقت آنست کین سعادت را — همچو جان تنگ درکشم به کنار
پس به شکرانه بر درت ریزم — در چنانچه نزیبد لؤلؤی شهوار
(در ۱۲)
گرچه مدحت نکرد کس تعریف — که مرا چیست مایه و مقدار
گفتم خود و تعریف هنر است — چون نسیمی که آید از گلزار
(اقرار کننده ۱۲)
زان چو شمعم زبان گشاده کنم — گوهر خویشتن کنم اظهار
گرچه یک شخصم از ره صورت — دارم از علم لشکری جرار
(دلیر ۱۲)
هر کجا شاخ سر بر دانش من — همچو ارکان عالم است چهار
تازی و پارسی و حکمت و شرع — این دو اشعار دارم آن دو شعار
شعر من نیست آن بضاعتها — که به یک جایگه شود بیکار
بلکه از حد بلخ تا در مصر — گرم گردست نظم من بازار
آفرینش همه گواه من است — که[سلطه] دارم در آفرینش بار

سلطه اگرچه من تنها هستم لیکن هستم تا از علم لشکر جرار دارم سلطه سے بیروں از مخلوقات ہستم و بایں نسبت ندارم ۱۲

من یکی گوهرم فتاده بخاک / از ره تربیت مرا بردار
گرچه باشد بنزد همت تو / گوهر از خاک برگرفتن عار
تا به از عقد و ملک چیزی نیست / باد [illegible] از عقد و ملک برخوردار
هرکجا آئی و روی باشد / دیده بخت هم و دولت بیدار
خنجر نصرت پیش و در پس / در و تخت از یمین و یسار

در مدح ملک صدر الدین

ای تو تیغ تو بر قرار سحر / دین یزدان و شرع پیغمبر
مقتدای زمانه صدر الدین / ای گرفته [illegible] را
تجمل از گوشه عمامه تو / تاج فغفور و افسر قیصر
نوک خشم تو چو تیر قضا / بر دل روزگار کرده گذر
قدر تو چرخ را بوده کلاه / حلم تو کوه را گشته کمر
تا تو وزان نقد جسمانی / بحر و کان را نمانده وزن و خطر
از دعاهای خیر بر حاجت / راه گردون گشاده وقت سحر
نزد معیار همت تو نهایت / کم عیار است نقد هفت اختر
گر [illegible] فلک شکوه ترا / [illegible] شمس و قمر
لشکر عظمت و [illegible] تو نشاند / گرد [illegible] گوهر

[illegible]

ور نسیم شمائل تو نشست | عرق شرم بر ...
آب و آتش هوا فتنت جویند | هر کجا دولتت بود داور
تا ز تو پشت یافت بالش شرع | فتنه پهلو نهاد بر بستر
گرچه زیر و زبر ندارد چرخ | چرخ زیرست و همت تو زبر
چیست مهر و سپهر با قدرت | اخگری در میان خاکستر
جاه هست آن ثری قدر بیست که هست | کشتئی وهم را لنگر و سر
هر دم از شرم طیلسان تو چرخ | بر سر مشتری کند چادر
هر زمان خامهٔ سپهر کارت | دهر را از روزگار حشر ...
هر که در منصبی قدم بنهاد | امر و نهی تو باشدش رهبر
هر که در مدحت قلم برداشت | نام اول بر آید از دفتر
با عطاهای نقد تو نشود | آرزو همنشین یک دیگر
هیبت خانهٔ مخالف را | در فضای فنا کشاید در
یوسف مصر عالمی چه عجب | که ز تو روشن است چشم پدر
ای که بر چرخ اوج عظمت | نسر طائر ز بیم شهپر
پیش شمشیر نطقت از دهشت | صبح صادق بیفگند خنجر
در پی سفر فرصتی نکند | خشم حشم تو احتمال اگر

[illegible]

عاملی از عطارد است مرا مونس / کشتهٔ من چنین وزان لشکر

ستم امروز حاسدی که مرا / گر بگویم شود ز بیم با زیر

فتنه در گردن کشاده کمین / فاقه در روشنی من کشیده

محتشم چون وظیفه های کرام / هیچ سلکی نگسلد ز یکدیگر

بازی شادی چو دستان تو اه / گه گهی افتادم ببین با سر

آخر است تو دیده آسلام / نیک در روشنی حال من بنگر

تیغ مستان به از سپر گلشن / که سپاهی ز بهر دو بیجه سپر

ستم آن دو طبع از نظم راست / در مذاق زمانه طعم شکر

می نخواهی که من زنانگی سی / با شمست و چهار سال گشتر

آسمان آنچنان بجای خود است / همبران قطب و همبران محور

از کجا خاست این روانی جهل / از چه افتاد این کساد هنر

آن که خود را ظهیر من دانست / گرچه او سنگ بود و من گوهر

این زمان و شتم است که هیچ / سه شبانه روز بر گماشت نظر

در پیش نالهٔ [illegible] / در پیش حضرت [illegible] ساغر

من چو [illegible] / [illegible]

[illegible]

[illegible]

راست یک سال و نیم شد که مرا / دست تقدیر [illegible]
اسپ چوبین که دارم از تیراع چه سال / نه ز علت روان و بسطام [illegible]
در سفر با زمین کشیده و لیک / تو به پالان کشیده را چه خبر
تا که از بهر نیم تو بره جو / باشد اندر دهان [illegible]
تنم از فاقه خشک شد که نشد / لبم از آب این کریمان تر
تو که در حل و عقد همت زنی / چون روا داریم چنین مضطر
عزم آن کرده ام که برتابم / سوی مازندران عنان سفر
در وجوه معاش مشغولم / مهر بوبکر و دوستی عمر
جوهری نیست در عراق و درو دست / گر بدانند قیمت گوهر
ای دل پاک تو ز کینه بری / هست تیغ زرد تر ز تیشهٔ زر
نیست دولت ورای آنکه شدم / در میان سخنوران بر ور
بر من این رنج بگذرد چو گذشت / بر ملک محمود و نوبت سنجر
بیانی که نظم و نثر مراست / نام من زنده ماند تا محشر
شکر و منت خدای را کامروز / چون تو صدریست اندرین کشور
ورنه گرد جهان بگشت خرد / بارها کز کرم نیافت اثر
تا ز اوراق روز و شب نزود / رقم خامهٔ قضا و قدر

مطلع: و اسپ چوبین که دارم... [illegible] چون روا داری که من چنین پریشان باشم ۱۲

چون قضا و قدر ترا شب و روز ‌‌ یار بر هرچه ممکن است ظفر
شبت از فتح بهتر از شب قدر ‌‌ روزت از روز عید فرخ‌تر

در مدح شاهزاده ابوبکر

برده گوی دولت از شاهان گیتی سربسر ‌‌ شاه بوبکر آنکه ملکش هست میراث پدر
آسمان از بهر او تاجی دگر بندد کنون ‌‌ کز همه شاهان بدو زیبد همی تاج دگر
تیغ او هرگه که بدرخشد پدید آید فتوح ‌‌ اسپ او هرگه که بخروشد پدید آید ظفر
از جهت بینیش از چه دم بر آید روان ‌‌ وز فروغ رویش در چشم افزاید بصر
من شبی تا دور ماندم از مبارک مجلسش ‌‌ گشته‌ام بی‌حال و بی‌هوش و بوده‌ام بی‌خواب و خور
رای عالی گر همی داند که تقصیر از من است ‌‌ عرض کردم حال را این خدمت بود مختصر
مدتی از بهر حاصل کردن مرسوم خویش ‌‌ خواستم دستوری و کردم از این جانب گذر
گفتم آن عامل که با آن حشمتی دارد مقیم ‌‌ تا نفرماید به شهر اندر همانا این قدر
کاین زمان می‌برد هرچند که باشد نزد شاه ‌‌ پایهٔ او نزد یک او [illegible] دور تر
هست چیزی برده تا با شغل عامل [illegible] اند ‌‌ با گروان [illegible]
یک درم حاصل نیست [illegible] ‌‌ از [illegible]

[illegible]

من نهادم چشم در ره تا که آرندم نشان | من نهادم گوش بر در تا کی آرندم خبر
شرح این معنی فرستادم سوی درگاه شان | تا خبر یابد شهنشاه گیتی ز حال من مگر
من نه دهقانم نه بازرگان که باشد مرا | خانها پر گندم و جو کیسها پر نقد و زر
من یکی مداحم و خدمتگر شاه جهان | زو بود نعمت مرا هم در سفر هم در حضر
در حضر با نعمت او کارم آید با نظام | شد پریشان کار من با همت او در سفر
این شکایت نیست هر آنها ست خلقی با من اند | نام من منشور در یک دست و خط اندر دگر
در همه چار و نه بر نامه منشور و خط | چاکران احمد منصور در بازار خر
کنیت من هست ابوبکر و عمر نیز آمده ست | سخت شوریده ست مشکل کار بوبکر و عمر
بندگان را نیست اینجا حرمتی و حشمتی | قوتی یابد کسی از شهریار دادگر
چیست این چندین شکایت شاه اسپهبد را | تا فزاید بندگان را همت جاه و ظفر
تاجداران بر رکاب او نهاده روی و چشم | همچو ترسایان بر صلیب و همچو حاجی بر حجر

در مدح طغان شاه

---

[1] چشم در ره نهادم منتظر گشتم ۱۲ [2] دهقان صاحب دهگان دو قدما ۱۲ [3] کارم آید با نظام کار من درست شود ۱۲ [4] منشور فرمان (و مثال شهی) ۱۲ [5] کنیت نامے که بنسبت یکے از اقربا باشد ...
[6] ابوبکر و عمر نام خلیفه اول و دوم و کنیت ظهیر فاریابی ۱۲ [7] شوریده ست پریشان شده است ...
وحشت سراسیمگی پریشانی ۱۲ [8] ترسایان جمع ترسا پارسائے ترسایان ۱۲ [9] صلیب ...
[10] تاجیب گلیبائے ... ۱۲ [11] حجر سنگ ...
مراد باشد که حاجیان او را بوسه ...۱۲

سحر چو تافت ز دریای خاوران گوهر | زمانه کرد به درج فلک نهان گوهر
نگار ریخت از آن لعل درفشان گوهر | شکست درج و در و شد سبک گران گوهر
تراست لعل گهربار و در میان گوهر | میان لعل چرا کرده‌ای نهان گوهر
بخنده چون لب یاقوت رنگ بگشائی | ز شرم زرد شود همچو زعفران گوهر
ز خشم چو زر شد و از جزع دیده هر ساعت | فشاندم از غم آن لعل درفشان گوهر
چنان بچشم تو بی سیم و زر [illegible] | که روز بزم بچشم حسد رایگان گوهر
مرا بباد مده گرچه خاکسارم از آنکه | بخاک تیره کند بیشتر مکان گوهر
سزد که ننگ نیاید ترا ز صحبت من | از آن که ننگ نیارد ز ریسمان گوهر
اگرچه سیم و درم نیست هست گوهر نفس | که نزد عقل به از صد هزار کان گوهر
همین بس است که الماس طبع من دارد | چو خنجر ملک المشرق در میان گوهر
[illegible] | نثار می‌کند از جود بر جهان گوهر
[illegible] | ز فیض او دل کان رنگ یافت زان گوهر

[illegible] خاوران کنایه از مشرق گوهر اول کنایه از آفتاب و از گوهر دوم کنایه از ستارگان — چون طلیعه العیان آفتاب برآمد زمانه ستارگان را به فلک پنهان کرد ۱۲ لعل درفشان کنایه از دهن گوهر اول کنایه از سخنان شیرین و دلکش است ای معشوق چون تو از دهن سخنان شیرین گفتی و آن سخن گوهر بوده از آن گوهر درج در شکسته شد و گوهر گران سبک گردید ۱۲ زردی گوهر عیب آن است ۱۲ جزع گریه و زاری — مهره سلیمانی که سپید و سیاه باشد ۱۲ من خاکم و تو گوهر هستی ۱۲ تو گوهری و من خاکم ۱۲ آفتاب در این جا مراد از خاقان شه است ۱۲

بحرب دشمن سنگ‌فعل را عجب نبود | که همچو تیغ برآورد ز استخوان گوهر
بیمن بخت چو گیرد قلم بدست شود | بصورت شبه از نوک او روان گوهر
سپهر قدرا دست ترا وفی باید | بدست جود تو گنج شایگان گوهر
اگر تو دست سخاوت کشیده‌تر نکنی | بهیچ کان ندهد از خسیس نشان گوهر
عروس عدل تو تا پنجه دست بر عالم | بجای بیضه نهد دست ماکیان گوهر
توئی که هرگز پیرایه دانش نداشت | جز از وجود تو در حقه زمان گوهر
زمین ملک تو پرگوهر است نیست عجب | که عقد جاه ترا هست آسمان گوهر
نهی زمانه که بعد از هزار هشت و هشتم | مرا نهاد ز مدح تو در دهان گوهر
زمانه گرچه کرا آزاد هم ببندد باز | کسی نیفکند از دست رایگان گوهر
اگرچه گنجینه آورد بارها دریا | نه هیچ وقت بیفکند بر کران گوهر
قصیده‌ای که بمدح تو گفت بنده چو در | روا بود که شکستش ز بهر امتحان گوهر
درین دیار بسی شاعران پدید آیند | که زور فکرت ایشان دهد بیان گوهر

سله چون قلم بدست گیرد از برکت بخت از نوک او بصورت شبه گوهر روان شود ۱۲ سله گنج شایگان ای [illegible] شایگان [illegible] یعنی گنجی که لایق شاهان باشد نام گنج باد آورد که از خسرو پرویز [illegible] بود [illegible] دوم از گنج‌های خسرو پرویز [illegible] که کشتی‌ها [illegible] پر کرده [illegible] فرستاد باد مخالف آن کشتی را [illegible] آورد [illegible] آن مال را گرفت [illegible] باد آورد نام کردند ۱۲ سله [illegible] و [illegible] افتادن و [illegible] سنگ زدن و دادن و شادن و کشیدن مستعمل ۱۲ سله [illegible] آن عظیم الشان [illegible] [illegible] جز از وجود تو در حقه زمان [illegible] ۱۲ سله زمانه اگرچه که از آزاد [illegible] [illegible] رایگان [illegible] [illegible] رایگان [illegible] [illegible] قصیده [illegible]

نثر و به نظم چنین گوهری کنند قیام — از آن که خوب نشاید به توأمان گوهر

همیشه تا که به هنگام نوبهار سحاب — کند نثار به اطراف بوستان گوهر

نثار مجلست از چرخ گوهری بادا — که در قیاس نشاید بهای آن گوهر

در مدح ابوبکر محمد

گهی که بار دهد شاه بر سریر سرور — که باد تا به قیامت به عهد او معمور

سپهر مجمره گردان بود به پای تخت — شمال مروحه بردار و از برای بخور

مشام چرخ معطر کند ز نکهت عود — بخور عطر معنبر کند دماغ طیور

ستاره بر سر مجمر فتد به جای سپند — پی دفع دیدهٔ خورشید حرزه گرد غیور

مجاوران ارم بگسلند بهر نطاق — به دست باد صبا عقدهای گردن حور

ز شمع مشعله بر تاج قرص شمع شود — بر آسمان چهارم ز شمع شعشعه نور

[illegible] کنند در آن بزم حور با آن شه — [illegible]

[illegible] ارم [illegible] ... شمال باد شمال ... [illegible] ... سپند سیاه [illegible] ... نطاق ... مجاوران ارم همسایگان بهشت ... عقد ... اهل بهشت ... گردن حور گسلند ۱۲ ... در آن بزم ممدوح ... بهشت ... تا برای ترقی دولت و اقبال ممدوح دعا کنند ۱۲ ... بر آسمان چهارم آفتاب ست ۱۲ ... قصور ... بهشت ۱۲

به پیشِ بارگهِ کبریای شاهِ جهان — چو حسبِ کشته شد [illegible]

بلرزد از نفسش جانِ شاهان و رگِ باره — چو ما آمده [illegible]

چنان که جای نباشد از صولتِ خاکی — عجب دران [illegible]

دران زمان که جهان سوز بود فتنه — دران میان [illegible]

ز ترس بفشرد اندر عروق جانِ خول — ز سهم [illegible]

بود چو توم [illegible] — [illegible]

خدایگانا! اگر انگبیش این یک حیله — قضا بقدر [illegible]

فتور رفت و تشویش دشمن بود — کنون [illegible]

[illegible] بسته تشویش — [illegible]

کنون که کار خراب بود شد آباد — کنون که [illegible]

در مدح [illegible]

[illegible] به خدمت پیش بارگاه شاه جهان [illegible]

[illegible]

عید شاداب و خجسته است که تا سال دگر ۔ از گل و میوهٔ او بوی همی یابی و بر
بوی آن گل بنماید چو خرد کاره و بلغ ۔ بر آن میوه بیاید چو غذا سوی جگر
عید هر سال بیاورد و بر آورد بسال ۔ خلعت شاه زهی وان گل و شیر و شکر
این گل و میوه همان به که همین آرد بار ۔ زین گل و میوه چه گوئی که چه باشد بهتر
عید ما دست خوش خویش گرفتیم ازو ۔ خلعت شاه چرا این گونه نخواهیم دگر
ما بپیشیم و دگر نیز نه پیشیم ز شاه ۔ شاه همین نیز همانا که برین است مگر
ای بزرگی به تو تا زنده مبارک بادت ۔ خلعت خسرو دارا دل افریدون فر
هفت چیز است کجا زینت مردست و دو ۔ کله و گرز و قبا اسپ و سپر تیغ و کمر
ملک شرق بیاراست بدین هفت ترا ۔ چون ترا دید بدین زینت مردی درخور
زان که در بزم سزاوار کلاهی و قبا ۔ زان که در رزم فروزنده تیغی و سپر
خواست پاینده بود اسپ ترا باد صبا ۔ خواست تا بوسه دهد پای ترا شمس و قمر
حرکات تو گه بزم سبک روح چو سیم ۔ سکنات تو گه رزم گرانبار چو زر
گر ملک بود مراد تو که آید به هری ۔ آمد ای شاه کنون تا چه بخشی بر خور

۱؎ عید بحقیقت است شاداب که از گل رسته و او بیشه و بر همی یابی ۱۲ ۲؎ دست خوش بسیار گی ۔ و دستمال کنایه از عاجز و زبون و زیردست و هم چیزی را گویند که حصول آن سهل و آسان بود ۱۲ ۳؎ کله کرز آهنی ۱۲ ۴؎ کجا بمعنی که بیان نیز بزبان پهلوی آید ۱۲ ۵؎ سبک روح کنایه از مردم بی تکلف و خندان و شگفته و ظریف و سبک روح زر در میان معادن سنگین تر شمرده شده ۱۲ ۶؎ هری بکسر هرات را گویند اگر مراد تو این بود که به هرات خلعت آید اکنون آمد ۱۲ ۷؎ بر خور شده که بر دار ۱۲

ای تو پرستش کرده خواه شاهان گذشته | وی تو به جمله ... خواه و بیگی لشکر
نیک دانی که یک ساعت این نظم رهی | دوش پرداخته ... گفته شد اینها به درست
عذر من بنده دیر با شعر یک ماه چه خواه | تا به شب شعر گفتم ... اندر این وقت

در مدح ابوبکر ...

شاها اساس ملک تو استوار باد | عمر تو همچو دور فلک پایدار باد
هر آرزو که در دل اندیشه بگذرد | همچون عروس ملک تو را در کنار باد
هر گل که راحتی بدل آرد نسیم او | در چشم دشمن تو ز بیم تو چو خار باد
گرد ممالک تو پریشان نمی رود | در زلف دلبران خطا و تتار باد
در عهد تو بنفشه حزین است و بیش نی | در رویش اگر ز جود تو باشد چنار باد
نازل ترین منازل قدر تو چرخ شد | عالی ترین مراتب خصم تو دار باد
هیبت تو تا بسیط زمین زیر پی کند | بر ابلق زمانه عزم تو سوار باد
آن کس که ... خورشید ... | ... شمار باد
والی ... | ... تو در ... باد
هر کس که ... | در باغ دولت تو ... چو ... باد

[illegible]

بازی که بر سپهر عظمت دارد آشیان — همواره کرکسان سپهرش شکار باد

بر مرکز مراد تو کان قطب دولت است — تا حشر دائرات فلک را مدار باد

در نعل مرکب تو که طغان نصرت است — در گوش آسمان ز شرف گوشوار باد

گردون تیز حمله که تندی از او برند — در پیش قهر تو چو زمین بردبار باد

دار الملک که مقر سعادت است — از خسروی همیشه چو دار القرار باد

تا زهره عهد و چو زهره برون جهد — در دست تو به معرکه رمحت چو مار باد

وقتی که جنبش سپه فتنه بود — حفظ تو پیش دولت و ملت حصار باد

جائی که جلوه گاه عروس ظفر بود — بر فرق خصم گوهر تیغت نثار باد

در مغز فتنه خنجر چون گندنات را — تا نفخ صور خاصیت کوکنار باد

از دفتر اسامی والقاب بندگانت — اول ورق سپهر و دوم روزگار باد

تا هفت چرخ بر سر این چار عنصر است — حفظت همیشه بر سر این هفت و چار باد

٦٥ در مدیح طغان شاه گوید

قصر بلند شد بسعی شاه شفیق — رایت اسلام بر کشید بفرقد

سله طغان یا طغون (مهندی یا پسر و ضیا کنند) ۱۲ [illegible]

[illegible]

شاه جهان شهریار عالم عادل — خسرو غازی طغان شه ابن ...

آن که مرکب کند صواعق قهرش — خاصیت زهر در نبات و طبرزد

وان که کشند بهر بازوی دشمن — خنجر سوسن بجای تیغ مهند

ز فزع قهر و شدت غضب اوست — در دل کان پاره‌ها خون معقد

سبزه سنگ از شکوه تو چو برآمد — گردش چرخ لقب نهاد زمرد

ای به ترقی ورای چار عناصر — جاه تو گسترده چهار بیش مسند

رأی تو در یک نظر مشاهده کرده — نقش قضا و قدر از تخته ابجد

...که چو در لیست در هوای تو صافی — از کرمت سرخروی گشت چو اسپید

زد دم سرد عدوی تو چو طبیعت — جسم هوا ... چو صرح ممرد

منشی حکمت نعوذ بالله اگر هیچ — در ورق حال من کشد قلم رد

روز وجودم چو روزنامه حشمت — گردد از احداث روزگار مسود

...تشکل اره بر سرم نهد از جور — گردش ایام همچو حرف مشدد

...ست اجل تا کند دنیا دم از پی — والله اگر سر کشم ز خط تو چون مد

طبرزد ... قند سفید که صلب و سخت باشد ... [illegible] ... کشتن ... تیغ ... در آمدن ... [illegible]

در ... سبزه ... سنگ ... از شکوه تو سبزه سنگ برآمد ... [illegible]

... زمرد ... [illegible] ... از سبزه که ... [illegible]

... [illegible] ... اگر ... از خط تو ... [illegible]

... [illegible] ... پایمال ... [illegible] ... خون بسته ۱۲

گرچه درین شعر که بود قافیه دانسته — نیک غرض از شعر قافیه است مجرد

قاصد که این جنس گفته اند بزرگان — عذر من از راه اقتدا است [illegible]

تا عرق تو چو شبنمیان بود از لطف — راست چو بر برگ گل گلاب [illegible]

[illegible] از [illegible] خون جگر یاد — تصمیم ترا از [illegible] عرفیه [illegible]

۳۱ در مدح نصرة الدین

نوروز فرخ آمد و نو شد بهار داد — بوی بهار [illegible] یار داد

پار سرکرده [illegible] نوروز خواستم — گفت از لب طبیب [illegible] خمار داد

[illegible] چو ترک سنگدل و چه سنگدل — گو بر [illegible] اهم دو [illegible] داد

پاشش بر پشت و بیا جام [illegible] شکل — آو آب بار خورد و مرا تاب [illegible] داد

چون مار مهره خواستم از [illegible] لبش — در پیچ رفت زلفش و از مهره مار داد

آن عشق ولایت جان را [illegible] — در دل نشست و قلعهٔ جان را حصار داد

گفتم جان [illegible] کز جانم [illegible] — چون نام شه شنید مرا زینهار داد

شاه جهان اتابک اعظم که دولتش — بازوی ملک را بقدم استوار داد

له قافیه مجرد — [illegible] مطلق و مقید در پهلوی حرف قافیه نبود آن را مجرد گویند ۱۲ که اقتدا پیروی [illegible] گسترده شده و [illegible] کرده شده ۱۲ که تا مهره مهره [illegible] که در مار باشد آن را از [illegible] آورند [illegible] ۱۲ که عشق آمده جان را بزور گرفت و در دل نشست جان را [illegible] ۱۲ [illegible] باد کرد ۱۲ [illegible] ۱۲ [illegible] حصار [illegible] کرده ۱۲ [illegible] دست بردار ۱۲ [illegible] زینهار پناه ۱۲

دارای عصر نصرة الدین آنکه اختیار ملک — کایزد به اختیار خودش اختیار داد
سر دفتر خلافت بوبکر کآسمان — از دیده تیرگی ببرد وز جانش نثار داد
شاهنشهی که در حشمت بارگاه او — بر آسمان رساند کسی را که بار داد
سید صلاحی که بسر پای دشمنان — شمشیر او نشان سر ذو الفقار داد
کشور ستان سکندر ثانی که خضر فیض — آب حیات او ز می خوشگوار داد
می خورد نه چنین که ز بهر صلاح ملک — مشغولئی به چشم بد روزگار داد
کیخسرو زمانه که جام جهان نمای — او را سخن ز مخالف او را اخبار داد
چون وقت طاعت آمد هنگام داد او — پوشیده کرد طاعت و داد آشکار داد
از غیرت جهان بسر تیغ و مصر شد — یک یک بشد ز بی سبکی صد هزار داد
چون ابر کآب را به شمار عدد کشید — وانگه چو داد بی عدد و بی شمار داد
میراث خوار ملک فریدون بعالم اوست — میراث را زمانه به میراث خوار داد
دولت چو دید کوست قرار همه وجود — ملک وجود را همه بروی قرار داد
دریا ز رشک خاطر من همچو آب شد — از بسکه او نثار در شاهوار داد
هر چند من به گنج قناعت توانگرم — بی برگیم تمام دلم را غبار داد

سر دفتر خلافت ابوبکر که آسمان برایش از دیده تیرگی برده و از جان نثار داده ۱۲ [illegible]
ممدوح می خورد که در [illegible] آن جام [illegible] بلکه او این کار از برای آن [illegible] که [illegible] چشم بد [illegible]
مشغول باشد [illegible] ممدوح مشغول [illegible] ۱۲ جام جهان نمای [illegible]
از احوال جهان [illegible] ۱۲ [illegible] خراج ملک ۱۲ [illegible]

زان پیشتر که خاک زمین را بود قرار
افزون از آنکه دور فلک را مدار داد

سرسبزی فلک به زمین بوس شاه باد
ختم سخن بگو چه نکو یادگار داد

در مدح ابوبکر محمد

نقش آن دولت که آن بر هفت منظر یافتند
نظم آن نصرت که آن در حلیهٔ گوهر یافتند

چون مرتب شد بهم فهرست آن مجموعه را
در کلاه خسروان هفت کشور یافتند

داور اعظم اتابک نصرة الدین کز علوش
آفرینش را ز طوقش بر سر افسر یافتند

خسرو عادل ابوبکر محمد کز درش
گردش هفت اقلیم را از دور تونگر یافتند

پادشاه بحر و بر کشورگشای خشک و تر
کز محیط فیض او خشک زمین تر یافتند

مهرهٔ گل شد زمین در روی مهر آن مهره را
بر بساط امر او نقش ششدر یافتند

آسمان شد شکل گوی شاه کان شکل را
در خم چوگان او گوی مدور یافتند

هرچه شاید گفت کان از ابتدا تا انتهاست
ز ابتدا تا انتها پیشش مسخر یافتند

ای جهانگیر آفتابی کاشتات در دو قطر
قطری اندر باختر قطری بخاور یافتند

از سپهر رفعت تو چیست میزان تا رسد
کارتفاع آن ز صد بالای اختر یافتند

هرکه در پیمان ملکت چون رسن شد پیچ پیچ
گر ملک شاه است حلقش زیر چنبر یافتند

سلطان داور اعظم اتابک نصرة الدین که خاقان پادشاه عالی دارد کز طوقش بسر آفرینش افسر یافته اند ۱۲ [illegible]
[illegible] ۱۲ [illegible] ۱۲ [illegible]
[illegible] ۱۲ [illegible] ۱۲

وان گه چو بر نقش نامت سکه را نظم کرد — گر نظام الملک شد خطش فر و زر یافتند
فتح گر شش ساله بود آواره اندر عهد تو — پاسداران نوابش در گرد لشکر یافتند
نعل‌ها بستند روزی مرکبانت را بروم — حلقه گم شد از آن در گوش قیصر یافتند
شحنه میدان او در روز تیر ریزت ز شام — قطره‌ها بود از آن در حلق شکر یافتند
بهر ورت ظلمتیان را بود شه خشک آب دست — کان سخن تر بود کز لفظ سکندر یافتند
چیست بر کار خراسان تیغ تو چون [illegible] — کان گمان گر بود کز ظفر لب سنجر یافتند
[illegible] چون مهتاب یک شب [illegible] — کانچنان آید چو بخشش بر سر افسر یافتند
وان که جهان کرد [illegible] — طالعش را چون ترازو سنگ در بر یافتند
[illegible] جهان اندر [illegible] — هر کجا اندر نسبت با او چو بر یافتند
یک نفس آن شد که چون معیار قدر آمد پدید — قیمت یک من هوا اندر نیم جو زر یافتند
سایه چون همه افکندی بر ظهیر شاعران — تشنگان در بهر طبع آب کوثر یافتند
گر سخن افزود اقبال تو او در دست از آنکه — عزت عیسی است کان اندر سم خر یافتند
آنچه من این بیک گر جمشید دگر کیخسرو است — باشدش در خواجه تاشی خاک پایش یافتند
تا سر عرش نو زمین از فرق گنج آگه شدند — تا علیق چوش با عرض برشته چو بر یافتند

ظلمتیان آنان که [illegible]
باشد و وال [illegible]
[illegible]
[illegible]

بیش از انت باد گوهر بیش از انت باد گنج — وان دعا را عرشیان مقبول دفتر یافته

در مدح ملک نصرة الدین

چه پرتو است که اقبال بر جهان افگند — چه غلغل است که دولت در آسمان افگند
عبیر موکب شاه است یا نسیم بهشت — که بوئی امن و امان در مشام جان افگند
همای رایت او سر به سدره در ناورد — عجب که سایه برین تیره آشیان افگند
چه منت است که بر گردن زمین و زمان — طلوع رایت رای خدایگان افگند
سپهر عصمت و تایید شاه نصرة دین — که در جهان کف او نام بحر و کان افگند
جهان گشای ابوبکر بن محمد آنکه — به تیغ رخنه در ارواح انس و جان افگند
شکوه سایهٔ شمشیر او به بود وجود — زمانه را تب لرزه در استخوان افگند
عدو اگرچه یقین بی شناخت هستی خود — خیال تیغ شهش بازوگیان افگند
ایا شهی که یک فتح رایت همت تو — جهانیان را در اوج آسمان افگند
توئی که عدل تو در جای شوخی گوزن قضا — بلی که عاشقست و فرقهٔ امان افگند
گشاده دیده بر امن و عافیت به خود — کسی که چشم برین فرخ آستان افگند
هنر کسی که ندانست قدر نعمت تو — بسان آدمش ابلیس از جنان افگند

[illegible] ۱۲ — [illegible] افگند [illegible] ۱۲ — کسی که چشم برین آستان فرخ افگنده است بر تو [illegible] که در امن و عافیت گشاده ۱۲ — هنر کسی که قدر نعمت تو ندانسته است شیطان او را چو آدم از بهشت افگنده است ۲ حضرت آدم را ابلیس [illegible] به خوردن گندم [illegible] بود تا از بهشت آدم از بهشت برآورده شده بر زمین افگنده شد ۱۲

...ست موج کہ دریائے دولتِ تو بزد | بجملگی خس و خاشاک بر کراں افگند
...بہ نقصانِ ترا ہر یکے بنوعِ دگر | زمانہ در فتنِ آخر الزماں افگند
...یکے برد یکے را فلک بہ خنجرِ تو | گلو بریدہ و یکے را ز خانماں افگند
...چہ خنجرِ تو ہمہ ابرِ رحمت است چرا | ہزار صاعقہ در راہِ کہکشاں افگند
...دلی کہ ہمتِ تو آں فراخ حوصلہ است | کہ ہر دو کون بہ یک لقمہ در دہاں افگند
...وک سر بنہادند زیرِ آں گوہر | کہ زیرِ پائے تو اقبال رایگاں افگند
...یت عزیمت بروم ست و گر عراق ہوائے | برد کہ تیغِ تو سایہ بر این و آں افگند
...بانہ سان ز دولت بہ تیر واں بردخت | ستارہ برگ قدومت بہ اصفہاں افگند
...عدوئے ملکِ تو آں شب ز عمر دست بشست | کہ طالعت نظرِ سعد بر جہاں افگند
...ہمیشہ تا کہ نپیچد کسے عناں ز فلک | چو دور قضا راست بر زباں افگند
...بکامِ خویش بر آں مرکبِ نشاط و طرب | کہ بخت با تو عناں راست بر عناں افگند

اول موجے کہ دریائے دولتِ تو زدہ است ہر خس و خاشاک را جدا انداختہ است ۱۲ ... زمانہ ... تو ہر یکے را بنوعِ دگر در فتنہ ہائے آخر الزماں انداختہ یکے برد و یکے را فلک بخنجرِ تو گلو بریدہ و یکے را تباہ ... خنجرِ تو ہمہ تن ابرِ رحمت است چرا کہ آں در راہِ کہکشاں ہزار صاعقہ افگندہ است ۱۲ ... تو چناں ... توچناں حوصلہ مند وارد کہ ہر دو جہان را بیک لقمہ در دہن انداز د ۱۲ ... شاہان جہاں زیرِ آں گوہر کہ اقبال زیرِ پائے تو ... افگندہ بود سر نہادہ اند ۱۲ ... خواہ آہنگِ تو بروم باشد و خواہش تو ... کہ خواہی بروم زیرا کہ تیغ تو سایہ بر ایں (عراق) و بر آں (روم) افگندہ است ... پیوستہ آید ۱۲ ... نزول ... قدم آمدن ۱۲ ... کہ طالع تو نظرِ سعد بر جہاں افگندہ ... ملکِ تو آں شب از عمر دست شستہ است نا امید گشت ۱۲ ... بکامِ خویش ... نشاط و طرب ... زیرا کہ بخت باتو ہمراہی دارد ۱۲ ... عناں ... عناں بر عناں افگندن ہمراہی کردن ۱۲

۳۲ در مدح ملک حسام الدین

دلم که بر همه عالم غم تو کرد فراد — امید داده که ز وصل تو کسی رسد بمراد
سپهر کسی چو مرا سال و ماه راه نگشت — جز اشک دیدهٔ خونین جگر به آب شبانه زاد
از آن فریفته نقش هوا بست نبود بر تختهٔ دل — بدان مثال که بر پشت دستها و سیه سوا
چو آب خبر که بود در جهان ز رنج و عنا — زبان راوی عشقت بمن کند اسناد
چو نیک دیدم من از غم بدست خود دشمن — بلای عشق به غیبت سبب خود بمراد
چه خواهی از دل بیچاره ستمکش اگر — شدست حکم هوای تو را بجان منقاد
کسی که صورت خوب تو دید و فتنه نشد — به نزد عقل نباشد بهیچ حساب جماد
مرا که شد همه غم بسته در نهاد عشق — زیاده عمر کمی از چه بیکم چو زیاد

مطلع ثانی

ده ز آتش عشق آمده است من بر باد — که گرچه پیش از هستم چو خاک کوی تو کشاد
بخون نهان چو دی دست تو شمار حق را — چه خواسته ز غمزه اشک این شغل را بنیاد
ز تو که بنا و کت آن دیده ام که از تو بخش — به همچنین گشته غم ... هم گشته چنان شاد

[illegible]

بزرگیت که نشاید نگاشتن به قلم
به دل‌فروزی و خوبی تراست چون شه را ۱ / چو تاج بخشی و کشورستانی افتاده

حسام دولت و دین آن که تیغ صلاحش کرد / خدای عزّ و جلّ حافظ بلاد و عباد
نهم سپهر ملک اعظم اردشیر ۲ دوم / که اوست افسر اسلاف و مفخر اجداد
شهی که روشنی چشم کائنات آمد / برای رغم اعادی و کوری حسّاد
رسید مایهٔ بخشش به هر غنی و فقیر / کشید سایهٔ عدلش به هر دیار و بلاد
چنین بود که ز بخشان دست بخشش / نه مهر و ماه منیر و نه بحر و ابر جواد
نهی به سینهٔ تیغ تو بر مخالف دین / عقوبتی چو در ایام هود ۳ بر عاد
حریم ملک تو آمد مصون ز ریب منون ۴ / چنان که قبهٔ سپهر از خلل بنیاد
به هر مکان که رسد نور روز ظلمت شب / گریختست به روشن جای او ز تو اضداد ۵
اگر ز ملک سلیمان کسی سؤال کند / فلک نفاذ ترا آورد به استشهاد ۷
وجود خصم تو جز کثرت سوادی نیست / چنان که هیبت صفر از سیاهی اعداد
مراد و کام تو خواهد سپهر و دهر و ملک / ثنا و حمد تو خواند فرشته در اوراد

۱ ای معشوق ترا به دلفروزی و خوبی همان استعداد حاصل است که پادشاه را به تاج بخشی و کشورستانی حاصل است ۱۲ ۲ اردشیر نبیرهٔ ساسانیان که ایران را از دست یونانیان مستخلص کرده ... تحویل آورده ۱۲ ۳ هود نام پیغمبری که به دعاء ایشان در قوم عاد طوفان باد آمد عاد از نسل عاد بن سام بن نوح بودند و نافرمانی حق نمودند ۱۲ ۴ ریب منون حوادث روزگار ۱۲ ۵ اضداد جمع ضد ... ۶ تیغ عبده بندگان ۱۲ ۷ استشهاد طلب شهادت کردن ۱۲

ز نور پر نشدی آفتاب شکل هلال
اگر ضمیر منیرت نکردی استمداد

بدان خدای که از کبریا و روی جلال
منزه است ز اکفا مقدس است از اضداد

نه ذات بی بدلش راست تهمت اشباه
نه ملک بی خللش راست وصمت اضداد

که خسروی چو تو بیدار بخت و عالی قدر
بخواب نیز نبیند سرای کون و فساد

شها چو موسم نوروز فرخ آمده است
که تا به لهو و طرب عقل را کند ارشاد

بجز ز باده نوشین رواد وقت بده
که روز رفته نگردد به هیچ حال معاد

بهشت وار یکی بزم ساز نوروزی
چنانکه هست ز آیین خسروان معتاد

که تا به تهنیت در پای بزمت افشانم
لطیفهای چو در از بحر خاطر وقاد

سخن که یافته‌ام چیرگی و فیروزی
ز بندگی تو زان جمله مطلب و مراد

بخدمت تو امان یافتم ز تیغ زمان
چنانکه از اثر سعی مرتضی مقداد

هوا بمرحمت و آفتاب با لطف است
رسید خوشه امید من بوقت حصاد

میان زمرهٔ اقرانم از عنایت خاص
تو کردی اوحد از آن پس که بودم از آحاد

ز تربیت چو کسی بیشتر شناسایم
به نظم و نثر حریری و صاحب عباد

بپیشگاه شهی که بتقدیر صنع بی علت
بود فراخته این چار طاق سبع شداد

[illegible] ۱۲ [illegible] متنا و عمارت گرفته شده ۱۲ [illegible]
[illegible] ۱۲ [illegible]
[illegible] ۱۲ [illegible]
[illegible] ۱۲ تشبیه [illegible] ۱۲ [illegible] سبع شداد هفت آسمان ۱۲

سرادقات جلالت کشیده باد چنانک — که از طنابش بنا پایه یابد از دوام اوتاد
قبای ملت و دوران تو بدین قد باد — که دامنش ز درازی رسد به روز معاد

در مدح ملک حسام الدین

هرگز صبا ز زلف تو یک تار نشکند — تا قدر چین و رونق تاتار نشکند
دیگر کسی ز غمزهٔ تو شد اندوختن حرام — هر ناوکی که در دل افگار نشکند
بیمار نرگس تو چو مائل بخون ماست — تن در دهیم تا دل بیمار نشکند
بنمود دی که دست قدرت از پی نثار — چشم هزار لؤلؤی شهوار نشکند
جز در مثال بردن خطی ز عارضت — نقاش عشق را سر پرگار نشکند
دعوی خوبی تو چو باطل نشد ترا — معلوم شد که رونق گل خار نشکند
تو با دلی چو سنگ و مرا راه صبر پیش — آری عجب چه آبگینه که در بار نشکند
یک بوسه از لب تو بیک جان توان خرید — گر عشق را ز حسن تو بازار نشکند
روزی به لطف در رخم آخر نظر کنی — گر قدر زر از آن کف زربار نشکند
یعنی کف جواد شهنشه که جاه او — از مهر و ماه مایه و مقدار نشکند

سرادقات جمع سرادق سراپرده ۱۲ صبا از زلف تو هرگز یک تار نشکند که از خوبی آن چین و قدر و تاتار را رونق نسازد ۱۲ مثال بردن تصویر کشیدن، نقاش صنع تصویر چه چیز توان کشید تا از کشیدن تصویر خط رخسارش درمانده است ۱۲ چون پژمرده شد دعوی خوبی تو باطل نشد یعنی در خوبی تو نقصانی پدید نیامد از آن پیدا شد که نازکتر اند رونق گل بپژمرد ۱۲ اگر بازار عشق بی رونق نشود از لب یک بوسه عوض یک جان توان خرید ۱۲

ای خسروی که تا ز نهم چرخ نگذرد — کس پیش حضرت تو صف بار نشکند
سهل است مایهٔ محاسن خلق تو باد صبح — نرخ عبیر و رونق تاتار نشکند
الا به بوی لطف تو مشاطهٔ چمن — زلف بنفشه بر رخ گلزار نشکنند
بر نردبان رفعت تو وهم کی رسد — تا صد هزار پایهٔ پندار نشکنند
با جود کف دریغ تو نسبت درست کرد — نقدی که در ترازوی معیار نشکنند
شاهی که سایه داری حفظش دهد خدای — از تند بادِ حادثه ها خوار نشکنند
طاق عمارت تو سعادت چنان نهاد — تا روز حشر گنبد دوّار نشکنند
در حسبهٔ که گرز تو گیرد بر اجل — الا سر عدوی تو دیوار نشکنند
با تو کدام خصم نهد رو بکارزار — کز گاو گرز حملهٔ تو زار نشکنند
کس با تو لفظ نکند تا صدای کوه — از هیبت تو در دم کهسار نشکنند
زنهار نیزهٔ تو چه ماریست کز زبانش — جز در دهان خصم تو زنهار نشکنند
تیغ تو صف دشمن و حکم تو دست چرخ — آسان اگر ببندد و دشوار نشکنند
شب نگذرد که شورت شهرت خیال خواب — اندر دماغ فتنهٔ بیدار نشکنند
حاضر بخوان مکرمت کی شود قلم — کانجاش از مداد تا بار نشکنند
پشت فلک ز بهر ربودن کجا خمد — تا نعل نقرهٔ تنگ تو سیار نشکنند

طاق سعادت طاق عمارت ترا چنان استوار بنهاده است که تا روز حشر آن را گنبد دوّار آسمان نشوان شکست ۱۲ شورت تیزی و غضب ۱۲

هر صبح چتر پایهٔ سر افسار ابلقت | گردون درم تریزد و دینار نشکند
شاها اگرچه پایهٔ فضل مرا رواج | سرمایهٔ بضاعت اشعار نشکند
جستم بسی بنظم ز پیرایه مدح تو هر نفس | نظمم در خزانهٔ اسرار نشکند
تا نقشبند گنبد این چار کارگاه | این هفت آلت که درکار نشکند
وا تم اساس عمر چنان استوار باد | کز هفت در نگردد و دار چار نشکند

در مدح شه سلیمان

زلف بسر کشش چو در مجلس پریشانی کند | دل اگر جان در نبیند از وگران جانی کند
عقلها را از پریشانی نبستن بود گر به | اندران مجلس که زلف او پریشانی کند
تا پریشان است سر زان پیش ما بیچیده سر | چون پریشان گشت بر گل عنبر افشانی کند
کی تواند بود در روی عقل اندر کافری | آنچه زلف کافر او در مسلمانی کند
از تکبر نرگس جادو شده خوش آشنا او | شوخ چشم عاشق یک نظر با آن پریشانی کند
عشق عالمگیر او چون عالم دل را گرفت | کس نداند تا دران عالم چه ویرانی کند
ای نگار آن از کمال حسن تو را اندر سخن | هر که خواهد تا بسی پیش شمع زبانی کند
روی پیش طلعت تو راه گردون میزند | سجده پیش قامت تو سرو پیشانی کند

[illegible] گران جانی بسیار سستی ... [illegible]
[illegible]
[illegible]

دیدهٔ من ابر نیسان است و رویت گلستان　　گلستان را تازه اشک ابر نیسانی[1] کند
تا بود زلف تو چوگانی دل عشاق را　　عشق دامنگیر تو گوشۂ گریبانی[2] کند
گوشۂ دل مے فگنم در عرصۂ میدان عشق　　تا مگر آں گوشہ را زلف تو چوگانی کند
چنگ در فتراک عدل شامل سلطان زنم　　گر دل سخت تو با من سست پیمانی کند
ظل حق سلطان اعظم شہ سلیمان گز پی　　آں کہ گردونش خطاب اسکندر ثانی کند
آں کہ در دیوان او قیصر بخدمت دم زند　　واں کہ بر درگاہ او فغفور دربانی کند
آں کہ از لطف ضمیرش گر بدزدد گیتی‌ها　　در زمانے جسمیاں را جامۂ روحانی کند
ہمتش گشد دیو دیوی بخشد تا بر تخت ملک　　شاہ رکن الدین والدنیا سلیمانی کند

مطلع ثانی

جام او بر کوثر فردوس لقمانی کند　　نام او بر نامۂ تعظیم عنوانی[3] کند
ہرزہ باشد با قیاس رمح و گرزش گر کسے　　ذکر رمح رستم و گرز نریمانی[4] کند
در صلابت[5] ہمچو موسی گشت و شاید گر کنوں　　محسن اندر دیدۂ اعداش ثعبانی کند
مشتری گر ہمتت را بر آسماں سازد مقام　　مشتری[6] بہرام گردد زہرہ کیوانی کند

[1] ابر نیسانی - ابریست کہ در ماہ نیسان پر خیزد - نیسان ماہ رومی است - دریں ماہ ابرے کہ می بارد از آب باران قطرہ در صدف گوہر شود ۱۲ [2] گوشے گریباں - گوشہ گریباں ۱۲ [3] عنوان سرنامہ ۱۲ [4] نریمان پدر سام کہ جد رستم بودہ ۱۲ [5] در صلابت ہمچو موسی ... عصا ... ثعبان گفتہ ... در صلابت ہمچو موسیٰ گشتہ گر اکنوں آں ... در چشم دشمناں اژدہا ... اژدہا گشتہ ۱۲ [6] مشتری ، زہرہ ، ستارہ ... مریخ و زحل ... ۱۲

ای به عالی تو دائم ملک و دین را تربیت | از کمانِ نصرت و تأییدِ سلطانی کند
ساکنانِ ربعِ مسکون را که مستقبلِ تو اند | مهرِ تو در هر مکان چون روحِ حیوانی کند
هر شبی در رزمِ پیکار تیغِ مه‌نوسی تو دید | پیکرش را پرنیانِ خود خفتانی کند
تیغِ تو ابریست کو لانشان که موجِ سیلِ او | هر زمان در کشورِ خصمِ تو طوفانی کند
بر درت خورشید گر جبهت نهد وقتِ سجود | جبهتش را خاکِ درگاهِ تو نورانی کند
خصمِ شیطان سیرتِ تو گر کند با تو خلاف | آن خلاف الحق هم از وسواسِ شیطانی کند
تیرِ عزمت از کمانِ فتح چون گردد جدا | موی بر اعضاء اعدای تو پیکانی کند
مادحِ جاهِ تو شاها گر بعزمت اختیار | تا درین حضرت بمدحِ تو ثنا خوانی کند
خاطرت داند که چون در امتحانش افگنی | شاعری گر ساحری گیرد به آسانی کند
گر رود در انتظام سهو تن کردیست قبول | گاه نظم و نثر حسانی و سحبانی کند

سله ربعِ مسکون در دنیا سه چهار آب و یک چهار خشکی که بران آبادانی و رفع شده و از انکشافات جدیده ثابت شده دو ثلث آب و یک ثلث خشکی است در هر مکان مهرِ تو بر ساکنانِ ربعِ مسکون تاثیر روحِ حیوانی سرایت کرده است ۱۲ سله پرنیان حریر باریک، خفتان جامه در زیر [illegible] در جنگ سر میانه و حمله‌آور تیغِ هلال آسای تو دیده آن شش را بحر پرنیان خود خفتان [illegible] سله کسوت گرفتن آفتاب ۱۲ سله [illegible] پیکان می گردد ۱۲ سله [illegible] درگاه [illegible] ۱۲ سله ظهیر فاریابی [illegible] ۱۲ سله [illegible]

تا وجود عقل کامل جهل را نقصان دهد | تا بقای عدل شامل فتنه را فانی کند
باش باقی در جهانبانی ز عدل شاملت | تا ز فتنه راستی تو دین را نگهبانی کند

۳۶ فی المدح والموعظه بمدح سیف احمد

گیتی که اولش عدم و آخرش فناست | در حق او گمان ثبات و بقا خطاست
بنیاد چرخ بر سر آبست ازین قبیل | پیوسته در تحرک و دوران چو آسیاست
بگشای لب بخنده که تو خفته از آن که | در خواب خنده موجب دلتنگی و بکاست
اوقات مشو بعمر که در خواب غفلت است | آن کس که چاره یابش ارکانش تنگناست
مشکل ترا این که گر به مثل دور روزگار | رو نیست دو مهلتی و بدت گوئی این بقاست
چون طینت ز محنت و حسرت سرشته اند | گردش و طیره تو بگرینیم هم رواست
گنجی نگنجد درین زمانه تو مخصوص نیستی | در هر که بنگری به همین ولع مبتلاست
در کائنات پیر ز غالب نیست هیچ کس | او هم اسیر دهشت درگاه کبریاست

سله تا وقتیکه وجود عقل کامل نادانی را نقصان رساند و تا وقتیکه بقای عدل شامل فتنه را فنا گرداند تو بسبب عدل شامل خویش برادرنگ سلطنت متمکن باشی تا راستی تو دین را از فتنه نگهبانی کند سله دنیا که اولش عدم بوده و آخر آن فناست در حق آن این گمان کردن که آن را ثبات و بقاست خطای محض است ۱۲ سله هر بنیاد که بر سر آب بود متزلزل باشد چون بنیاد چرخ بر سر آب است ازین جهت همواره حرکت می‌کند و دوران همچو آسیا گردان است ۱۲ سله اگر کسی خود را در خواب خندان بیند تعبیرش آن بود که رنجی بیند و گریه کند ۱۲ سله تفصیل مخصوص بودن ... کائنات ... ۱۲

وان آسمان که چرخ علو نیست نام او | بنگر چگونه تا قدمش از بار غم دو تاست
خورشید را که مردمک چشم عالم است | تر دامنی ابر سیه مانع ضیاست
گردون خلاصه ظلمت [illegible] نور | آتش [illegible] آب و زمین دشمن هواست
از [illegible] سنگ [illegible] گار [illegible] است | در کوه ناله دان و سپیدار کان صداست
دریا فتاده در تب و لرزست روز و شب | [illegible] و [illegible] گو [illegible] بال گواست
[illegible] مشیت [illegible] | او [illegible] بی حد و منتهاست
شیر [illegible] | از دست خود [illegible] محنت و بلاست
وان [illegible] که [illegible] انگشت [illegible] گزد | در [illegible] ست [illegible] ز کجاست
طاوس [illegible] خوبان [illegible] است | [illegible] شاه مرغان [illegible] هواست
[illegible] که [illegible] شوق می‌زند | [illegible] شاهیش [illegible] است
[illegible] آدمی [illegible] می‌بیند | [illegible] در کشاکش آن [illegible] است
نقش [illegible] است و او | هم پایمال [illegible] خوش هواست

[illegible]

حالِ ثبات اگرچه نگفتم بدین قیاس — میدان همی گذر که زپول از پس قفاست
ملکِ خدای ثابت و باقیست بعد از آن — آثارِ خیرِ صفدرِ ایران دگر بجاست
فرمان دهِ اکابرِ آفاق سیفِ دین — کانفاسِ عدلِ او مددِ نکهتِ صباست
آن سروری که رونقِ یک روز عدلِ او — عذرِ هزار ساله جفای جهان بخواست
صدرش مقرِ جاه و درش جای دولتست — طبعش مکانِ لطف و کفش معدنِ سخاست
ای پیشِ رای روشنِ تو همچو آفتاب — هر سرِّ حکمتی که پس پردهٔ قضاست
ذاتِ تو بر زمین اثرِ لطفِ ایزدست — عدلِ تو در جهان نظرِ رحمتِ خداست
دینِ پیمبرست به پشتیِ سعیِ تو شد قوی — کارِ جهان بسایهٔ عدلِ تو گشت راست
گردون که با جفا نفسی داشت پیش ازین — اکنون همی زند نفسی کاندر وفاست
عصمت چنان بود که ترا بر زبانِ دوست — چیزی همی رود که نه حق را در آن رضاست
از آبِ تیغِ تست آتشِ فتنه فرو نشست — و آوازهٔ امان ز حدودِ جهان بخاست
رایِ مقدسِ تو که بر غیب مشرفست — از ماجرای قصهٔ من بیخبر چراست
آن سخت تیر سپس که قریبِ چهار سال — دورانِ چرخ بی عوض از عمرِ من بکاست
زین حسرتم که گرچه درین وقت تحفهٔ من — از خاکِ آستانهٔ شاهِ جهان جداست
هنگامِ آن که جلوهٔ فتح و ظفر کنم — کارم شکایتِ فلک و شرحِ ابتلاست

سله هبا بالفتح گرد و غبار و هوا که از روزنان در آفتاب پیدا آید ۱۲ سله رائی پاکِ تو که غیب را نگران است از سرگذشت قصهٔ من چرا بیخبر است ۱۲ سله ابتلا در بلا افتادن ۱۲

گیتی بجای من ز جفا کرد آنچه کرد
گر لطف تو تدارک آن کار می کند رواست

تا در مذاق آدمی از راه عقل و شرع
تلخی خوف هم بر شیرینی رجاست

باد همیشه قبلهٔ خوف و رجای خلق
صدر تو همچنان که فلک قبلهٔ دعاست

در مدح نصرة الدین

سریر سلطنت اکنون کند سرافرازی
که سایه بر سرش افکند خسرو غازی

فلک کلاه عزو رایی زمان ز سر بنهاد
که هست افسر شه بر سپهر سرافرازی

خطاب خسرو انجم کنون بگرداند
که مصلحت نبود خسروی به انبازی

همای چتر همایون چو بال و پر بگشاد
ازین سپس نکند جغد دعوی بازی

چنین که قائم دولت در آمدست بجوش
ز موج او نه خطا یی جهد نه انجازی

چنان بساخت جهان را هوای دولت شاه
که از طبیعت اضداد رفت ناسازی

ازان گذشت که گستاخی کند پس ازین
سحر به پرده دری با صبا به غمازی

ازین سپس بصدای بانگ پنج نوبت شاه
کند منادی اسلام را هم آوازی

خدایگان سلاطین عهد نصرة الدین
که دولتش به حوادث همی کند بازی

شکوه شهپر شاهین همتش نگذاشت
دل عقاب سپهر از بلند پروازی

سنان او چو به چشم حسودش کند تیزی
گرفت قامت گردون دگر سپربازی

سلطنت انجام رسید و وفا کرد اینها ۱۲ [illegible] تیغ [illegible] تیزی [illegible] سرتیز [illegible]
[illegible] سپربازی کنایه از [illegible] کردن ۱۲ [illegible] خسروی [illegible]
ممدوح باشد ۱۲ [illegible] عقاب [illegible] ۱۲

زهی به مصر ممالک ترا عنایت حق — عزیز کرده و الحق سزای اعزازی

مسافران فلک سایه وهم همراهی — مدبران قضا را بجای همرازی

به مجلس تو نظر نگسلد همی ناهید — بدان طمع که به خنیاگریش بنوازی

تو ملک بردی و دشمن بگرد تو نرسید — کز این مثل مثل عزو ریست با یرازی

اگر به غیبت تو خصم فرصتی طلبد — حدیث سگ بود و دستگاه برازی

سپهر از خط حکم تو سر نخواهد تافت — اگر به تیغ سیاست سرش بیندازی

عیار مهر ز اخلاص تو نخواهد گشت — اگر به بوته کین سالهاش بگدازی

ترا به ملک زمین تهنیت نیارم گفت — ق که عقل را بود آن جا مجال طنازی

سپهر و مهر بخاک در تو می نازند — بسیط خاک چه باشد که تو بدو نازی

زمانه دامن دوران ز بیم در چیند — چو دست حکم سوی جیب آسمان یازی

اجل ز دشمن جاهت جهان بپردازد — چو لحظه‌ای به مهمات ملک پردازی

همیشه تا غم و شادی به نوع ممتازند — تو شادزی که ز شاهان عصر ممتازی

قضا زمام تو در مملکت چنان بادا — که اسپ حکم به اجرام آسمان تازی

ریاضت تو چنان کرده ملک ترکی را — که همعنان به قدر با فصحت تازی

۲۰ در مدح نصرة الدین

مصر شهری خیلی بزرگ ۱۲ ناهید ۱۲ تبرز یعنی سرگین آدمی ۱۲ خنیاگری ۱۲ الفاظ ۱۲ تازی یعنی شوخی
ریاضت تعلیم اسپان که جهت سواری باشند اسپان ترکی و تازی یعنی عربی مشهور اند ۱۲

زهی مسخر حکمت ز ماه تا ماهی　　شهی ستاره سپاه و سپهر درگاهی

توئی که از رهِ تشبیب قسط روزی خلق　　بدست تست گرانی و اگر کاهی

چو بندگان مه و خورشید بر درت شب و روز　　نشسته اند بهر خدمتی که تو خواهی

تو آن ستاره شکاری که شیر بیشهٔ چرخ　　ز بیم تیغ تو تن در دهد بروباهی

بحکم پرخردی چون خرد بر ارواحی　　بوقف خوش سخنی چون سخن در افواهی

به مصر ملک خدایت عزیز کرد و هم اوست　　کرد او بتخت عزیزی چو یوسف شاهی

ز تست چهرهٔ دین را طراوتی از پی آنکه　　بتیغ تست آثار صبغة اللهی

برد سنان تو از چشم روز بینائی　　دهد ضمیر تو از پیر چرخ آگاهی

شکسته نامده از پیچ زلف در عهدت　　مگر بطرهٔ جعد بتان خرگاهی

کجا کند مه و خورشید چون کشی می لعل　　برد بپیش تو خورشیدی و بشب ماهی

خدایگانا دانی که خدمت تو مرا　　مقدم است بر اغراض مالی و جاهی

زمانه سرزنشم کرد و گفت خیز چرا　　فتاده از در شاه جهان بگمراهی

جواب دادم و گفتم که نیک باز اندیش　　کزین میانه منم با تو مخلطی و ساهی

اگر فتاده ام از خدمتش شبانروزی　　گزیده ام بدعا خدمت سحرگاهی

ماهی ... مراد از ماه الی ماهی ... [illegible] آب است و زمین بر آن قایم است ۱۲ صبغة اللهی
[illegible] ... بالکسر [illegible] و دین محمدی ۱۲ [illegible] خرگاه [illegible] از تجلی جمال [illegible]
[illegible] ماه [illegible] باشد ۱۲ مخلطی خطا کننده ساهی فراموش کننده ۱۲ [illegible]
[illegible] ۱۲

مرا چو شاه گزیدست و شاه را یزدان ‌ ‌ ز من ز بندگی آن قسم نه شاه از شاهی

رسید موسم نوروز و دشمنان ز حسد ‌ ‌ همی زنند نفسها چو سرو فی ماهی

تو بر سریر ملک شه نشسته چه عجب ‌ ‌ اگر بود همه نوروز تو ملکشاهی

به عمر اعدا عمرت دراز باد چنانکه ‌ ‌ نگیرد از پی خفاش روز کوتاهی

بامر و نهی بران در زمانه حکم که نیست ‌ ‌ زمانه را نه بود چون تو آمر و ناهی

در مدح نصرة الدین

ای بخت دولت منشور ملک جاودان ‌ ‌ هم چو عم سلطانی و هم چون پدر سلطان نشان

موسم نوروز و ملک خرم و شاه جهان ‌ ‌ فرصتی باشد طرب را زین نکوتر در جهان

تخت بنشین و بنه بر سر تاج گوهر از سر ‌ ‌ در پناه دولت فرمانروای انس و جان

خسرو اعظم اتابک نصرة الدین که علم ‌ ‌ حضرتش را طارم افلاک زیبد آستان

آنکه بر دل بر نقش چه بی از خشا به سپهر ‌ ‌ وانکه دور افگند بیش خم ز ابروی کمان

پرتوی از رای او برده خورشید و ماه ‌ ‌ نکته‌ای از لفظ او سرمایهٔ دریا و کان

خواند تیغش بر خلائق خطبهٔ فتح و ظفر ‌ ‌ داده عدلش در ممالک مژدهٔ امن و امان

سله [illegible] موسم بهار رسیده است [illegible] دشمنان [illegible] تفسها [illegible] ۱۲ سله [illegible] اعدا چنان دراز باد [illegible] خفاش [illegible] کوتاهی نگیرد ۱۲ سله [illegible] از خشا به [illegible] تاریخ کرده است و آنکه [illegible] خم ابروی کمان دور کرده است ۱۲ سله [illegible] ایرانی [illegible] ۱۲ سله آمر حکم کننده [illegible] ۱۲

ملک نادیده چو تو لشکرکش و کشورستان — دهر نازاده چو تو فرمانده و گیتی‌ستان
بر در ایوان قدرت چون قمر صد پرده‌دار — بر سر بام جلالت چون زحل صد پاسبان
ای براق دولتت را فرق فرقد پایگاه — وی همای همتت را اوج برجیس آشیان
رایت از دانش فلک را حاکم سر آسمان — عدلت از رحمت جهان را دایهٔ بس مهربان
چون قضا پیوسته بر اعدا شتابت کارگر — چون قدر همواره بر آفاق فرمانت روان
از سموم قهرت اندر شهر [illegible] — چون عرق بیرون تراود مغز خصم از استخوان
[illegible] آتش تیغت برآرد شعله — آفتاب آنجا شراره آسمان آنجا دخان

مطلع ثانی

جز تو کس را افسر شاهی نزیبد در جهان — ناکسی را دل بر تو می باید نهادن جاودان
آسمان با صد هزاران دیدهٔ اختر گذشت — تا ترا بیند پس دیگری ندید عنان
پادشاهی را بنای عدل سرمایه است و تو — در سخا صد حاتمی در عدل صد نوشیروان
نیست اندر کیسهٔ هیچ از گفت [illegible] — نیست اندر پردهٔ غیب از ذات پاکت نهان
صنع ایزد در وجودت زان سبب تأخیر کرد — تا کند تیغ تو دفع فتنهٔ آخرزمان
چون تو اندر مسند شاهی نشستی روزگار — بعد ازین در سایهٔ عدل تو باز افتد ستان
ورنه شاه حفظ تو از سیر [illegible] — ترک در پایه معانی راز گوید آشیان

همت

---

۱۶ فرق بمعنی سر فرقد هر یکی از آن دو ستاره که نزدیک قطب است ۱۷ صنع ایزد ترا در آخر زمان پیدا کرده است تا تیغ تو فتنهٔ آخر زمان را دفع کند ۱۸ مغز خصم از استخوان مانند عرق بیرون روان شود

تا جهان را میوهٔ فتح و ظفر بار آورد قهرت اندر دیدهٔ دشمن همی کارد سنان
دست همت دادت اسباب جهانداری چنانک آسمان را ماند انگشت تحیر در دهان
تا بپاید گردش گردون تو با گردون بپای تا بماند نوبت عالم تو در عالم بمان
تا ابد عهد همایونت قرین باد اگر تو هم نکو عهدی بحمد الله و هم صاحبقران

۴۸ در مدح قزل ارسلان

گیتی ز فر دولت فرماندهٔ جهان مانند روضهٔ ارم و روضهٔ جنان
بر هر طرف که چشم کنی جلوهٔ ظهیر و ز هر جهت که گوش نهی مژدهٔ امان
آرام یافت در حرم امن حشر ظهیر وآسوده گشت در کنف عدل انس و جان
گردون فرو گشاد کمند از میان تیغ و ایام برگرفت زه از گردن کمان
زانگه چنین مظفر و حکمی چنین مطاع در دست تا زمانه نداد از کسی نشان
منسوخ گشت قصهٔ کاوس و کیقباد و افسانه شد حکایت دارا و اردوان
تا لاجرم نشاند همی تخت بر زمین بگذشت از این تو به سر تاج ز آسمان
از شحنه ستون گرفت چو ظلم راه گر در خنده باز ماند چو گل عدل را دهان

له تراسباب جهانداری چنان حاصل شده که آسمان از دیده حیران گشته است ۱۲ سطله صاحبقران ملکی است یعنی که وقت افتادن نطفه یا پرورش در رحم مادر یا بوقت ولادت او قران علوین باشد و بعضی قران در طالع بود و بقول بعضی در سال ولادت او زحل و مشتری را قران باشد این نوع قران بعد از سالها قران واقع میشود و این چنین مولود را پادشاهی دهد بقول اسکندری وقت ولادت او زهره و مشتری را قران باشد ۱۲ سطله مطاع قابل اطاعت ۱۲ سطله اردوان نام شاه ترکستان ۱۲

شاید که بگذرد ز سپهر خرمی هماست — زین پس بزیر سایهٔ چتر خدایگان
سلطان شرق و غرب قزل ارسلان که هست — با صدمت رکابش ایام را توان
آن شاه شیر حمله که شاهین همتش — دارد فراز کنگرهٔ عرش آشیان
وقت طرب چو دست کشیده بجام می برد — بر هم زند ذخیرهٔ بحر و دفین کان
هنگام کین چو نیزه برافرازد از کتف — تیغ را خطر بود از صدمت سنان
شاها توئی که حملهٔ با هیبت تو بر عدو — چون بر بخیل سایهٔ سائل بود گران
بحریست قهر تو که در و هر که غرق شد — هرگز نیفتد از پس آن باز بر کران
برخیزد از زمانه بیک بار حرص و بخل — گر دفع فتنه را نشود تیغ تو ضمان
هرچند پیر گشت عمر وجود کاینات — بگذرد و گرد بر همه آفاق کامران
با سخت چنین که هست زبان چرخ — تیغ تو تا سزد که با اعدا کشد زبان
هر باد داده هیبت تو خرمن قمر — و آتش زده شکوه تو در مرکز جهان
وقتی که گم شود ز سر سرکشان تیغ تو گرد ق — روزی که بگسلد ز تن پردلان روان
تو در میان لشکر چون مور بی عدد — هر یک چو مور بسته بفرمان تو میان
و ز تازی از کرانه چو شیران جنگجو — گویی بر زمین زنی و بانگ بر زمان
آن لحظه کس ندارد پای تو جز رکاب — وان روز کس نگیرد دست تو جز عنان

---

۱ هما ادبیار زین پس بزیر سایهٔ چتر خدایگان بیایید تا ازان سعادت حاصل کنند ۱۲ ۵ حرص کاشتن ۱۲
۱۰ تا اعدا کشد زبان یعنی با اعدا زبان درازی کند ۱۲ ۱۳ انچه در مجردگان فراهم باشد همه را بباد دهد ۱۲

بدخواه ملک را ز نهیب تو آن نفس / چون در جگر بخوشید و مغز اندر استخوان

ای خسروی که تیغ فنا را قضا برید / بر دشمنان دولت تو کرد امتحان

گر کم شود پی زحل از چرخ باک نیست / بخت تو آگه است چه حاجت به پاسبان

گیتی طمع نداشت که تو سر در آوری / تا سایه بر سرت فگند افسر کیان

آنهم تواضعیست که کردی وگرنه چرخ / داند که مشتری نه بنازد بطیلسان

دندانه اره را هنرست ار نه تیغ را / تیغی ست سخت ظاهر و عاریست بی میان

محتاج نیست طلعت زیبای تو بتاج / شمشیر صبح را نبود حاجت فسان

تا بستر و بدست صبا دایهٔ بهار / گرد از جبین لاله و رخسار ارغوان

گلزار دولت تو که دارد نسیم خلد / آسوده باد تا ابد از آفت خزان

جاه تو سرفراز و قبول تو دستگیر / ملک تو پر ثبات و بقای تو جاودان

در مدح نصرة الدین

ای مهر و مه نتیجهٔ رای منیر تو / حل کرده عقدهای فلک را ضمیر تو

فخر ملک نصرة الدین بی‌شکی توئی / کایزد برای نصرت دین شد نصیر تو

ملک اے خسرو یکه برش تیغ فنا را قضا بر دشمنان دولت تو امتحان کرده است ۱۲ ملک کیان جمع کے در پہلوی شہنشاہ را گویند در ایران چہار بادشاہ را کے گویند کیقباد کیکاؤس کیخسرو کے هرث باکے لهراسپ ۱۲ ملک فسان تو چیے از سنگ که بدان کارد و شمشیر تیز کنند ۱۲ ملک تو پوشش میر و دل باشد ۱۲ ملک بستر و پاک کند ۱۲

آن بحر زاخری که ندارد کرانه‌ای مناسبت — دریای اخضر است کمینه غدیر تو

آن بدر زاهری که مقدر شد از ازل — تا مشتری و مهر منازل دولت منیر تو

سرمایهٔ بحار و معادن بود حقیر — گر بسطش کنم ز بساط سخی ضمیر تو

شهری که هست لازم ذاتش ز بهر آنکه — تو ناگزیر اوئی و او ناگزیر تو

نقاش صنع گرچه که استاد حاذق است — نگذاشت بر صحیفهٔ امکان نظیر تو

اهل زمین اگرچه اسیر زمانه اند — اینک زمانه با همه شوکت اسیر تو

گردون که پیش کوکبه جاهت سپر کشست — هر دم سپر بیفگند از سهم تیر تو

آن را که سر دو باره برید چو گندنا — لرزان بود ز خنجر چون برگ سیر تو

حیف تمام باشد از آنجا که راستی است — چون تیر اگر نه دوش دشمن نشیر تو

جمشید پیر راستی تو ازان لاف می‌زند — خورشید روز و شب ز کلاه و سریر تو

سلطان نشان جهد سپهر ازل به طلوع — مریخ نیزه رایت کسته اسیر تو

گردون بدین قدر ز تو راضی که نام او — در سلک بندگان تو آرد دبیر تو

دانم که هست انجم و سیاره را رجوع — لیکن بقول حاجبی رای وزیر تو

صاحب قبول گفته روحانیان شد است — بخت جوان به تربیت رای پیر تو

ثابت نمی‌شود به براهین عقل و شرع — هر دعوی که آن نبود دلپذیر تو

سلطه گفته اجوا در سیر ... آنچه دیده آن را گفته ... آتش افروخته در باده آتش ... رجوع بازگشتن ...

خلق تو نسیم عبیر است لاجرم | شد جیب چرخ پر ز نسیم عبیر تو
دانند همگنان که ظهیر آن تست لیک | او را چه قدر پیش بود ایزد ظهیر تو
تو دستگیر خلق خدائی درین جهان | بادا خدای در دو جهان دستگیر تو

۴۴ در مدح اتابک اعظم

گفتار تلخ زان لب شیرین دریغ بود | خوش کن عبارتی که خط تو خوشتر است
بگشای لب به پیش سخن گرچه بسته اند | کان قفل لعل بار تو آن درج گوهر است
تا برگرفتی از سر عشاق دست مهر | هر جا که در هوای تو دستی است بر سر است
هر دل که سخرهٔ فلک چنبری نشد | در چنبر دو زلف تو اکنون مسخر است
زلف تو افگند رسنش هر زمان دراز | داند که عاقبت گذرش هم به چنبر است
آن قامتی به سر تا به پا همه آن که | رویت در بهشت و لبت آب کوثر است
چشمت بجادوئی بدل چاه بابل است | زلفت بکافری عوض کفر خیبر است
گرچه نه جای کافر و جادو بود بهشت | ق وین هر دو چیز نزد اهل حقیقت مقرر است

---

۱ ای معشوق از آن لب شیرین تو گفتار تلخ نمی دید پس اندکی عبارت را خوش کن زیرا که سبزهٔ خط تو خوشتر است ... [illegible] ... دست برگرفتی از سر ... از مهر دریغ داشتی ۱۲ ۵ چاه بابل در بابل چاهی است ... هاروت ... [illegible]
... [illegible] ... است ۱۲ ۵ ... [illegible] ... شده ۱۲

رخسار خوب و خرم تو همچو بهشت تو | آرام گاه جادوی بادام کافرست
آمد خط سیاه به لالای تو زشت | وین نیز منصبیست که لالاش عنبرست
مستوفیان که شو برشت از غبار خط | زیرا که بر تو ملک ملاحت مقررست
طغرا کشید بر رخ تو به امضای نیکوئی | برهان قاطعست کز آن خط مزورست
تا آمدست در حبشه لبت بر زبان سخن | الفاظم از حلاوت آن همچو شکرست
ور هیچ گفته کی چون کمر تست ام میان | همچون میانت نکته باریک مضمرست
گفتم که هیچ شد به تماشای عیدگاه | کامروز عید را رخ زیبات زیورست
پرچم زدی به غمزه جهانی به رستخیز | دین روز عید نیست کنون روز محشرست
پای ز ابریاه [illegible] بر روی تو کاسیست | پهلوی زهره و تو بروز حسن تو لاغرست
مه را که هست روی [illegible] از تماشای خلق | پر اشک همچو [illegible] رخسار چون زرست
چرخ از نسیم زلف تو [illegible] | گوئی غبار مرکب شاه مظفرست
قطب ملوک نصرت دین [illegible] | چون چرخ بر سرآمده هفت کشورست
سلطان نشان اتابک اعظم که عدل او | معمار دین ایزد و شرع پیمبرست
بوبکر نام و سیرت عثمان حیا و علم | در عدل و ظلم همسر فاروق و حیدرست

ـه از بر آمدن خط بر رخسار [illegible] از حسن و جمال تو [illegible] زیرا که بر ملک ملاحت و خوبی فرمانروا [illegible] ۱۲

ـه امضا اجرا [illegible] کلام و زبان [illegible] ۱۲

ابوبکر [illegible] نام سیرت [illegible] در عدل و ظلم همسر عمر فاروق و حضرت علی [illegible] ۱۲

ـه علام [illegible] نام آشنا [illegible] ۱۰

شاهی که هفت مهرهٔ گردون ز شش جهت　　دائم ز بیم پنجهٔ قهرش به ششدر است

چشم فلک ندید و نه بیند بجز خویش　　آن کارها که دولت او را میسر است

هر فتح کآسمان دهدش منتهای کار　　چون بنگری مقدمهٔ فتح دیگر است

ای خسروی که بخت جوان چون سپهر پیر　　بر آستان حکم تو دیرینه چاکر است

روی زمین ز رونق عدلت مزین است　　سقف فلک ز نکهت خلقت معطر است

آن کس که تربیت ز قبول تو یافته است　　همچون چنار و بید ز دست و ز خنجر است

در پیش حملهٔ تو کجا ایستد عدو　　روباه را چه طاقت نر شیر صفدر است

بنیاد ملک و دین به تو معمور شد چنانک　　با سقف آسمان به بلندی برابر است

هر جا که باغ راست ز رطبت تو در جهان　　تا بوده دار بوده و گل شکفته مثمر است

در شب چو آفتاب ز خوشان سپهر فلک　　این منزلت که یافته بس المکبر است

از صدر تست یک نفس شکست به پاش تو　　تا کی نشان بهتر نگین تست فوق پیکر است

تو حکمت لطیفه ثابت دل هست بنیاد نهی　　کین قسمت از مبادی فطرت مقدر است

آنرا که عون و عصمت ایزد مدد کند　　افلاک جمله ثابت و اجرام لشکر است

تا اختلاف اختر و عنصر ز روی عقل　　اندر زمانه موجب معروف و منکر است

بادا بری که قوت خشم و رضای تو　　برتر ز فعل عنصر و تاثیر اختر است

سله برگ چنار صورت دست به برگ بید به صورت خنجر باشد. تربیت یافتهٔ قبول تو همواره دست به خنجر زده برای یاری تو آماده پیکار باشد ۱۲.

در مدح اتابک اعظم ابوبکر بن محمد

مرا بشیر اقبال بامداد پگاه | نوید عاطفت آورد از آستانهٔ شاه
چنانکه گفت چو معروض تکیهٔ کرمست | نیاز عرض کن آنجا چنانکه هست بخواه
زمین ببوس و ببین جاودان ذخیرهٔ عمر | که کیمیای حیاتست خاک آن درگاه
اگرچه قدرتم نیست ور انگشت ولیک | زبان عذر بیکبارگی نشد کوتاه
پیالهٔ عسلم شستهٔ ثبات آن داره | که شستشو دهم دست و از تنش هزار گناه
ز آستانهٔ او برنگیرم این پس روی | که نیست دولت و دین را بجز حمایتگاه
رضای او را ز کائنات گیر غرض | جناب او را ز حوادث ساز پناه
بشب بخدمت او همچو شمع باش بپای | بروز بر در او همچو صبح خیز پگاه
که آفتاب سعادت بر آن کسی تابد | که همچو سایه فرود آید بر کاب ظل الله
خدایگان ملوک زمانه نصرة الدین | که گرد موکب او گرد روی کفر سیاه
جهانگشای ابوبکر بن محمد کوست | ز فرق تا قدم آراسته سریر و کلاه
خدایگانی اندر فضای بارگهش | عدیل قبهٔ چرخست قبهٔ خیمه‌گاه
ز برق خنجر بیجاده رنگ او در رزم | بود زبانهٔ خضری که داشت بر کلاه
هلال زمان کسری حسب جسر بی زرو | قضا بر تیغ مهر و سپهر دامن جاه
زبسکه پیش در او سجده می‌برند ملوک | مجال نیست قدم را بر آن در درگاه

له بیشه ... رسان ... مائی ادم ... جانجان است

ز کامگاری قدرش هر آنچه دعوی کرد — فلک مقر شد و حاجت نیامدش بگواه

شعاع دولت او هست در مضیق سپهر — چو نور طلعت یوسف میان ظلمت چاه

ابا شهی که ز امداد حشمتش هرگز — نیافت حادثه در ساحت ممالک راه

چو بنگری بحقیقت تفاوتی نکند — حضور و غیبت من در ثنا و مدحت شاه

بتن ز خدمت اگر دور می شوم حالی — نشانده ام دل و جان معتکف بدین درگاه

بماند آینهٔ دولت تو روشن از آنک — نه هیچ سینه بعهد تو بر نیاید آه

توئی که بر سپر آثار تاجداری دید — هر آن زمان که بخنجر در جبینت کرد نگاه

رسید خاک جنابت بقدر بر افلاک — فتاده نام بزرگت بعدل در افواه

هر آن زمان که بود ابر حشمت بارنده — دمید ز آب و گلش کیمیا بجای گیاه

برفق و حلم جهان را بطاعت آوردی — اگرچه حلم تو عاجز نبود از اکراه

همیشه پیش یکیست از فتح و نصرت حشم — بگرد رایت از این پس دو لشکرست سپاه

مثال خنجر تو با کرده تیزگامی خصم — حدیث حملهٔ شیرست در حبالهٔ روباه

همیشه تا ز پی سال و ماه محفوظست — ق — یکی بجنبش ماه و دگر برفتن ماه

مناسب عمر تو در ملک باد چندانی — که حصر آن نکند دور سال و گردش ماه

در مدح شاهزاده ابوبکر بن محمد

زان زلف عنبرین که بگل بر نهاده — صد گونه داغ بر دل عنبر نهاده

سلله جنبیت۔ از جنبیدن [illegible] سال گردد ۱۲ سلله در افواه افتاده یعنی مشهور شده ۱۲ سلله گل گیا پیدا شده ۱۲

محنت سرای عشق را نبود چاره چو تو | مهر عقیق بر گل و شکر نهاده

از اشک لعل ساغر چشمم لبالب است | تو لب چرا بر آن لب ساغر نهاده

خود از برای سر زده اند بهر تن بود | تو جنگ چون عادت دیگر نهاده

در بر گرفته دل چو خود آهنین | وان زلف چون زره را بر سر نهاده

سر گشته [illegible] نگه پاشته | بر آستان شاه مظفر نهاده

آن شاه شاهزاده که اقبال گویدش | از تخت پایه بر سر اختر نهاده

بر بکر [illegible] کاندر و پایه [illegible] | آتش به هزار بار [illegible] نهاده

دولت [illegible] شاد | [illegible] نهاده

با آن که در روایت عشری هزار بار | پا [illegible] سپهر [illegible] نهاده

کس را فراز خویش [illegible] | [illegible] نهاده

زان دم که دایه باز گرفت از لبش شیر | لب را ز مهر بر لب خنجر نهاده

هر کس که با مناقب حیدر ببیندت | داند که چشم بر در خیبر نهاده

تا کرده زبانهٔ تیغ تو [illegible] هوا | [illegible] زبان [illegible] نهاده

[illegible] تا هم از رگ اسپ [illegible] گرد راه | [illegible] مسیحیان [illegible] نهاده

زنار بست خصم تو چون دید [illegible] | تو داغ بر جبین [illegible] نهاده

سله حضرت علی کرم الله وجهه آخر قلعهٔ خیبر را فتح کرده بودند ۱۲ خیبر جایست از مدینه [illegible] کرده که را [illegible]
جودان چند قلعه ساخته بودند بنایت مستحکم ۱۲ سله تیغ لغت رومی [illegible] علم [illegible] ۱۲

دیرست تا بجای صلیب و کلیسیا — محراب راست کردی و منبر نهادهٔ
اقبال با تو زاد و برابر یک شکم — خود را بدیگران چه سپر پا نهادهٔ
واثق بهمگنان که تو تنها بذات خویش — صد لشکری که روی بکافر نهادهٔ
فخر خدای با تو و اصحاب مصطفی — بر خود چه سر اسوت لشکر نهادهٔ
پشت و دولت همیشه قوی باد بهر آنکه — بنیاد ملک بر چه سر قوی تر نهادهٔ

در مدح ابوبکر بن محمد

دریں هوس که من افتاده ام بنادانی — مرا بجان خطرست از غم تو تا دانی
خراج دل بتأمل نگاه کردم زود — بماند چون زلف تو سر در سر پریشانی
قیاس دیده گرفتم ز دور و تر دیدست — که بر سر آورد ش موجهای طوفانی
تو مرد آن نه که روزی فزون باشد اگر — کسی نباشد در آید بسر سبکجانی
چنین که اسپ دغا را تو بر کشیدی تنگ — بوقت حمله ز گردون عنان بگردانی
کم او فتد چو تو یا یک سوار عاشق — که هرچه می ترو دست چون زمانه میرانی
چو طیلسان ضمیرم لوای عشق زند — ز لوح چهرهٔ من حرف حرف برخوانی
بدین صفت که تو دانی زبان مرغان را — عجیب که نشکنی دعوی سلیمانی

حضرت سلیمان زبان مرغان دانستی ۱۲

ملک بجهه مرحوم ... اند که تو تنها بذات خویش صد لشکری که بکافر ... گشته ... فخر خدا ... [illegible]
... تنگ چنانکه ... بوقت حمله از گردون هم عنان بگردانی ۱۲ ... [illegible]
... [illegible] ... موجهای طوفانی ... ۱۲

بخشم گفتی ز دوست زدست برگیرم | چه گویم این که بهشت و درست توانی
یکیست دست فشان تو و جهان فتنه است | بمانده بر سر پا تا کجاش بنشانی
ولیکن دگر بدولت کارت گرفت | بعهد شاه جهان بازوی سلطانی
سپهر ملوک جهان تاج بخش نصرة الدین | که چشم گشت برو تا آید جهانبانی
شهنشهی که بپوشید در دل پرده غیب | ضمیر روشن او رازهای پنهانی
گذشت گوشه چتر جلالش از کیوان | فرو نیاورده سر گردنش به سامانی
ایا شهی که بهر لحظه روشنان فلک | نهند پیش تو بر خاک تیره پیشانی
توئی که دامن همت بهر کجا تحقیق | بر روی جمله ملوک جهان افشانی
ترا بجنبش دیگر چه حاجت اندر ملک | که در جبین تو پیداست فر یزدانی
بپیچید همه ترتیب هفت افلاکی | بعدل [illegible] ترکیب چار ارکانی
در آن مقام که آینه سخن در عرش | تو باشی اول اگرچه بنا شت ثانی
اگرچه کل ملوک جهان در آیینه [illegible] | نیابیند [illegible] روانی [illegible] جهانی
اشارتی که بهر تا نیاز بسی باشد | نگویمت که ز توسنه عنان [illegible]

[illegible] دست گرفتن کنایه [illegible] کردن [illegible] جهان
نشانده است [illegible] فتنه [illegible] چار ارکانی ۱۲
[illegible] نیاورده [illegible] پادشاه [illegible] گوشه چتر جلالش [illegible]
[illegible] فلک [illegible]
[illegible] ۱۲

کیمیای بقا آفریده اند ترا / به التفات تو آرد زمانه فانی

جهان و هرچه دران هست آن محل دارد / که تو ضمیر مبارک بران نگهبانی

مثال ذات تو اندر جهان کون و فساد / همان حکایت گنج است و گنج و ویرانی

هران صفت که فلک را بدان لقا برسد / چو بنگری به جنبت هزار چندانی

بترسد ار که کند خصم تو چه پندارد / که باز گردد واز و پاس تو به آسانی

درخت اگرچه سرش بر تو در جهان برسد / که از ده دست بدارد ز تیشه [illegible]

ترا به رغم عدو باد عمر چندانی / که روزگار بماند تو همچنان مانی

گشاده دست مراد تو بر جهان گاه گاه / به لطف بدهی و گاهی به عنف بستانی

در مدح ملک نصرة الدین

دوش آوازه در افگند نسیم سحری / که عروسان چمن راست گه جلوه گری

عقل خوش خوش خبری یافت ازین پیش که گفت / راستی خوش خبری داد نسیم سحری

گر چنین است یقین دان که جهان بار دگر / چون بهشتی شود آراسته تا در نگری

گل به اندیشه چو از صحن ریاحین بشگفت / نوش کن باده گلگون که چه اندیشه وری

صبحدم ناله قمری شنو از طرف چمن / تا فراموش کنی صحبت [illegible]

مجلس بزم بیارای که آراسته اند / [illegible]

[illegible]

بوستان صبوحی زده اقبال خیزران — شاخهاشان سمن تازه و دیبای طبری

شراب صبح خورده ۱۲

سخن سوسن آزاده مگر یارم گفت — ق — این نه از بی‌سخنی دان و نه از بی‌هنری

توانم ۱۲

دوش ناگه سخن او به زبان آوردم — آسمان گفت منه و کز سر این درگذری

سوسن ۱۲ — این اندیشه را بگذار ۱۲

چند گوئی سخن سوسن و آزادی او — مگر از بندگی شاه جهان بی‌خبری

نصرة الدین ملک عالم و عادل بوبکر — که جهان جمله بپا است بعدل عُمری

بپا ایستاده ۱۲

آن جهان بخش جوان بخت که از هیبت او — باد بر غنچه نیارد که کند پرده دری

نتواند ۱۲ — پردهٔ غنچه بدریدن این دریده ۱۲

گر صبا تحفه برد گرد سپاهش به چمن — چشم نرگس شود ایمن ز جهان از بی‌بصری

خسروا گوش بنفشه است و زبان سوسن — که بعهد تو بپیوستند ز گستاخ دری

لف و نشر مرتب ۱۲

هر کجا در همه عالم خللی دیگر بود — کرد اقبال تو بی‌منت گردون بپری

ابر در بزم چو دست گهر افشان تو دید — ق — خویشتن زود به پیش فلک افگند گری

را افگنده ۱۲

گرچه اسراف کفش در کرم از حد بگذشت — تو به نوعی کرم این کار چرا سست نگری

وقتیکه در گریستن ۱۲

فلکش گفت مرا هست خزان دیگر کار — هم تو میخور غم بیهوده که بیکار تری

پیش تو خود رود بس این غم تو نسبت و نداشت — تو درین باب ثقی تر ز قضا و قدری

استفهام انکاری ۱۲

فهم تا کرد طلب مایهٔ قدرت ناگاه — دیدهٔ عقل فرو ماند ز کوته نظری

چون ۱۲ — شرط ۱۲ — جزاء ۱۲

خواست اندیشه که در کنه جلال تو رسد — عقل گفتش که تو هم بیهده کار دگری

ك تیری کردن تمام کردن ۱۱ ك مایهٔ قدرت چون ناگاه فهم طلب کرد ۱۲ ك این مصرع هم خبر دارد
صعود منقسم بود تو درین باب از قضا و قدر تو افزونتر که آنها گرداند این کار رفته گرد ۱۲

شہ سوارا تو آں کہ قبیل کمین عدوت — نگل کند نگاہے تو پیکانی و نگاہے سپری

صورت فتح و ظفر بخشیدن حضرت نیست — نے عملدار فست تو خود صورت فتح و ظفری

خاتم ملک بدر انگشت تو کردست خدائے — چہ زیاں دارد اگر خصم شود دیو و پری

تا جہاں سر ز گریبان فنا بر نارد — قطعہ — در حوادث نشود دامن آفاق بری

در جہانداری چنداں بقا باد اے شاہ — کہ مہندس نکند عقد سنینش اگر بشمری

تو ازیں دولت و اقبال بداں پایہ رسی — کہ بپائے عظمت تارک کیوان سپری

در مدح ملک نصرة الدین

نثار خفتن بیکار مست و لایعقل — درآمد از درم آں ماہ روئے مہر گسل

ہمہ شمائل دیوانگاں گرفتہ ولیک — بزیر ہر خم زلفش روان صد عاقل

نہ سپہر بدیدہ خود مرا خراب کردہ دمن — گرفتہ ماتم عمر خراب بے حاصل

درود وقت دو ہزار اندیشہ ہا چہ پاپے — کہ روزگار نہ بخورش بجہد یقینی ساحل

چو دیدہ واقعہ کز دست خویشتن شدہ ام — ز سر گذشت مرا آنچہ پاشے ماند بگل

ز راہ صدق بہ پیشش درست شد کہ شدست — دل شکستہ من در فراق او دو اصل

نگر و براہ فرو ریختہ قصہ ہائے دراز — چو زلف خویش پریشاں چو کار من مشکل

سلہ خدا اندرا فرما نروا شہ ملک کردہ است ۱۲ سلہ تارک سر کیوان زحل کہ برچرخ ہفتم باشد یعنی پائمال کنی یعنی پائے عظمت بر آسمان ہفتم سے معنی ۱۲ سلہ اے نگاہے نگل ز پیکان و نگاہ سپر ساز کی ۱۲ سلہ عقد نکند شمار نکند ۱۲ سلہ ۱۲

گهی زبانِ ملامت گشاد کز تو سزد ‌ ‌ ‌ که حقِ صحبتِ دیرینه را کنی باطل

گهی ز راهِ نصیحت درآمد که مباش ‌ ‌ ‌ ز حفظِ جانبِ یاران و دوستان غافل

بصبر کوش یقین دان که عاقبت ز جهان ‌ ‌ ‌ بکامِ دل بدهی خود کدام صبر و چه دل

جواب دادم و گفتم چشیده‌ام یک چند ‌ ‌ ‌ شرابِ خوشدلی از دستِ لعبتانِ چگل

کنون که وقتِ خمارست می بباید خورد ‌ ‌ ‌ ز دستِ هجرِ تو ناکام شربتِ قاتل

مرا بحل کن و بگذر ازین حدیث که هست ‌ ‌ ‌ جفای اهلِ خراسان میانِ ما حائل

بجست هجر ز جای خویش و گفت مباد ‌ ‌ ‌ که هیچ دل بهوای شما شود مائل

دلم ببردی و در هجر نیز می‌کوشی ‌ ‌ ‌ اگر بدل بحلی نیستی بهجر بحل

وداع کردمش القصه و گرفتم پیش ‌ ‌ ‌ رهی چو روزِ قیامت کشیده و هائل

ز بهرِ عشق گشاده دل و کمر بسته ‌ ‌ ‌ بعزمِ بندگیِ شاهِ عالم و عادل

سپهرِ جاه و جلالت ستوده نصرةِ دین ‌ ‌ ‌ که پیشِ دست و دلش هست بحر و کان خجل

قضا شکاری و تقدیر حمله گه کند ‌ ‌ ‌ خیالِ خنجرِ او مرغِ فتنه را بسمل

میانِ خوف و رجا عدلِ او بود حاکم ‌ ‌ ‌ میانِ باطل و حق رای او بود فاصل

بکامگاریِ او می‌کند فلک اقرار ‌ ‌ ‌ به شهریاریِ او میدهد زمانه سجل

سطر ۵ چگل جائیست که مردمانِ آنجا حسین باشند ۱۲ سطر ۱۰ ای ممدوح همچو قضا شکاری و همچو تقدیر حمله کنی خیالِ خنجرِ او مرغِ فتنه را بسمل سازد ۱۲ سطر ۵ سجل بکسرتین و تشدیدِ لام چک با مهر و نامهٔ با مهر [illegible] قاضی ۱۲ سطر ۵ بحل بکسرتین بخشیدنِ جرم و عفو کردنِ گناه ۱۲ سطر [illegible] مدخل بضمِ اول و کسرِ ثانی [illegible] بخیل ۱۲ سطر [illegible] فاصل فصل کننده ۱۲

بچشم کبک ز انصاف او شدست حقیر — شکوه صولت شاهین و حملهٔ طغرل[۱]

ایا شهی که سراپردهٔ معالی تو — ورای منزل اعلی شد و بعید منزل

جهان تمام تصرف بدست حکم تو داد — هنوز گردون از روی همت تو خجل

دل حفیظ تو دیوان غیب را مشرف[۲] — کف کریم تو اموال رزق را حامل

محاسبان سخای ترا ز دخل جهان — هزار ساله عطا بر جهانیان فاضل

اساس ملک تو چون مرکز زمین ثابت — ولیک حشمت تو چون روزگار مستعجل

اگر فلک بدرد روزنامهٔ آمال — بود وظیفهٔ جود تو نعمت شامل

اگر زمانه بسوزد جریدهٔ اعمال — بود صحیفهٔ رای تو نسخهٔ کامل

عنایت تو جهان را نصاب[۳] امکان داد — وگرنه از چه قبول شد وجود را قابل

شدست یکتا شعر مرا چه وزن بود — به مجلس تو که سحبان[۴] بود درو ناقل

نه عیب شاعری کاندرین زمانه و هست — بود عطارد آنجا در مشتری جاهل

ولیک چون بتو اقبال ره نمود مرا[۵] — اگر عزیز و ذلیلم توی معز[۷] و مذل[۸]

ربود سر هر قهر تو نعمت فغفور — فگند صولت تیغ تو افسر هرقل[۶]

۱ طغرل بوزن بلبل به ترکی بحری را گویند که طائر شکاری معروف است ۱۲ ۲ مشرف خبردار ۱۲ ۳ نصاب مال و زر و سرمایه عنایت تو جهان را سرمایهٔ امکان داده است ورنه جهان از چه گونه وجود را قبول کرده ۱۲ ۴ سحبان ابن وائل در عرب مردے فصیح و بلیغ بوده که لفظے یکبار گفته دوباره بر زبان نیاوردے ۱۲ ۵ ولیکن چون اقبال در مشورهٔ تو راه نموده است اگر من عزیز و ذلیل باشم از عزت و ذلت تو مے دهی ۱۲ ۶ نام بادشاه روم بکسر ها و کسر قاف ۱۲ ۷ معز عزت دهنده ۱۲ ۸ مذل ذلت دهنده ۱۲

قضا بیانِ تواضع بپشت چون چاکر / قدر زبانِ تضرّع کشاد چون سائل

همیشه تا نه دهد هیچ متّقی بر باد / برای نعمتِ عاجل سعادتِ آجل

تو در سعادت و نعمت بزی که مقرون شد / عذابِ آجلِ خصمت بمحنتِ عاجل

در مدح مظفر الدین خسرو عجم

دادیم دل بدستِ تو در پای افگنش / فارغ مشو ز ناله و زاری و شیونش

چون دست و رنجِ تست ز دو پا استوار کرد / گر دست می نگیری از پای مفگنش

وز عهد چون که با سرِ زلفِ تو بسته ایم / بی هیچ موجبی چو سرِ زلف مشکنش

این دل که خسته است بزنجیرِ زلفِ تو / نتوان نگاه داشت بزنجیر و آهنش

شد بی گناه چشمِ تو در خونِ جانِ من / تا چند ازین ستیزه چه کین ست با منش

بگرفت دستِ فتنه گریبانِ هیچکس / تا در نه بست عشقِ تو دامن بدامنش

تنگ آمد از فراقِ تو بر من همه جهان / مسکین کسی که جز درِ تو نیست مسکنش

تا کی شکارِ عشقِ تو باشد دلی که هست / درگاهِ شاهِ عالم و عادل نشیمنش

صاحبقران مظفرِ دین خسروِ عجم / گر چرخ سرکشید فرو کوفت گردنش

شاهی که از برای گلستانِ بزمِ اوست / هر گل که مرغزارِ سپهرست گلشنش

بر هر سپارهٔ که از نامِ اوست حرز / از سطحِ آب کم بود اطرافِ جوشنش

---

۱ بضرورتِ شعری ے را پیش از نونِ نفی آورده ۱۲ ۲ چشمِ تو در پے خونِ جانِ من افتاده است یعنی که جانم بے گناه است چشمِ تو تا چند این گونه ستیزه کند و او را با من چه دشمنی است ۱۲ ۳ شیون فریاد و زاری ۱۲

فرعے کز آشیانۂ اقبال او پرد / از اختران ثابت سازند ارزنش
اے ہمت تو ساکن آں بقعہ کز علو / بالائے ہفت خطۂ چرخ ست برزنش
پائے تو رائضے ست کہ در تیہ ران حلم / ہر روز رام تر شود ایام توسنش
بر ہر کہ تافت پرتو خورشید لطف تو / خورشید ہمچو ذرہ برآید ز روزنش
آزادہ ایست لطف تو شاہا کہ ہر زماں / خطے بہ بندگی رسد از سرو سوسنش
آتش فروغ رائے تو دارد ازیں قبیل / در بر گرفتہ اند چو جاں سنگ آہنش
گر چرخ با تو بیک جو کند خلاف / در ہم زند شکوہ تو آتش بخرمنش
تا شب ز اختراں بکشاید کمین کیں / بر ہم زند مصادمت روز ترکمنش
بود از مصادمات حوادث ترا اماں / کامروز ہر کہ ہست در نیست مامنش
بر دشمنت کشادہ کمیں اختران نحس / وز ہیبت تو تیرہ شدہ روز روشنش

۴۹ در مدح ملک صدر الدین

شبے بجنبۂ ابداعیان کن فیکون / حدیث حسن تو میرفت والحدیث شجون
نشان زلف و رخت یک بیک ہمی دادند / کہ بند و حلقۂ آں چند جلیۂ ایں چون

سلہ آرزن نوعے از غلہ ہندی آنرا چینہ و باجرہ نامند ۱۲ سلہ برزن کوچہ ۱۲ سلہ تیہ ران کسے کہ اسپ را تربیت کند ۱۲ سلہ روزن دریچہ ۱۲ سلہ مصادمت باہم آسیب و صدمہ رسانیدن [illegible] پوشیدہ شدن ۱۲ سلہ جنبۂ ابداعیان کن فیکون یعنی قضا و قدر ۱۲ سلہ الحدیث شجون شجون جمع شجن بفتح [illegible] وادی شکل است والحدیث ذو شجون سخن را شعبہ ہا است یعنی از سخن سخن مے خیزد ۱۲ سلہ رام فرماں پذیر ۱۲ سلہ [illegible] سرو سوسن را آزاد گویند ۱۲ سلہ مصادمات جمع مصادمت ۱۲ سلہ [illegible] ۱۲

چنان شود که گوئی به عکس می بینند — مثالِ طلعتِ تو در سپهرِ آینه گون

ازان دو عارضِ دلجوئی تو دو صد بیدل — بران دو گیسوئی مشکینِ تو دو صد مفتون

خرد چو رونقِ دیوانگانِ عشقِ تو دید — بصد بهانه برآورد خویشتن مجنون

دلم حکایتِ زنجیرِ زلفِ تو بشنید — عقالِ عقل بیفگند و للجنون فنون

مرا ز ضعفِ تن و سوزِ دل ازان شب باز — نه طاقتِ حرکت ماند و نه مجالِ سکون

ز عشقِ چشمهٔ نوشینِ تو اندرین مدت — برفت بر زخم از آبِ دیدگان جیحون

هنوز آتشِ سودا همی زند در دل — هنوز دامنِ مژگان همی کشم در خون

ز سوزِ سینهٔ من شعله‌ای دو صد وامق — ز جامِ محنتِ من جرعه‌ای دو صد مجنون

کنون ز هستیِ من بیش ازین دو حرف نماند — دلی چو چشمهٔ میم و قدی چو حلقهٔ نون

رخِ تو می نهد این نوعِ زخم را مرهم ق — لبِ تو می دهد این جنسِ درد را معجون

وگر به مرهم و معجون علاج نپذیرد — من و مدیحِ صاحبقرانِ شرعِ فنون

خدایگانِ صدورِ زمانه صدر الدین — که قامتِ فلک از بارِ شکرِ اوست نگون

بسی نماند که گردد ز بس عمارتِ عدل — چهار رکنِ زمین در پناهِ او مسکون

ز حفظِ اوست که اجرامِ عالمِ علوی — از استحالتِ جوهر مسلّم اند و مصئون

؎ این نوعِ زخم و این جنسِ درد اگر به مرهم و معجون علاج نپذیرد اکنون من هستم و مدیحِ صاحبقرانِ شرع تا این زخم مندمل شود و این درد دفع شود ۱۲ ؎ استحالت برگشتن از جائے بجائے و حال گردیدن و شدن ۔ مسلّم نگهداشته شده مصئون محفوظ ۱۲ ؎ چشمهٔ نوش کنایه از لبِ یار ۱۲ ؎ وامق نامِ مردے که بر عذرا عاشق بود ۱۲

ز شوق اوست که دوشیزگان قصر عدم / سر از دریچهٔ امکان همی کنند برون

زهی ضمیر تو هر شب بیک بشارت رای / گشاده در تتق غیب از شبی صد خاتون

برسم خدمتی اندر پی جنیبت تو / فگنده دهر برون اطلس از شب اکسون

تراست معجزهٔ سحر در پی استقلال / نه چون نبوت موسی بشرکت هارون

زمین ز نقض تو دارد هوا ز بس عفنی / که آورد طبع اندر هوای او طاعون

بدست حلم تو اجسام آسمان عاجز / بچنگ قهر تو احداث روزگار زبون

هوای طاعت تو آن نسیم جان پرور / که از میانهٔ آذر پدید آذرگون

بجنب گوشهٔ دستار رکن مسند تو / چه جای افسر دارا و تخت افریدون

بعلم اگرچه قیاست ز انبیا گیرند / توئی بعقل فزون از هزار افلاطون

دران سخن که تو گوئی برای ضبط جهان / هزار لشکر جرار باشدش مضمون

اگرچه حادثه یک شب بخواب امن و قرار ق / نمی نهند سره برهم ز بس فتور و فنون

زمان زمان قلمت شربتش بیامیزد / که در مجاری مغزش پراگنند افیون

فلک ز عقد عداست حسابها برداشت / که حشو بار زد آفاق را توئی قانون

هارون برادر موسی علیه السلام بنبوت نائب موسی علیه السلام مقرر کرده شده بود ۱۲ آذرگون نوعی از لاله که رنگش همچو آتش سرخ باشد ۱۲ حساب برداشتن ـ حشو آنچه از قسم پنبه وغیره در لحاف و بالش وغیره پر کنند ۱۲ در حدیث آمده که علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی علمای امت من همچو انبیاء بنی اسرائیل باشند ۱۲ کنایه از چیزهای معدوم ۱۲ کنایه از اسرار پنهان ۱۲ یعنی حادثه را فرو نشاند ۱۲

به مهر تست اگر قطره ایست در دریا — بداغ تست اگر ذره ایست در هامون

بزرگوارا بعد از هزار قرعهٔ فال — مرا زمانه بقصد تو کرد راهنمون

دو سال شد که برین فرخ آستانه مرا — شدست دست تفکر بزیر پای ستون

چنان مکن که مرا با هزار گنج هنر — بروزگار تو حاجت بود بهر دون

همه بدعوی عصمت برآمده چو ملک — ولیک بوده چو ابلیس در ازل ملعون

بفعل چون حشرات زمانه نامضبوط — بطبع چون حرکات سپهر ناموزون

کشیده سر بسوی گردون زکبر چون نمرود — گران شده بزمین سر ز بخل چون قارون

اگر متابع ایشان بود فلک چه عجب! — که جز متابعت گاو کی کند گردون

منم که پار همین روز هم درین مجلس — همین تظلم و فریاد کرده ام که کنون

ولیک ازین همه فریاد هیچ فائده نیست — چو پیش می نهد کام روزگار حرون

جهان بکام تو بادا که جز درین معنی — دعای من بر اجابت نمی شود مقرون

طلوع کوکبهٔ عید بر تو میمون باد — که هست طلعت تو بر جهانیان میمون

مخالفت تو چو بدر از کسوف در کم و کاست — ولی موافق تو چون هلال روزافزون

در مدح قزل ارسلان

هو الشمس [illegible] بحاجب الدام — هنیئًا لمن فاق کل الانام

سلطان نمرود پادشاهی [illegible] ابراهیم را در آتش افگنده بود ۔ قارون توانگر بخیل [illegible] ۱۲ [illegible] آن عید [illegible] ۱۲ [illegible] برتری دارد ۱۱

شهنشاهِ اعظم قزل ارسلان — که از عدلِ او یافت گیتی نظام

جهان داورے کآبِ شمشیرِ او — بشوید رخِ شب ز گردِ ظلام

بد اندیشش را ز تفِ قهرِ او — بجائے عرق خوں چکد از مسام

به بخشش همے فرق نتواں نهاد — میانِ کفِ او و فیضِ غمام

ز رفعت همی باز نتواں شناخت — که قدرش کدام است و گردوں کدام

شبا روزی از رونقِ بزمِ اوست — که بر دستِ نرگس مدام است جام

زہے حملۂ قہرت اندر نبرد — شکسته دمِ صبح در کامِ شام

ز چنگالِ شیراں بروں کرده کلک — نه کامِ نهنگاں برآورده کام

تو آں کامگاری که در حلّ و عقد — بدستِ تو داده است گیتی زمام

جنابِ ترا آسماں در پناه — رکابِ ترا سدره در اهتمام

تو آں شهسواری که گردونِ تند — کمیتِ مرادِ ترا گشت رام

دلِ خصمت آمد بجوشش لے عجب — هنوز اندر او ایں طمعہائے خام

توئی آں که در خاتمِ قدرِ تو — نگین است گردونِ فیروزه فام

چو ناهید در مجلست صد ندیم — چو خورشید در موکبت صد غلام

---

۱ فیضِ غمام باریدنِ ابر ۱۲ ۲ اهتمام غمخواری کردن و در کارے همت برگماشتن و توجه کردن و حاصل معنی آں کوشش کردن ۱۲ ۳ ندیم همنشین پادشاه - در زمانِ قدیم ایں چنیں کس را لازم بوده که در همه علوم و فنون تبحر دارد و پایه اش در بارگاه شاهی بیش از وزیر بوده ۱۲ ۴ شکسته دمِ صبح الخ صبح را شام نموده ۱۲

نه شادیّ و سلّت چه نقلی و قدح — بخندد همین خنجر اندر نیام
چو باد شمنت راز گوید اجل — دهد بر زبان سنانت پیام
بتو پایدارست گیتی از آن که — عرض را بجوهر بماند قیام
وجود تو تا دست در هم نداد — نشد صنعت آفرینش تمام
کفت حاصل دخل دریا و کان — بپرداخت در حاجت خاص و عام
ستم بر کف سائلان می کنند — ز دریا و کان می کشی انتقام
درین مدّت از غیبت رایتت — که دخل او چرخ دارد مقام
چه دانی که چون راست پیوسته بود — فراخ جهان بر جفاے کرام
ندانست کانفاس عدل تو زود — معطّر کند مملکت را مشام
مرا کین فلک سیر کشتم در بهر — بمالید در زیر پاے لئام
جهان بر دلم آن جراحت نهاد — که نتواندش داد باز التیام
مرا ز آتش طبع در مدح تو — زبانیست چون آب داده حسام
قفسهاے افلاک را تا ابد — نیفتد چو من مرغ زیرک بدام
ستم کرد زین پیش آن دگیت — چو شه بد مرا تاج بر سر مدام
اگر خدمت تخت بلقیس کرد — سعادات آن سده برمن حرام
ندانم سلیمان ثانی چرا — درین چند روزم نبردست نام

سلسلہ کرام جمع کریم ۱۲ ... ۱۲ ... پیام ... ۱۲ ... ۱۲ ... مشتمل کردن شمشیر ۱۲

تو جاوید باد اکه هرگز نکرد | چو تو شاه در کار عالم قیام
چه می گویم این لفظ از من خطاست | که خود کل عالم توئی والسلام

در مدح ایضاً

سپهر و مهر چو حجاج کعبهٔ اسلام | بعزم کعبهٔ اسلام بسته اند احرام
یک آستانه همی بوسدش بسم حجر | یکی بچهره همی سایدش بشرط مقام
ز یک طرف گه گاو و گهی بره ناهید | ز یک جهت بره قربان همی کند بهرام
به امن و عافیت آراسته چو صحن بهشت | حریم حضرت اعلای شهریار انام
خدایگان ملوک جهان مظفر دین | که نصرت و ظفر او را ملازم اند مدام
جهان گشای قزل ارسلان که بر تن خصم | بزخم تیر فرو بست شاهراه مسام
ضمیر او که نمودار لوح محفوظ است | بدو بهیچ نه بیند دو چهرهٔ اقلام
نخست خلعت نور از خیال رایت او | رسد بچشم جنین در مشیمهٔ ارحام
شها جواهر اکلیل و عقد پروین را | برای زیور ملک تو داده اند نظام

۱؎ یک منزل این سوی مکهٔ معظمه پیش از هنگام حج چون به آهنگ حج به مکه روند رخت هائے دوخته و موتراشیدن وغیره بر خویشتن حرام کنند و یک برد ازار به بندند و از نیمه تن پوشند این شیوه را احرام گویند ۱۲ ۲؎ طور بوسیدن حجر اسود که در خانهٔ کعبه هست ۱۲ ۳؎ از مقام مقام ابراهیم است که جائے در خانهٔ کعبه است ۱۲ ۴؎ گاو برج ثور و بره برج حمل را هم گویند بره و گاو در عید اضحی بقربانی کار برند ۱۲ ۵؎ لوح محفوظ ام الکتاب را گویند آنچه از احکام در آن جا نوشته شده در آن تغیر و تبدل واقع نمی شود ۱۲ ۶؎ حریم چار دیواری ۱۲ ۷؎ اقلام جمع قلم ۱۲ ۸؎ مشیمه پوستے که در آن بچه باشد ۱۲

هنوز تا سر زانوست کبریای ترا — قلمی که فلک دوخت از ضیا و ظلام

بحق رسیده ترا تربیت جهانداری — از آن شدست مطیعت دل خواص و عوام

نشانه ناقهٔ صالح نگشته بود که چرخ — بدست چون تو کسی خواستی سپرد زمام

منزه است مقال تو در صلاح جهان — ز اعتراض عقول و تصرف اوهام

نگاشت عزم تو بر چهرهٔ فلک جنبش — سرشت حلم تو در طینت زمین آرام

نفیر کوس تو هر جا که ملک را ز سماع — چنان بود که ختل را نسیم گل بمشام

دران هوس که شود رازدار حشمت تو — بدست حکم تو چون موم گشت سنگ رخام

ازل به قهقهه خندد چو شیشه از شادی — چو تو به مجلس عشرت بدست گیری جام

تولی که تا کف پای تو بوسه داد رکاب — دگر سپهر بدون سر نکشد ز لگام

بپخت دشمن تو دامنست بهر سودا — ولیک عاقبتش خشک شد بتن ز خام

سله ناقهٔ صالح قوم صالح خواسته بود که از سنگ ناقه پیدا شود که همان دم بچه زاید و شیر چندان باشد که همه قوم از آن سیر شود حضرت صالح دعا کرد - از سنگ صدای مهیب خاست - و سنگ شگافته شد و ناقهٔ قوی هیکل پیدا شد و همان دم بچه زاد - ثانیا چون آن ناقه آب همه چشمه‌ها می‌خورد و علف همه چراگاه‌ها می‌چرید قوم صالح را دشوار افتاد و خواستند که آن را بکشند - زنی بود فاحشه که بسیار جانور داشت - در خانهٔ آن زن بیشتر مردم بدکار فراهم می‌شدند - و آن زن بایشان مردم گفت که از شما کسی نیست که ناقهٔ صالح را بکشد تا همه قوم از رنج و تنگی آن وارهد - چند کس برخاستند و رفتند ناقهٔ صالح را که آب خورده می‌آمد در راه کشتند - صالح قوم را گفته بود که حفاظت این ناقه بر شما واجب باشد اگر این را بکشید بر شما عذاب الهی نازل شود - قوم صالح بر گفتار صالح عمل نکردند و ناقه را کشتند - عذاب الهی بر ایشان مسلط شد و همه قوم برباد گشت ۱۲ سله حبل که بر گردن جانوران باشد - قاید کسی تو باد که بخواهد ملک چنان تا گواه بود که ... پیچیدگی ۱۲ سله رخام سنگ سفید مرمر ۱۲ سله ظلام تیرگی ظلمت تاریکی ۱۲

تو رستمی بگهِ حملهٔ پیرزالِ جهان / چگونه پیشِ تو دستان زند و هردمی سام
دران دیار که عنفِ تو آتشے افروخت / لطیف تر ز هوا چیست کاردش بقوام
دران مقام که لطفِ تو باز دانه فگند / مسلّم است که سیمرغ را کشد در دام
دهانِ فتنه ازان تلخ شد که رمحِ ترا / چو نیشکر شده شیرینیِ ظفر در کام
میانِ مرکزِ عالم علم زنی تا ظلم / درونِ دائرهٔ کائنات ننهد گام
بموضعے که تو بر تختِ ملک بنشینی / ستاره آنجا معزول گردد از احکام
جهان ز عدلِ تو یکرویه راست شد بجهت / نهد اساس دورویی سپهرِ نافرجام
مزاجِ سرعتِ عزم و ثباتِ حلمِ تو بود / که باد را حرکت داد - خاک را آرام
بدستِ تو چو شفق تیغِ سرخ روئے هنوز / سپید کاریِ صبح و سیه گلیمیِ شام
سپیده دم چو جهان را نوید عید داد ق / طلایهٔ سحر از بامِ چرخ آئینه دام
بگوشِ نامیه دم در دمید بادِ صبا / گمان برم که ز عدلِ تو مے گزارد پیام
که تر و خشکِ جهان را ضمانِ رزق با اوست / بحقِ هر یک ازین پس مگو نهائے قیام
همیشه تا ز پراگندگیِ بنات النعش / بود چو روزیِ اهلِ هنر درین ایام

۵۱ مخفف تحتی - نون را ساکن بضرورتِ شعری کرده است ۱۲ ۵۲ دهانِ فتنه ازان تلخ گشته است که در کامِ نیزهٔ تو شیرینیِ ظفر همچو نیشکر شده است - از خوردنِ شیرینی صفرا زاید و مزاجِ صفراوی تلخ باشد ۱۲ ۵۳ هنوز از دستِ تو تیغ را همچو شفق سرخروئی و فتح است سپید کاری صبح و شام را سیه گلیمی هست ۱۲ ۵۴ بنات النعش - هفت ستاره اند قریب قطب شمالی نعش و نعش چهار ستاره دارد بصورت چهار پایه و بنات سه و نعش مجموع هفت ستاره اند قریب قطب شمالی و آن همه بگرد قطب مے گردند ۱۲ ۵۵ زال زن پیر و نام پدر رستم ۱۲

جهانیان ار روزی مباد آن روزی — که چرخ جز تو کسی را بروز شادی نام
گهی بتخت ظفر بر به فرخی بنشین — گهی به باغ طرب در به خرمی بخرام

در مدح ملک طغان شه

روز جشن عرب و وقت نشاط عجم است — شادزی گرچه فلک با غم و اندوه دژم است
خویشتن رنجه مدار از قبل غصهٔ دهر او — می خور انگار که این نوبت وفا و کرم است
شاه انجم ز کمینگاه افق بیرون تاخت — وقت پرداختن مدحت شاه عجم است
قصهٔ ملک جم و جاه فریدون مشنو — جام بر کف نه و انگار که این ملک جم است
ذکر باغ ارم و آتش نمرود مکن — آتشی بر کن و پندار که باغ ارم است
می چو روشن اگر تیره شد آئینهٔ عیش — بس عجب نیست اگر گیتی پر افسون و دم است
دولت شاه جهان است که ماند جاوید — بر جهان تکیه مکن کو شب آبستن غم است
ملک الشرق طغان شاه مؤید که بطبع — آسمان بر در شرق از جنس عبید و خدم است
آن که در نوبت او مطلع خورشید فلک — زیر منجوق سراپرده و ماه علم است
وان که در موکب میمونش باقبال کرم — قرع صور به نسبت چو صریر قلم است
در نگنجد سخن او ز لطافت بحساب — زان سبب نظم گری لایق جذر اصم است

۱؎ جم نام جمشید ... جم ملک ... تا نام جم جمشید جام ... ساخته که احوال همه جهان از آن کشف شدی ۱۲ ۲؎ باغ ارم باغی که شداد ساخته بود ۱۲ ۳؎ منجوق ماهچه علم چتر و غیر آن ۱۲ ۴؎ قرع ترس ... آواز قلم ۱۲ ۵؎ جذر اصم کسری که ... باشد ۱۲ ... در زبان ... آمده ۱۲

خسروا آب حسام (شمشیر ۱۲) تو فرو شوید پاک — هر چه بر چهرهٔ آفاق غبار ستم ست

با نبی واسطهٔ دست غضب محو کند — هر چه بر تختهٔ گردون ز شقاوت رقم ست (بحری ۱۲ تفتیش ۱۲)

دولت[۵۱] از بهر طواف در تو بست احرام — که جناب تو ز حرمت چو حریم حرم ست

منتظم[۵۲] شد به تو احوال جهان جمله چنانک — مرتع آهوی چین بیشهٔ شیر اجم ست

زلف چنگ ست که در بزم تو با آشفتن (پریشان ۱۲) ست — چشم ساقیست که با رونق جاه تو دژم ست

از پی چشم بد ست این که در ایام بهار — خار با خاصیت عدل تو با گل بهم ست

ملک از رایت انعام تو پر کرده شکم — گرچه سرتاسرش از روی حقیقت شکم ست

وهم را دست بفتراک جلالت نرسد (مبالغه ۱۲) — گرچه نه کرسی گردونش بزیر قدم ست

نام و القاب تو کز لوح زمین محو مباد — زینت چهرهٔ دینار و جمال درم ست

تا بخاصیت احکام فلک طبع جهان — قابل نیک و بد و حامل نفع و الم ست

دست حکم فلک از ملک جهان کوته باد — دولت را چه رسیدست ز تو خود چه کم ست

در مدح بهاء الدین عمر گوید

یک اشتم که خم ابروی تو محراب ست — چرا بگرد من از خون دیده گرداب ست

مرا چه با تو[۵۵] نشستم که بستن در چیست — اگر نه بخت بد و عاشقی ز یک باب ست

---

۵۱ در احرام - حرمت - حریم - حرم صنعت اشتقاق ست ۱۲ ۵۲ منتظم درست - مرتع چراگاه - آهوی چین - آهوی مشکی - شیر اجم شیر نیستان ۱۲ ۵۵ اگر بخت بد و عاشقی از یک باب نیست پس چرا من با تو نشستم تو در را برای من بندی - این از چیست ۱۲

چه ماجراست که لب بست خون من بجوش آورد | اگر نشاندن خون از خواص عناب است
شراب در تو اثر کرد و شمع جمله بسوخت | تو آن مهی که مرا از رخ تو مهتاب است
بیا که غمزهٔ جادو بیار سیه از چشم | اگرچه طرهٔ قیفال مشوش و تاب است
خطا به گرد بنفشه‌زار توی تیار گشت | عجب مدار که مژگانت تیر پرتاب است
شتاب سر نزد تا اگرچه در زمانهٔ تو | وفا چو فتنه بعهد اسیر خواب است
قوام ملک و نظام جهان بهاء الدین | که بهر صدر آمد سلالت نجبا اعقاب است
عمید عدل درستی که ملک و ملت را | بقا خوش است بنامش چه جای القاب است
بجای شکر فلک آفتاب قدرش را | در ارتفاع معالی کمین سطرلاب است
[illegible] آید بکار خانهٔ رحم | هر آن لطیفه که در قرارگاه اصلاب است
ز جام همت او آنچه پر است بهر دم | نهال خلق که حسن ورا ز بادهٔ ناب است
ایا رسیده بدان منزلت که بر ساخت | بدولت تو جهان را هزار اسباب است
فلک بخاک جناب تو انتساب کند | که این نسب بحقیقت بهین انساب است
عقاب چرخ که گیتی شکار مخلب اوست | بزور تو چو کبوتر اسیر مضراب است
ز نقب قهر تو شد خشک باغ عمر عدوت | اگرچه لافش ازین برکشیده دولاب است

خون نشاندن کنایه از شکستن جوش خون چون عناب جوشش خون را فرو نشاند ۱۲ تیر پرتاب تیر هوائی وقسمی از تیر که بکار دور اندازی آید ۱۲ هر آن لطیفه که در قرارگاه پشتهاست برای خدمت ممدوح بکار خانهٔ رحم می‌آید ۔ لطیفه اسم تصغیر نطفه ۱۲ مضراب بسیار زننده ۱۲ دولاب چرخه که بآن از چاه آب کشند ۱۲ سطرلاب مخفف اسطرلاب که معنیش سابقاً نوشته شده ۱۲

تو با وجود بد اندیش قصد پنداری — که سال و ماه فلک را لباس سنجابست

اثر ز فضل و هنر ماند در جهان باقی — سبب تویی که در تو شرف سنجابست

همیشه تا ز شفق گرد چرخ سیمابی — بسان خنجر رستم ز خون سهرابست

ز خون دل چو شفق باد چشم دشمن تو — که آتش از تیغ خنجر تو چو سیمابست

در مدح ملک نور الدین

هر کجا تازه بخندد لب گل رخساری — هر نفس بشکفد از خون جگر گلزاری

عشقبازی بجهان کار چو من بیکاریست — که جز این کار ندارم من مسکین کاری

هر دل از عشق بهیچ نیست که تا دریابی — آب بی تیرگی و آینه بی زنگاری

گر تنی داری جانیست بباید ناچار — ور دلی داری ناگزیر دستاز دلداری

اندرین واقعه تنها نه منم در عالم — هر کسی را بجهد خویش بود تیماری

همه آفاق درین حسرت و تیمار غمرا — وین عجب تر که در آفاق ندارم یاری

چشم من چون گل گشته شد از خون اشک — تا فتادم بکف خیره کشی خونخواری

شهر بر هم زد و از شحنه و والی امروز — هیچکس نیست که کند دفع چنین عیاری

تا سر بازار غمش دست بسودا بردم — داستانیست ز من بر سر هر بازاری

سنجاب جانوریست که از پوست آن پوستین سازند و آن خاکستر گون باشد و پوستی آنرا سنجاب نیز گویند ۱۲ او آن مرد بدخواه تست که فلک سال و ماه لباس سنجاب می پوشد ۱۲ رستم پسر خود سهراب را بخنجر کشته بود ۱۲ خیره کش آنکه بی سبب مردم را بکشد ۱۲ دست بسودا بردن سودا خرید و فروخت کردن ۱۲ داستانی من بر سر هر بازار مشهور شده است ۱۲

[illegible] چشم [illegible]   دل نومید چه دارم به چنین طرارے

[illegible]   به سر صعت در آفاق بهم یکبارے

قبله و [illegible] شاهان جهان نورالدین   که ندارد دو جهان پیش کفش مقدارے

آن که [illegible]   گرد معموره اسلام کشد دیوارے (آبادی ۱۲)

[illegible] حقائق [illegible]   آسمان پرور تا ذیل نهد معمارے

ای که [illegible]   وی ز توفیق تو آسان شده هر دشوارے

بسته چون [illegible]   طوق فرمان تو در گردن هر جبارے

عاشق [illegible] شاهان جهان   در صف [illegible] دستارے

[illegible]   ق [illegible] نقصان نبوی اقرارے

[illegible]   [illegible]

[illegible]   [illegible]

[illegible]   آن چه داند که [illegible]

[illegible]   کم ز یک [illegible] عطائے تو [illegible]

[illegible]   از حد [illegible] کرم وجود تو [illegible]

[illegible] کلام [illegible] اوّل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جاودان فتنه سر اندر خواب غنا برنارد || تا در آفاق چو چشم تو بود بیدارے
پیش رای تو خرد با همه هشیاری خویش || همچنان است که مستی بَرِ هشیارے
سفت گلبن جاه تو درختیست و در مدح || جز بالحان چو من بلبل خوش گفتارے
شعر پندار که گفتی بحقیقت نه چنیست || آن حقیقت چو نه بینی بود آن پندارے (خیال)
این سخن گرچه همه صورت خوابست ولیک (پیش) || عقل داند که به پیشش نبود انکارے
یا رب این کفر ببین باز که گوئی افلاک || بسته اند از پی هر منطقه زنارے
من که بر خلق بصد گونه هنر دارم فخر || سخرهٔ[1] بیخردان گشته‌ام بیچارے
آبرو از پی نان بیشتر دادم بر باد || تا بشم باد چرا خاک بخوردم بارے
بعد ازین چون بجناب تو تولا کردم || چشم دارم که ز خلعتم بسر آرے
بخت هر حادثه را خواهد اکنون عذرے || آسمان هر گنهے را کند استغفارے
تا جهان پست نگردد در و دیوار وجود || که نماند ز رسوم[2] و طللش[3] آثارے
خانهٔ عمر تو معمور بماناد که نیست || به ز عدل تو جهان را بود معمارے[4]

در مدح تاج الدین ابراهیم

سیم امروز و دے ماند و گیتی بدو نیم || بیم آنست هنوزم که بجان باشد بیم
نه مرا مسکن و ماوا نه مرا امن و جائے || نه مرا مونس و غمخور نه مرا یار و ندیم

۱؎ سخره بوزن شهره بمعنی ... خوش طبعی جوان که بر او استهزا و خنده کنند ۱۲ ۲؎ رسوم جمع رسم بمعنی نشان ۳؎ طلل جمع طلل بمعنی ... آثار یعنی اثر نشانها ۱۲ ۴؎ معمار آباد کننده ۱۲ ۵؎ و این بیت ... باشد ۱۲

بر دلم حسرت اصحاب بلا نیست بزرگ — بر تنم فرقت احباب عذابیست الیم

که گمان برد که از فهم من مسکین هرگز — در چنین رنج و مشقت ز جهان [illegible]

چون بخندد [illegible] چهره برافشاند زر — در غم [illegible] دیده فرو ریزد [illegible]

شب ستاره شمرم [illegible] تا زبان باشد — زخم ناخن چو حروفی که بود در تقویم

حال خود پیش که گویم من مسکین عجب — چاره این ز که جویم من مهجور سقیم

گرد من لشکر اندوه چنان جمع شدست — که همی راه نیابد بر من باد نسیم

[illegible] — که فلک یار شود و شفق و ایام رحیم

ز آتش محنت من گل بدمد گر خواهد — گنج دین مفخر احرار جهان [illegible]

آنکه با [illegible] عزمش نبود باد عجول — وانکه با سایهٔ حلمش نبود کوه حلیم

[illegible] — وانکه او در صف [illegible] فلک [illegible]

طبع او را ز لطافت صفت باد مسیح — کف او را ز کفایت اثر دست کلیم

گر نه [illegible] و کرم و لطف و لطافت او بودی — گشتی در همه آفاق نماندست کریم

گرچه در نوبت او بود جهان را تاخیر — هست بر ذات فلک همت او را تقدیم

ای از آن مرتبه بگذشته که از گستاخی — آسمان یاد جلال تو کند بی تعظیم

[illegible] — ابر با بذل تو در خجل بود و [illegible]

[illegible]

منتظم با امن تو رباش تو اسباب بهشت | منتشر در سپر شمشیر تو آیات جحیم
خصم تو گرچه مسلم نبود ملک جهان | بسلامت چه بود تا ملک جهان است سلیم
بود در سایهٔ وجود تو فلک عمر دراز | بود موقوف حضور تو جهان را تقدیم
سطح اعلای فلک گرچه بسیط است ولیک | هست در دایرهٔ قدر تو چون نقطهٔ جیم
گل صد برگ چگونه دمد از خاک سیاه | گر نه خلق تو دهد باد صبا را تعلیم
تا جهان گاه بر آتش گذرد گاه بر یخ | گه بر آدمی گاه صبا آید و گاه نسیم
تا ابد پیش تو اقبال رهی باد و رهین | قامت جاه تو تا هست قوی باد و قویم
عرصهٔ ملک تو از امن چو اطراف حرم | خاک درگاه تو از فخر چو ارکان حطیم

(۵) در مدح ملک مجد الدین بن محمد علی اشعب

ای ظفر مرکب ترا بر پی | وی جهان پیش همتت لا شی
در صف بندگان تو مریخ | روز رزم از شمار ...
بر تن خصم بسته راه مسام | نوک پیکان شست از تیر تو نی
سالها بگذرد که حادثه را | نرسد در حریم ملک تو پی
در پی اژدهای رایت تو | باد افعی شود عدو را پی
تا بود پست ماه چتر ترا | چشم خورشید آستانت جدی

---

۱ حطیم بفتح ... کعبه از شرف معروف ۱۲ ... ساعت ... ایر ... والی ...
... ۱۲ ... تمام شد ۱۲

هر شبی از اشتیاق شمع صفت گرید | خون دل در کنار مشربه‌ای
زبان سنان تو ز هیبت | هر زبان بانگ بر زبانه کسی
شده بیچون کند سپاس بشکر | زر ز آتش و صفا صلصالی
عقل در سایهٔ دل تو دید | از رشد از دو راستی طلبی
نقش گاه از براشه راتب رزق | هر لباس خلعت پوشی
چنگ در دامن قضا زده بود | کرمت گفت الامان سحری
ای که در دو راه ثنا مجلس تو | آتشی داده با طبیعت سفی
آسمانی ... | از تیغها ... آسمان تا سی
نیست دل گرمی مرا در خور | سردی روزگار و سیم و سی
چون میسر نشود به مراد | خدمت صدر شاه و قربت فی
داغ حسرت نهاده ام بر دل | گفته الله آخر الدواء الکی
تا به کلی زمانه طی نکند | نسخهٔ مکرمات حاتم طی
دائم از مکرمات ذات تو باد | آسمان را تسجیل دعوی طی
تا ابد زیر سایهٔ علمت | از در بلخ تا نواحی ری

در مدح ملک حسام الدین

۱ از چند شب شفق سرخ پیدا شود ... از دست خود آزرده ام ... آخر ...
... سجل چک با مهر و اثر که مهر و دستخط قاضی در دست شود ... مهری ۱۲

^۱ ز خواب خوش چو برانگیخت عزم میدانش	سحر دو هفته چو بدر آمد از گریبانش
به پوشش کمر خویش سپاه راست سپیدگاه مرا	نبود هیچ کسی باستی ز جیب دامانش
فراز مرکب تازی سوار گشت چنانکه	نظیر و در سپهر [illegible] آفتاب چو گردانش
هزار جان شده قربان هزار کیش خراب	ز رشک گوشه کیش و دوال قربانش
بیا سکندر سرگشته در جهان که بیافت	نشان چشمه خضر از چه زنخدانش
ز رسم عیدی حوران نهاد زاهد والی	بر آستین غالیه بر دگر و بگریبانش
هر استاده در آتش ز باده گوی نعل	هر آتشی که جدا است ز آتش کریانش
برآمد از دل من دود بیستی در پیراهن	که تا کمان بکف پیچیله عنوانش
برون ز عید که زندانیان کنند آزاد	بهر دلی که ز ظلمت یافت گرد زندانش
کمند زلف تو پیچاخت آن تهر تو بود	هزار چاره در آوردن صد مسلمانش
رسید ناله من در فراق چهره او	بر آسمان و شنیدند ماه و کیوانش
اگر بحضرت خسرو نمی رسد زانست	که او سپهر بر بیا پرست ایوانش
حسام دولت و دین شاه اردشیر حسن	که هست رونق عالم ز عدل و احسانش

^۱ چو سیما آهنگ میدان آن معشوق را از خواب خوش برانگیخت از گریبانش ماه دو هفته آشکار شد ^۲ جلاق یا بینید ۱۲
^۳ کیش تیردان ـ دوال تسمه ـ قربان بالکسر دوالے که در ترکش انداخته حمائل وار در گردن اندازند بطورے که
ترکش پیچید بر پشت ماند دیگا بہ سوار کمان خود دا دارد دوال نگهدارند ^۴ رعلوان گرد میدانش را بطور
عیدی برانه غالیه بر دلها خارج می برد ۱۲ ^۵ هر آتشی که بیقصد رفتن و [illegible] اسپ جدا شد و در اثر سم تو شعلہ کرده است
^۶ کمند زلفش هزار چاره برابر آر صد مسلمانان کرده است این چنان گفته واره ۱۲

قضا چو پرسد اگر دولت بریده ز پالد — همان مثال که صادر شود ز دیوانش

کجاست در همه آفاق سرکشی امروز — که نیست گردن او زیر طوق فرمانش

زمانه رخت اگر چون خجل شود خورشید — به زیر سایهٔ شب در کشد به پنهانش

زهی ضمیر تو از لامکان آن حضرت — که پاسبان نهم طارم است دربانش

ترا رسید به جهان دعوی جهانداری — که در شمائل تو ظاهر است برهانش

[illegible] گرم شد ز [illegible] — [illegible] تیغ تو بود در میانش

که هر چه نقش بندد فلک ز بوقلمون — که صورت تو ز نقش برکشد ز دامانش

که چشم بد ز تو بر دو وفا ز بد دستی — که نه به پیش قدم نیست گرد جولانش

اگر ز بیم خلاف تو سر خورد گردون — چو [illegible] شده پیدا ز دو دامانش

ز بیم تو چو دل سنگ خاره خون گردد — زمانه تا ز تو گوهر بدخشانش

نسیم خلق چو خلق تو نسبتی دارد — همه زبان لبستان به شکر احسانش

چنان به جاه تو مشغول گشت خاتم ملک — که نیز یاد کسی آید از سلیمانش

شعاع تیغ تو بر قیمت در دیار عدو — که تیر اجل نبود قطره های بارانش

کف کریم تو بحری است در افاضت جود — که جز به ساحل تسلیم نیست پایانش

همیشه تا گل انجم چنان بود که صبا — فرو نریزد از این سبز گلستانش

---

۱ پاسبان نهم طارم ستارهٔ زحل ۱۲ برهان ۲ دندان نمودن عادت کنایه از ظاهر شدن حادثه و دندان نمودن [illegible]
[illegible]

ز خرمی چو چمن ملک تو چنان بادا — که از شگوفه پروین بود گل افشانش

در مدح صدر جهان شرف الملک تاج الدین

شاها و پیر قبلهٔ شاهان عالم است — گردون ترا مسخر و گیتی مسلم است

مقصود آفرینش عالم توئی از آنکه — ذات مطهرت (پاک ۱۲) سبب نظم عالم است

همچشم مهر و ماه بر دست تو روشن است — هم جان جن و انس بیاد تو خرم است

عالم بدست زنده که تو جان عالمی — زین شعبه (شاخ ۱۲) جان خصم تو موقوف یکدم است

هرگز نزاید از تو گرانمایه تر کسی — زان آسیای گل که از آنش کسیا آدم است

چون دولت تو هیچ قدر دستیار نیست (تداول ۱۲) — چون سجده گاه حضرت جاه تو محکم است

هرجا که از تو داد ستم گردد دل جراحت — آن را ز فیض (فیض ۱۲) لطف تو صد گونه مرهم است

بنمود خنجر تو در احیای (زنده کردن ۱۲) ملک و دین — آن خاصیت که در دم عیسی مریم است

از دین مصطفی رمقی مانده بود و بس — امروز زنده کردهٔ شاه معظم است

ای خسروی که قصهٔ یک روزه بزم (جشن ۱۲) تو — صد سال کارنامهٔ کاوس و رستم است

آنجا که نعمت صورت خوبان رود ترا — دل شوخی قد نیزه و گیسوی پرخم است

سطر ۵ گویند که وقتیکه حضرت عیسی زادند حضرت مریم زیر درخت نخل خشک نشسته بودند آن نخل سرسبز گشت و از آن رطب تازه در پیدا کرد حضرت مریم گرسنه بودند - از آن خوردند ۱۲ سطر ۱۰ خنجر تو ملک و دین را زنده کرده است ۱۲ سطر ۱۵ جائیکه از صورت خوبان ستوده شود دل تو مائل بقد نیزه و گیسوی پرخم باشد یعنی تو در جنگ و نیزه بازی شادمانی نه مرد عشق و مستی ذکر خوبان استماع شنیدن دوست داری نه داستان حال حسینان پرخم اند و مراد از گیسوی ابریشم سیاه که بر سر علم بسته اند ۱۲

چندان که برکشیده تیغ تو [illegible] — تا [illegible] خاک تا [illegible] درهم است

فتح و ظفر که همره تیغ تو است تا حشر — گویی که [illegible] تیغ تو بر صبح مجسم است

[illegible] — حرفیست کاندرو همه آفاق مدغم است

[illegible] — با یک [illegible] همه [illegible] است

خصمت که [illegible] انگبین را یک نفس [illegible] — زان تلخی که [illegible] دندان [illegible] است

[illegible] — بر چرخ [illegible] ازو [illegible] است

[illegible] — [illegible]

[illegible] خورشید [illegible] است — از [illegible] چرخ [illegible] است

تا چون شهاب با تو فلک دل نهاد راست — همچون هلال قامت اعداش پرخم است

یکتا شدست رشته شاهی به عهد تو — الحمدلله ار چه که یکتاست محکم است

خصم تو گر ز ذره فزونست در عدد — با آفتاب تیغ تو از ذره کم است

چون تو به کام خویش رسیدی ازین سپس — گر خصم گردد همه گیتی کرا غم است

[illegible] ملک [illegible] سلیمان کنون چه باک — گر صد هزار دیو طلبگار خاتم است

[illegible] همیشه [illegible] ملکت — کاسباب خرمی همه پیشت فراهم است

در مدح عضد الدین طغانشه

شاهی که [illegible] — فرمانده جهان عضد الدین طغانشه است

[illegible]

آن خسروی که خسرو اجرام آسمان — در تحت حکم او ز غلامان کمینه‌هاست
از بهر حفظ خنجر تو پاره‌ها درست — ور آفتاب خیره شده اگر پاره گداست
شاهاطراز رایت تو نقش نگین تو — تا روز حشر آیت نصر من الله خداست
رای تو بر محیط فلک خیمه زد چنانکه — گوئی که آفتاب دو یا آسمان دوتاست
در روزگار عدل تو عالم ز خرمی — دائم چو جنبش زیرک چون طبع الحیاست
دریا به فیض چون کف گوهرفشان تست — از کیسه‌ای بلور نسیم که چشمه‌هاست
بحر و کف تو هر دو ز یک شیر آمدند — وین وجه بحر و کف شیر او تو قطره‌هاست
پیش سرای پرده قدر تو این بلند — این یکیست مشتری کرد و چو خیرگیهاست
شد تیغ دشمنان تو از خون دل شفق — در روز دولت تو چو ظاهر خیرگیهاست
روزی که باز قهر تو پرواز می‌کند — در چنگ‌های عقاب فلک مرغ ابرهاست
آزرده بود طبع جهان از قضای بد — امروز در حمایت عدلست ضمیرهاست
بر دست نیست با تو فلک از برای آنکه — تا تیغ داربود دائم و امروز گره‌هاست
زان روز باز حادثه را دم فرو شدست — تا گاه شد که دیده خرم تو آگهاست
عمری زمانه را سر دندان نشد سپید — وامروز صورت خنده‌ها و جمله قهقهاست

سله مرغ ابره نیست بلکه مرغ خیالی و رنگ او زرد و سیاه باشد آن را چپه چکم گویند ۱۲ سکه فلک را بر تو قابو و قدرت نیست از این جهت که او همواره مختار بود و هرچه می‌خواست می‌گردانید اکنون در بازه است بی اذن تو نتواند که چیزی بکند ۱۱ سله دندان سپید ساختن و کردن کنایه از خندیدن است ۱۱ ... عه منظر بندی ... خرم ... کشاده ... بزرگ ۱۲

از روز و شب گسسته سپهر و گشت روزگار | بر فتنه که پاشته تو آن تیز کرد بهاست
هر شب که تیغ سهیل شنا بدبره زنند هم | دوشینه با هزار تو چو اندر عنبری شبه است
رای صبح تو فسحت ملکوت است و چیست | وانسته گر کسی لفظ و ال بهاست
نوروز و عید هر دو بجز هست شنافتند | با آن که دولت تو ز هر دو منزه است
نوروز بر جلال تو فرخنده باد و عید | از طلعت خجسته که آن نیز بهره است
عیدت خجسته باد که آفاق را ز تو | هر روز عید تازه نه هر سال و هر مه است
محمود باد عاقبت کار تو چنانک | خود کار تو ز عاقبت بد منزه است

در مدح تاج الدین ابراهیم

ای کرده به تو تکیه ملک آستین | سلطان بحقیقتی و شاه زمین
شمشیر آتشین تو انداخته چین | گیسو فدای پرچم تو کرده حور عین
در دیده سهیل سنانت کشیده میل | بر ابروی هلال کمانت فکنده چین
گه دیده یار اهرمن و گه دیده یار فارس | دشمن ز تو هزیمت و حاسد ز تو حزین
جز تو که ساخت از پی تمکین تاج و تخت | جز تو که کرد از پی اصلاح ملک و دین
در عرصه دو ملک دو کار چنین شگرف | در مدت دو ماه دو فتح چنین مبین
خصم ار چه نرم گشت نگوئی بترک ملک | تا بر نیارد آتش تیغت سر از کمین

---

۱۱ تری را عوام به تازی شلغم اعراب گویند ۱۲ ۱۲ خصم اگر چه نرم گشته است اما تو ملک گیری ترک نکنی تا آتش تیغ تو سر از کمین بر نیارد ۱۲

تا موم را در آتش سوزان نهفتگی / از کام او برون نرود حکم انگبین

با سرنوشت خصم تو یک چند گر چه داشت / صد گونه پیچش و حقد و حسد در وفش کمین

تا عاقبت چو با صفت تو آخر او فتاد / چون تیغ کرده پاس تو دندان و چو جلیس

بودند قلعه هات همه پر ز سیم و زر / از جود صرف کردی و بخشیدی آفرین

در مدح شرف شاه

آنکه بر تخت ملک شاه است / شرف دین و حق شرف شاه است

درگه او سپهر دولت را / از کمربستگان درگاه است

در پی امتثال فرمانش / دیدهٔ چرخ بر سر راه است

لفظ او بر صحیفه های مراد / کاتب نقش صبغة الله است

کوه در پیش حلم راسخ او / همچو در پیش کهربا کاه است

در ثنای امور شوان گفت / که سر او ز افلاک بالا شاه است

پیش او حمله های شیر فلک / راست چون حمله های روباه است

دیده از رفعت بقدرش کرد / طاق گردون بلطف خرگاه است

قصهٔ فاقه های من بجهان / چون ثنا های تو از افواه است

بر تو پوشیده نیست از پی آنکه / راستی از ضمیر آگاه است

یوسف[1] ناز دیدهٔ خسروم / از جفا های زمانه در چاه است

---

[1] حضرت یوسف را برادرانش در چاه افگنده بودند ۱۲

اعتماد هم بس از خدای تست — زان که ایام نیک بدخواه است
تا به تقدیر با بقای فلک — نسبت ماه و هفته کوتاه است
عمر و دولت بقای تو باد — هر چه در دهر هفته و ماه است

در مدح طغان شه گوید

روی تو[۱] از حسن در جهان سمرست (بلندی ۱۲) — عقد زلفت نشیمن (نشستگاه ۱۲) قمرست
زان رخ تازه و لب شیرین — همه آفاق پر گل و شکرست
تا دلم زان گل و شکر بچشید — از قضا هر زمان ضعیف‌ترست
تنگ روزی دلی که روزی او — به دهان تو و لب تو درست
عمر در عشق تو بسر بردم — دل ز حسرت هنوز در خطرست
گفتی از دست عشق جان ببری — الحق این خود بشارتی دگرست
تن قضا را[۲] نهاده ام چه کنم — که ز بیداد تو (مژده ۱۲) همین قدرست
در فراق تو هر کجا که دلیست — تا به گردن در آتش جگرست
نقد رایج به رشته غم تو — اشک چون سیم و چهره چون زرست
عاشقان را به پیش دست آویز[۳] — آه شبگیر و ناله سحرست
روی من در غمت (از غم ۱۲) چو دامن ابر — دائم از موج آب دیده ترست

---

۱ ای برای روی تو ۱۲ ۲ بر قضا راضی شده ام ۱۲ ۳ دست آویز کنایه از وسیله و ذریعه ۱۲

با غمت دست در کمر کردم — زان دو دستم تهی شده بکمرست

چشم من در فراق چهرهٔ تو — کان یاقوت و معدن گهرست

راست گوئی که در لطافت خود — دست دریای شاه دادگرست

شاه عادل طغانشاه الپ — که جهان با عطاش مختصرست

آن که نزدیک صبح مظلومان — نام او همچو غرهٔ ظفرست

وان که در نسبت جهان کمال — آسمان زیر قبهٔ او زبرست

صیت احسان او بگرد جهان — روز و شب همچو ماه در سفرست

ظلمت ظلم را اشارت او — چو تباشیر صبح پرده درست

آنکه تفاوت سرای قدرش را — چرخ چون حلقه از برون درست

نیست رازی فزون ز پردهٔ غیب — که نه رای ترا از آن خبرست

سعی تیغ تو در معونت خلق — چو مقامات درهٔ عمرست

خاک درگاه تو بحکم شرف — افسر صد هزار تاجورست

آن هماییست همتت که مقیم — بیضهٔ آسمانش زیر پرست

هر کجا موکب تو نهضت کرد — بخت چون بندگانش بر اثرست

---

۱ دست در کمر کردن و دست به کمر کردن و داشتن و دست بر کمر کردن دست در میان کردن و گردن در افگندن و آوردن و دست در کمر رفتن و شدن هر کدام معروف ۱۲ از بهار عجم ۲ بیضهٔ آسمان از زیر پرش مقیم است ۱۲ ۳ کان یاقوت باعتبار اشک خونین ۱۲ ۴ معدن گهر بلحاظ اشک سپید ۱۲ ۵ نهضت کوچ ۱۲ ۶ اثر نشان قدم ۱۲

آتش قهر تست آنکه به خشم — هفت دوزخ بجنب او شرریست
فیض انعام تست آنکه بقدر — هفت دریا بنزد او شمریست
ملک همت ترا هر شب — بر طبق های آسمان گذریست
مدتی شد که بر امید قبول — دیده در انتظار آن نظریست
شهریارا تو منکر آن کامروز — شعر من در زمانه شهریست
این نگه کن که نزد دانش من — شعر عیب است اگرچه آن هنریست
تا در ادراک چشم پیکر ماه — گاه چون نعل گاه چون سپریست
چون سپهر بادشت جاه تست یمین — که خسو وقت همیشه پی سپریست

در مدح میر مسعود

وطن بباغ گل ساز در چنین ایام — که گشت طارم و کاشانه نزد عقل حرام
نهاده نرگس بر فرق باد زرین تاج — گرفت گلبن در دست باد سیمین جام
بساط سیم ز صحرا چو در نوشت فلک — چه بهتر آمده صحرا چو یار سیم اندام
وقوع کرد زهر شاخ خشک صد گل تر — چه سعی بالش خورشید و اهتمام غمام
تو گوئیا که خطیب زده ره منبر — نشست طالع میمون لقای صدر انام

هفت دوزخ — دوزخ هفت است اما هفت طبقه دارد که هر یکی دوزخ مشهور است یکی سقر دوم سعیر سوم لظی چهارم حطمه پنجم جحیم ششم جهنم هفتم هاویه ۱۲ — در ایران و مشهور است چون فصل بهار آید مردم بازار ایران در دوستان بباغ و بوستان بروند ... که بهار آمده است پس به گلزار رفته بسایه گل نشست — ... ایام بخانه نشستن ... حرام گشته است ۱۲ ... ایام ... گفته ۱۲

غیاث ملت و برهان دین پناه بدان — جهان فضل و کرم آفتاب چرخ غلام
کسی[1] که شوی رجا جوی و استدعایی — همی فرستد هر لحظه صد رسول و پیام
ازان گزیده[2] خطابست بدان که در پایه — علو رتبه و ارتفاع قدر مقام
ولیک تا به خطابی بسیط عالم را — به اسم نامی از خویشتن کند اکرام
چه غم بدان که لباس سیاه پوشیده ست — گرفته در کف رخشنده تیغ جان انجام
چو تیغ با من یعنی هر آنکه گشت از روی — همی کنم چو لباس قیاس و وهم تمام
چو آفتاب شده تیغ وار از منبر — ستاره وار زوال گشت در لباس ظلام
نمود تکیه بران تیغ پر گهر یعنی — که گام می نزنم جز به اعتقاد و تیغ پیام

مطلع ثانی

چنان رساند از حق بخلق وعظ انام — که روح قدس ز یزدان به مصطفی پیغام
بخاصه اندر با لفظ تو سرشک شده — در آب حیوان وسخن تو با خواص و عوام
اگرچه تیغ خطابت چو آب کم آورد — چو آب بزد و دست بم ازو زبان به کلام
رسد سیاست تیغ تو تا شکست پاش یعنی — ز بیم لطافت حکم تو برده ابلق چو شام

---

[1] کسی که امیدوار است هر لحظه دو صد رسول و پیام [illegible]

ترا سپهر ستاید و بنده ملک تیغ | چه قیمت آرد خاص و چه قدر آرد عام
هزار گنج فزون می کند بیک لحظه | چنان پسند که بر شان تو طناب خیام
ازان دو عرصه که او را دو کون هیچ است | بتیغ جود تو صید سے فزون نماید دام
ستانه تو چنان مصطفی چرخ شد اکنون | چو چرخ گوی و رشک او وقت که کدام
سپهر نرگس و خنجر گشت و طلب کرد | ولیک زین همه صدر تو ابر آمد نام
سخن بلطف بگوئی ز بهر صد سلوک | چو بر دید تو همت تنگ چشم شد چو غلام
هر آنکه تکلی تو گشت کرد به جهت | ز خاک صد طمعها بر است که دوام
بهار آمد و نیای بخت و داشت ایاول | ابیزه سبز خنجر تیب تو و نیکنام
بسوی قدرت شب روز کرد و سنگ تو | نظیر لطف در تیغ او ازین ترا و اعلام
مخالف تو چنین گر تیم دگر از پیش است | که اسم کین و خلافت جز صد شنام
ز ملک اشتر دا در کش نه بر آورد رفت | ز درد عیش بیا گنشاتے شکر سلام
هر آنکسی که خورد دشمن مخالف تو | به تیغ بر تمرش بر قابیست تمام
چو از دعا بیستی تو فرش گسترده | بساط شرع محمد ز عدل چین تا شام
بساط نصرت تو هر که چو سد باد | بساط مهر دو رخش تو زیر صد دنام

در مدح مسعود

الا ای شکلی خیمه بسته دریل | کو بیش آهنگ بیرون شد زدیل

[illegible]

تبیره زن بزد طبل نخستین — شتربانان همی بستند محمل
نماز شام نزدیک است امشب — مه و خورشید را بینم مقابل
ولیکن ماه دارد قصد بالا — فرو شد آفتاب چاه بابل
میان دو کفهٔ سیمین ترازو — کز این کفه شود زان کفه مائل
ندانستم من این سیمین صنوبر — که گردد روز عمر من زوائل
نگارین منا به کرد و گرنه — که کار عاشقان را نیست حاصل
زمانه عاقل است و لابه — نه یک روز بار خویش عاقل
نگارین من چو حال من چنان دید — ببارید از مژه باران وابل
تو گفتی پلپل سوده بکف داشت — پراگند از کف اندر دیده پلپل
بیامد آوفتان خیزان بر من — چو آن مرغی که باشد نیم بسمل
دو ساعد را حمائل کرد بر من — فرو آویخت از من چون حمائل
فراگفت ای ستمگاره بیا هم — بکام حاسدم کردی دغا دل
چه دانم من که بازآئی نیائی — بدان گاهی که بازآید قوافل
ترا کالی ... کاره — ولیکن نیستی در عشق کامل
نگارا ... — نشسته ... در عشق جاهل

[illegible]

ولیکن اوستادان مجرّب | چنین گفتند در عهد اوائل
حکیمان زمانه راست گفتند | که جاهل گردد اندر عشق عاقل

که عاشق قدر وصل آنگاه داند | که عاجز گردد از هجران عاجل
چنین روزی ندانستم که ما را | سفر باشد به عاجل یا به آجل
ولیکن اتفاق آسمانی | کند تدبیرهای مرد باطل
غریب از ماه بالاتر نباشد | که روز و شب سپارد منازل
چو برگشت از من مشتاق معشوق | نهادم صابری را سنگ بر دل
نگه کردم به گرد کاروانگاه | بجای خیمه و جای رواحل
نه وحشی دید آن جا و نه انسی | نه راکب دید آن جا و نه راحل

نجیب خویش را دیدم به یکسیر | چو دیوی دست و پا اندر سلاسل
گشادم هر دو زانو بندش از دست | چو مرغی کش گشایندش حبائل
بر آوردم ز پایش تا بن گوش | فرو هشتم هویدش تا بهائل

چو سیّاحی که پیماید زمین را | بپیمود او بیابان و مراحل
نشستم بر سرش چون تخت بلقیس | بجست از جای چون عفریت هائل

سله ماه را از همه سیارگان سریع السیر دانند ۱۲ سله نجیب شتر گزیده و نیک رفتار ۱۲ سله هوید به فتح اول و کسر ثانی ... به فتح ثانی و سکون تحتانی و دال چهار شتر که بند پالان او ست و بعض به فتح اول و کسر ثانی گفته اند ... پشم آگنده که بر دو رکوهان شتر در آرند ۱۲

همی رفتم شتابان در بیابان — همی کردم یکی منزل دو منزل (یا منزل دو منزل ۱۲)

بیابانی چنان سهل و چنان صعب (دشوار ۱۲) — کز او خارج نباشد هیچ داخل

ز بادش خون همی بفسرد در تن — که بادش داشت طبع زهر قاتل

سواد شب بوقت صبح بر من — همی گشت از بیاض برف مشکل

همی بگداخت برف اندر بیابان — تو گفتی داردش بیماری سل

بگرد ابر شمه شبهای ماهی — همی برخاست از شخنای او گل

همی رفتم من اندر برف و باران — همی گفتم که اللّٰهم سهّل (بار خدایا آسان کن ۱۲)

چو پاسی از شب تیره بگذشت — برآمد شعریان از کوه موصل

بنات النعش کرد آهنگ بالا — برآورد از کمر شمشیر قاتل

رسیدم من فراز کاروان تنگ — چو کشتی کو رسد نزدیک ساحل

بگوشم من رسید آواز خلخال — چو آواز جلاجل از جلاجل

ترش با دستان ترکی تو گفتی — کمانها بس سته از پشته حواصل

ز باد و برگ و شاخ و سبزه زار — شده اطراف وادی چون سنابل

بهار از بهر گل بر شاخ گلبن — چنان گشته که چون گشته عنادل (جمع عندلیب)

بیابان آن بیابان اینچنان صعب و دشوار بود که هر که در آن داخل شد از آن بیرون نتوان شد ۱۲ مشکل مشتبه ۱۲ [illegible] عربی بوده [illegible] بتخفیف آورده ۱۲ سل مرض سیل بدن انسان گداخته شود ۱۲ [illegible] شخنا [illegible] شخ زمین سخت شخنا [illegible] سخت باشد ۱۲ [illegible] شب تیره [illegible] شعریان [illegible] ۱۲ سنابل جمع سنبله خوشهٔ جو و گندم ۱۲

بحرکت عنبرین بادا چراگاه — بدوکت آهنین بادا افاعل

بیابان در نوردد کوه پیمای — منازلها بکوبد و راه بگسل

فرود آرد بدرگاه وزیرم — فرود آوردن اعشی بباهل

قتالیه (کلمهٔ تحسین و تعجب ۱۲) در گه دستور کو راست — معالی از اعالی (جمع اعلی ۱۲) وز اسافل (جمع اسفل ۱۲)

وزیری چون یکی والا فرشته — چه در دیوان (هندی کچهری ۱۲) چه در صدر افاضل

وزیران دگر بودند زین پیش — همه دیوان بر دیوان سائل

حدیث او معانی در معانی — رسوم او فضائل در فضائل

سخی نازد بعدلش میر مسعود — چو پیغمبر ز نوشیروان عادل

در آمد پیش او باذل بخواری — در آمد پیش او سائل چو سائل

بلرزید از نهیب او بزرگان — چو لرزد کوه سنگین از زلازل (جمع زلزله ۱۲)

الا ای آفتاب مملکت تاب — اساس سلطنت شمع قبائل

توئی ظل خدا و نور خالص — که دیدی کس شنیده است این مسائل (جمع مسئله ۱۲)

گر داری همت واری بهر کار — بزرگی را چنین باشد دلائل

یکی شعر تو شاغل تر ز حسان — یکی لفظ تو کامل تر ز کامل

افاضل تر تو با ز همواره — که زیبا فاضل بود قصیده افاضل

مطلب ۱ این همه صفات وزیر مذکور است ۱۲ مطلب ۲ از رسائل خط و دو قدر با خواسته ۱۲ [illegible] ۱۲
۵۳ حسان ابن ثابت شاعر مشهور ۱۲ ۵۴ کامل ابن اثیر مورخ مشهور ۱۲

خداوندا من این جا آمدستم | به امید خودم بجنابش واصل
اگر هستم ز ذوق گردانی بجدستا | چنان گفتم که گفته بود واغل
وگر از خدمت مخدوم ماندم | بسوزم کلک و بشکافم انامل
الا تا بانگ دراج است و قمری | الا تا نام سیمرغ است و طغرل
نشست پاینده باد و چشم روشن | دولت پاکیزه باد و بخت مقبل
دها دایزد مراد و نظم شهرت | دل بسیار و طبع آبی و آمل

در مدح تاج الدین شرف الملک

دوش در وقت آنکه ظل زمین | کرد بر موکب شعاع کمین
راست گفتی مظله ایست سیاه | سر برافراخته ز چرخ برین
دیدم اطراف ربع مسکون را | از سیاهی چو کلبهٔ مسکین
آسمان را چو آن زمین مجلس شاه | جلوه گاه جمال حور العین
نوبتی بر نشسته گرد ماه | طبق نقره نوشته پروین
تا بدید ابر بر فلک ترنج | زهره در دست کرده تاج و نگین

[illegible]

راست چون پیل پیش شاه و رخ بعری[1] ‏ ‏ پیش سیر شهاب دیو لعین
قسر واقع ببسته گفتی ‏ ‏ دو پیاده است بند یک فرزین
من ز فکرت فگنده سر در پیش ‏ ‏ برگرفته سخن ز علیین
با خرد بر طریق استدلال ‏ ‏ بحث می کردم از علوم یقین
گاه می گفتم از یکی مبدع[2] ‏ ‏ چند ابداع می کنی تعیین
ورچه مبدع یکی بهی ابداع ‏ ‏ صورت مبدعات نیست چنین
گاه ترتیب آفرینش را ‏ ‏ بر طریق تماثل و تبیین
صدر و پایان دهر می جستم ‏ ‏ خالی از نسبت شهور و سنین
همچنین منتهی خرد می کرد ‏ ‏ نیک بهتر عبارتی تلقین
شمه از حقائق اکوان[3] ‏ ‏ نکته از دقائق تکوین
تا بوقتی که دست صبح کشاد ‏ ‏ از فلک عقدهای دُرّ ثمین
برکشید آفتاب رایت نور ‏ ‏ تا دهد جرم خاک را تزئین
وز دگر سوی نیز دلبر من ‏ ‏ برگرفت آن زمان سر از بالین
به تعجب نگاه می کردم ‏ ‏ از فروغ رخ و صفای جبین
ذره از آفتاب فرق نداشت ‏ ‏ ماه من چون لطیفه مشک آگین

[1] آنکه بکسر اول باصطلاح شطرنج بازان مهره ایست که میان شاه خود و رخ حریف حائل سازند برای حفاظت شاه از کشت ۱۲ [2] اگرچه یک مبدع از سر نو پیدا می کند اما مبدعات چنیر است که از سر نو پیدا کرده شده اند همه یکسان نیستند سبب آن چیست ام ۱۲ [3] اکوان جمع کون موجودات ۱۲

لیکن از بس غبار محنت و غم	که نشسته بدیدهٔ تسکین
درمیان دو آفتاب مرا	گشت تاریک چشم عالم بین
هم دران لحظه صورت اقبال	بزبان فصیح و لفظ متین
گفت بر خاک سدهٔ که ازوست	سدره مانند خاک بی تمکین
خیز و یک دم چنان که من همه عمر	بر طریق ملازمت بنشین
تا ز برج فلک طلوع کند	طلعت آفتاب روی زمین
خواجهٔ روزگار صدر جهان	شرف ملک و تاج دولت و دین
آن که خورشید مهره بر چیند	گرد را بر روی او به بیند چین
وان که گردون بکام باز کشد	چون کند مرکب عزیمت زین
وان که ارکان هفت گردون را	سد اقبال اوست حصن حصین
دست افتادگان حادثه را	دامن جاه اوست حبل متین
از بر خوان بی نیازی او	شکم آگنده تر ز عرش و زمین
کلک در عهد کامرانی او	کین همه ساله خورده است افیون
ای به نوبت غبار موکب تو	بسته میدان چرخ را آذین
وی ز شکرت زبان اهل هنر	گشته چون کام نیشکر شیرین

سله عرش الفتح و آن سه منزل ست از منزل‌های قمر که در بلد است از شرح نصاب سله ستین یعنی سه سال و صحتی نحو او سال است که قحط و وبا شده بحواله شرح نصاب

هم ترازوی که چرخ را بشکست — با تحمل تو آید و شاهین
هم درختان ز بیم بشکند — پیش تو ضرب تو بیلک و زرین
چرخ انگشتری که هست تو راست — گر نه بد بهره نقش تو چه نگین
باد نقش مخالفت گم شد — در جهان همچو صورت تنوین
ور نسیم شمائلت بوزید — در خود نبرد عجلات آهو چین
ور سموم سیاستت وزد هم — در تیغ شیرق مست شیر عرین
تا ز نسرین و گل نشان آرند — مجلست باد پر گل و نسرین
تا بپیش از یسار بشناسند — باد دست اقبال بر یسار و یمین
بخت در مجلست حریف و ندیم — چرخ بر درگهت رهی و رهین

در مدح بهاء الدین ابوبکر

حلقه زلف یار دام بلاست — دل بر و بسته ایم این خطاست
کار دل هم بهاست کوشیدم — در تماشاگه نسیم و صباست
جان بلب رسیده را تو مپرس — کز مقیمان آستان بقاست
شاید ار زانچه دلبری بهشته است — قلم نانبشته ما ناست
یار با گفتنش که سود عشق — بر قفای هر که هست پا بر جاست
دست در حبل می کنی هشیار — مهره در ششدره حریف دغاست
گرچه مقصود آسمان ستم است — ق — ور چه آئین روزگار جفاست

۱ اصل ... بوسه پیاپی بند ... شعر سابق نوشته شده ۱۲

چشم شوخش که روزگار روشن است — خیل سحرش که آسمان اسماست
در جفا و ستم چنان شده اند — کانچه ایشان کنند عین وفاست
جور ایشان ز حد گذشت کنون — نوبت عدل زبدة الوزراست
(زبدهٔ الوزرا خلاصهٔ وزیران ۱۲)
صدر عالی بهاء دین بوبکر — که از و ملک را هزار بهاست
آن که در فیض پیش احسانش — از تخجل ماندگان یکی دریاست
وان که بر آستان میمونش — از کمربستگان یکی جوزاست
مسند قدر و کامرانی اوست — که زبردست قبهٔ خضراست
(اضافت تشبیهی از ۱۲ — آسمان ۱۲)
پیش خورشید همتش خورشید — از تحیر چو دیدهٔ حرباست
([illegible] ۱۲)
چرخ را از امتثال فرمانش — در بر دو تک مقصد اقصاست
(فرمان پذیری ۱۲)
همت اوست عالی که در او — هر دو عالم چو ذره ناپیداست
ای خضر سیرتی که همچو کلیم — در معانی ترا ید بیضاست[۱]
گر زبان قضا فرو بندد — نوک کلک تو ترجمان قضاست
ور کمین فنا گشاده شود — دولتت در ضمان دفع فناست
(ضامن ۱۲)
نام و آوازهٔ [illegible] تو — در جهان همره صباح و مساست
(شام ۱۲)
از نسیم صبای دولت تو — گلبن مملکت به نشو و نماست

---

[۱] ید بیضا معجزهٔ حضرت موسی بود که چون دست را به گریبان فرو افکنده بر آورده درخشید چو آفتاب روشن می شد ید بیضا کنایه از دستگاه کامل ۱۲ مطلب درین جا چه شود بجا معجزه است ۱۲

فتنه در عهد باز انصافت　　از اسیران چنگل عنقاست

ای فلک در هوای تو یکتا　　پشتم از بار منت تو دوتاست

هر شبها همی کنی سبب آنکه　　از منت تیغ التماس چراست

من به مدحت زبان نداده هنوز　　کرمت عذر صد قصیده بخواست

نفرتی داشت خاطرم از شعر　　زانکه آن نقش منصب فضلاست

عزم من مدحت تو بود ارنه　　شاعری از کجا و بنده کجاست

زان که خلوت سرای قدرت را　　جای من در مقام او ادناست

چون تفاخر کنم بشعر ارچه　　نام من در جریدهٔ شعراست

شعر در نفس خویش هم بد نیست　　نالهٔ من ز خست شرکاست

تا اسیران دست حادثه را　　آسمان قبلهٔ نیاز و دعاست

ورد هر دم دعای جان تو باد　　کاستان تو آسمان ثناست

در مدح بوبکر محمد

خسروا وقت می گلفام است　　رونق عیش در ایام است

باغ پر مطرب خوش الحان است　　دشت پر شاهد سیم اندام است

در جهان نکهت انفاس صبا　　همچو انعام شهنشه عام است

لاله را سوز دل اندر سینه　　غنچه را شادی جان در کام است

[illegible] ادا و نه دریں جا [illegible] بزرگترین مراد و دانشمند ۱۲

شاخ بید از گذر مرکب باد — چون دل خصم تو بی آرام است
همه اسباب طرب جمع شده است — این چه خوش وقت و چه خوش هنگام است
یار در مجلس و گل در چمن است — عود در مجمر و [illegible] در جام است
(آتشدان ۱۲)
بخت یار تو و اقبال مطیع — آسمان بنده و گیتی رام است
(مطیع ۱۲)
بر سپهر شه دولت عنوان — نصرة الدین عضد الاسلام است
شاه بوبکر محمد که از آن — که شعارش کرم و انعام است
آنکه از خاک درش تاج نساخت — اندرین عالم خود بدنام است
پخته شد کار جهان تا که ترا — طمع خصم سراسر خام است
وقت احسان و گه عفو ترا — دست برجیس و دل بهرام است
(مشتری ۱۲) (مریخ ۱۲)
کامران باش و ز شادی برخور — که بداندیش تو دشمن کام است
(بدخواه ۱۲)

در مدح ملک نصرة الدین

ای که حکم تو چون قضای محکم — در زیر نگین گرفته عالم
زین پیش ملوک نصرة الدین — سلطان تو ای و تو نصرت مجسم
تاریخ اساس پادشاهیست — بر فطرت آسمان مقدم
(بادشاهی تو ۱۲) (آفرینش آمد)
مشاطه فتح چهره آراست — از بهر تو گشاد زلف پرچم

سلطانه بر تو [illegible] حال گرفته است تا کام دشمن [illegible] است ۱۲ ، [illegible] با اعظم محکم ، مستوات [illegible] قضا [illegible] که [illegible] شده ۱۲

میدان تو تخت را معسکر ایوان تو عدل را مخیّم
اقبال تو همزبید و فطرت چون معجزهٔ مسیح مریم
هر جا که زدی به عنف زخمی لطف تو برو نهاد مرهم
عفو و سخطت مزاج زنبور آمیخته با لعاب ارقم
تقدیر حروف کن فکان را در نوک سنانت کرده مدغم
وز کسوت عبارتت طرازه بر لوح وجود رسم مبهم
از رشک کمند دیو بندت دیوانه شده روان رستم
وز غیرت آستان عالیت پوشیده فلک لباس ماتم
با گوهر پاکت از خجالت بر خاک نشسته آب زمزم[۵۱]
هر جا که رسید موکب تو از چرخ شنید خیر مقدم
بر درگه تو امید را فال نا آمده جز به آیت فال الهم
ای گشته چهار فصل گیتی از عدل تو چون بهار خرم
در عهد تو هیچ گوش نشنید فریاد مگر ز زیر و از بم

[۵۱] زمزم چاهیست نزدیک کعبه چون حضرت ابراهیم زن و پسر خود هاجره و اسمعیل را بوادی غیر ذی زرع که الحال در آن جا خانهٔ کعبه است بگذاشت و اندکی از آب و طعام داده برگشت پس از چندی که آب و طعام به پایان رسید حضرت اسمعیل در آن هنگام شیرخواره بودند هاجره حضرت اسمعیل را گذاشته بجستجوی آب رفته بود حضرت اسمعیل از فرط تشنگی پای بر زمین میزد و از زیر پای آب جوشید چون هاجره باز آمده دید که آب جاری بوده بانی چون آب جاری گردید هاجره گفت زمّ زمّ یعنی بایست پس آن چشمه را زمزم خوانده شد ۱۲

عدلت نگذاشت راستی را — جز در سر زلف نیکوان خم
در مدت یک دو سه کم و بیش — صد دشمن پیش کرده کم
در موسم فتح ز آب تیغت — از مرکز خاک بگذرد نم
بر روزن قبه جلالت — گردون طبقی بود مهدم
یک چند ز دیو مردمی خصم — پنداشت که یافت نام اعظم
خود کوری دیو را سلیمان — باز آمد و باز یافت خاتم
دشمن به تو کرد ملک تسلیم — زین کار ترا شود مسلم
تا پست نگردد از حوادث — بنیاد بقای نسل آدم
همواره بنای دولتت باد — چون قاعده سپهر محکم

در مدح ابوبکر بن محمد

چون برفراخت خسرو سیارگان علم — در خاک پست گشت سراپرده ظلم
صبح دوم گرفت جهان کوچ را ازان — کاندر هوای شاه نزد جز بصدق دم
یک یک ز بیم خنجر خورشید اختران — همچون مخالفان شهنشه شدند کم
بر روی آسمان اثر تیرگی نماند — الا ز گرد موکب فرمانده عجم
دارای عهد نصرة الدین که شد ز قدر — شاهی که بر مدارج گردون نهد قدم
سلطان نشان اتابک اعظم که عدل او — دارد [illegible]

[illegible] پست گشتن سراپرده [illegible] ۱۲

بوبکر بن محمد کز فر سلطنتش | زینت گرفت افسر کسری و تخت جم

دریا به دستگاه فراخش زند مثل | گردون به آستان بلندش خورد قسم

ای مهر و ماه بسته از قبل طاعت | در حلقهٔ حواشی و در زمرهٔ خدم

ذات معظم تو بپرهیزست از غلو | طبع مبارک تو جدا نیست از کرم

وقتی که دیگران بچشم التجا کنند | گرد تو از معونت یزدان بود حشم

آن را که زیر دامن توفیق پرورند | از گرم و سرد چرخ بدو کی رسد الم

گیتی به موج خون بدو صد بار غوطه خورد | هرگز زمین ملک تو در خود ندید نم

صدره فلک بخاک فرو رفت و کس ندید | بر دامن مراد تو هرگز غبار غم

تا گرد دست حکم تو محکم بناشد ملک[1] | هر لحظه با عنان تو فتحی شدست ضم

بر تو بدل[2] چگونه گزیند جهان که هست | عهد تو همچو موسم اقبال محترم

روشن فلک سیه شود آنگه که رای تو | بر چهرهٔ زمانه ز عصیان کشد رقم

پهلو تهی کند اجل از تیغ تو ولیک | از دشمنان دولت تو پر کند شکم

هر کس که چون قلم ببرد پیش تو بسر | تقدیر بر جریدهٔ عمرش کشد قلم

خصم ترا زمانه به تعجیل می برد | از عرصهٔ وجود شود سوی حیز[3] عدم

از حضرت تو تیره شود ساحت سپهر | وز مجلس تو رشک برد روضهٔ ارم

---

[1] بدون آن که دست حکم تو بنا شدی ملک را استوار کند فتح هر لحظه با عنان تو آمیخته شده ۱۲

[2] ای عوض تو جهان چگونه اختیار کند.

[3] حیز کنارهٔ هر چیز و مکان ۱۲

شاها! زمانه تیغ ستم را آب داد — زان تیغ آب رنگ بپرهیز آن ستم
بیم است کز تغابن این چرخ نیلگون — خون فسرده جوش زند در رگ بقم
زین پس مکن بر انجم و افلاک اعتماد — کانجم شدند خائن و افلاک متهم
شمشیر تیز داری و بازوی کامگار — گرد از فلک برآور و از روزگار سهم
تا چرخ قد خمیده نگردد تمام راست — در قامت مراد تو هرگز مباد خم
چون گل همیشه بادی خندان و سرخ روی — خصم تو چون بنفشه سرافگنده و دژم

در مدح بوبکر بن محمد

زهی نظیر تو چشم زمانه نادیده — سیاستت بسزا گوش چرخ مالیده
خرد که هر دو جهان نافذ است فرمانش — بر آستان تو جز بندگی نورزیده
ستارگان که در آفاق سرآمده‌اند — ز حکم خط تو یک لحظه سر نپیچیده
بگشته صورت اقبال گرد جمله جهان — هزار باره و انگه ترا بگزیده
ز سنجق سپهت نور فتح می‌یابد — چو روشنائی چشم از سیاهی دیده
محیط چرخ سراپرده‌ایست جاه ترا — درو بساط مراد تو گسترانیده
چگونه‌ایش که سپهریست پر ستاره و ماه — ز حسن بر فلک و آفتاب خندیده
بقدر دولت این قصر همچنان اند — که مثل او نه بدیدست کس نه بشنیده

۵۱ تغابن یک دیگر را در زیان افگندن ۱۲ ۵۳ سر پیچیدن نافرمانی کردن ۱۲ ۵۴ سنجق بلغت رومی بمعنی علم و نشان فوج ۱۲

زمانه رنگ زد دیوار و سقف او چه حیل　　برای زینت رخساره حور ز دیده

در او بوقت قدوم مبارکت مه و مهر　　ز زیر پای تو چو طفلان ستاره بچیده

ز دست شنعانی صحن و هوای سقف فرو　　سپهر نماید اسرار غیب پوشیده

از آن زمان که ز بیش را مثل زدم به سپهر　　سپهر یک سره گردن ز فخر بالیده

بخفته در کنف او به امن و آسایش　　جهان که از ستم روزگار ترسیده

ز غیرت و حسد سقف از رقش صد بار　　سپهر ازرق بر خویشتن بجوشیده

تو خیر قصه قصری بدین درازی چیست　　نباشد این نمط از عاقلان پسندیده

حدیث کوته و شیرین بگو که این خاصست　　عنایت ملکش بر فلک رسانیده

همیشه بزم شهنشه بدو مزین باد　　جهان بشادی او همچو مهر نوشیده

در مدح طغانشاه

ای قصر عرش را ز معالیت کنگره　　حشمت تو کرده مرکز آفاق دائره

در طلعت نجوم افق را مطالعی　　در منظرت شعور فلک گشته ناظره

چون منشی ضمیر تو گیرد قلم بدست　　جبین بر زمین زند از رشک مجمره

زان روز باز حجت عدل تو قاطع است　　کاندر زبان شرع تو در محاوره

انکار دولت تو کسی را مسلم است　　کز عقل و شرع برگشته اندر مکابره

له مجمره دواتی ۱۲ له مکابره بزرگی خود بر دیگری ثابت کردن و معارضه و غلبه و جنگ کردن باکسی ۱۲ له ناظره بیننده ۱۲

شود المزاج خصم تو زان دیر بر کشید | کز دیگ عشوه داد سپهرش مزوره
با طیئ طاعت آن نفس از نهاد خصم | کاسیب قهر تو دهدش تنگ چنبره
در تنگنائے معرکهٔ گردون تند را | از صدمت رکاب تو باشد مخاطره
تا بر کفت نتیجهٔ احسان نبشته اند | هر دم زمانه را کند از مهر مصادره
از بهر مرکب تو که نعلش سزد هلال | شد کهکشان چو آخر و گردون چو توبره
خورشید را که از حشمت یکی سواره ایست | قانع بدیده بانی این سبز منظره ق
این جرأت از کجاست که با چون تو راعیئ | از مرغزار چرخ ربایند یکی بره
چندان بقات باد که هنگام حصر آن | عاجز شود محاسب وهم از مؤامره

در مدح شاه جهان اردشیر

هزار توبه شکست ست زلف پر شکنش | کجا بچشم در آید شکست حال منش
دل شکسته اگر زلف او بر افشانی | کم از هزار نیابی به زیر هر شکنش
هزار دیده ز حسرت سپید گشت چنانکه | فرح نیابم از آن رو بجز به پیرهنش

آفتاب که از خدام تو یک سواره ایست به نگهبانی فلک قناعت کرده و در این جرأت نیست که پیش چون تو شبانے از سبزه زار چرخ یک بره بر باید ۱۲ مؤامره مشاورت کردن ۱۲ زلف پر شکنش هزار توبه شکسته است شکست حال من کجا بیند ۱۲ اگر تو زلفش بر افشانی به زیر هر شکنش کم از هزار دل شکسته نیابی ۱۲ درین شعر تلمیح است که چشم یعقوب به فراق یوسف سپید گشته بود چون برادران یوسف پیرهن یوسف را از مصر بکنعان آوردند و حضرت یعقوب بوئے آن پیرهن شنید ناگاه دیدگانش روشن شدند ۱۲

چنین که با سر زلف روان من خو کرد　　چگونه الفت بود در روز حشر پابندش
همیشه اشک چو باران ز دیده می بارم　　مگر که تازه بماند رخ چو نسترنش
دلم ز چاه زنخدان او چگونه رهد　　چو دست در نتوان زد به عنبرین رسنش
در آب دیدهٔ من غرق شد چو نیلوفر[۱]　　خیال قد چو شمشاد و روی چون سمنش
از آن چو دائرهٔ هم در میان گرفت ترا　　که راه نیست خرد را به نقطهٔ دهنش
عجب‌تر این که بباید گشاد هر ساعت　　به مدح شاه جهان از دو شیرین سخنش
خدایگانی که اقبال سرمدی داده است　　بدست حکم عنان ممالک زمنش
سهیل[۲] اگر نه ز دیوان او برد خلعش　　مثال عزل دهند از ولایت یمنش
گر شهاب[۳] نه با نام آورد در فلک　　میان راه به دم تف بسوزد اهرمنش
گر نسیم خلافش رسد به مهر گیا[۴]　　چه طعنها که توان زد به سبزهٔ دمنش
زهی مثال ترا بر زمانه آن قدرت　　که پست کرد به کلی بنای مکر و فنش
فلک ز دست تو بر کائنات مشرف بود　　بشرط آن که برافتد قواعد فتنش
...دون نیاید از آن عهد لاجرم تا حشر　　نهاد قهر تو بر سینه آتش لگنش

---

[۱] نیلوفر را بهندی کنول گویند رستنی ست که در آب روید و برگش هموار بر روی آب می ماند ۱۲ [۲] سهیل ستاره ایست که در یمن تابد که از تابش آن عقیق پیدا می شود ۱۲ [۳] شهاب ستاره مانند چیزی که ... انار بر فلک دوران می شود و آن رجم شیاطین است ۱۲ [۴] مهر گیاه گیاهیست که بهندی لکهمنی گویند ... آن بصورت انسان باشد. هر که بیخ آن را با خود دارد همه خلق بر او مهربان باشد و او را همه مردم دوست دارند ... آفتاب پرست (سورج مکهی) را گویند ۱۲

...ت ز انجم و پروین یکی خلاف کشند — برون کنند بعنف از میان انجمنش

...ن کسی که ز پا کسوت هوای تو زاد — چو کرم پیله نخستین لباس شد کفنش

عدو چو شمع قلم پیش تو بسر بزد و — دو نیم کن چو قلم تا میان و سر بزنش

بحکم تو طوطی فرو شد ار و سر — تراست دست تصرف به تیغ در دهنش

سپهر بر نکشد باد انجم صبح — اگر نه شب ز نهمت تو بر فشنش

...ت کین تو دشمن به آرزو خواهد — که جان به رهگذر زخم برون شود ز تنش

...ست جاه ترا بار و برگ چندانست — که ممکن است بجز گلشن فلک چمنش

... پیش تو بنده چو آب بر سر خاک — مدد ز دست زباران لطف خویشتنش

...ان که بر یکی از آن قطره گوهری گردد — که هیچ فرق نباشد ز گوهر عدنش

...ال چنین که ز خاکش چو آب برگیری — اگر بچرخ رسیدست بر زمین فگنش

...پیشه تا لقب شاد بر نیارد کس — که تا قیامت نکند روزگار ممتحنش

...دام سپهر تو بکش باد و مقرون باد — بشادئی که نباشد مخافت حزنش

بال تیغ تو در چشم روزگار چنان که — زمانه باز نه داند ز رمح ذوالیزنش

در مدح مظفر الدین

۵۰ کرم پیله کرمی که ازان ابریشم زاید ۱۲ ۵۱ اگرچه به حکم سرشنگی ترا قدرت حاصل است تو بر دهٔ تصرف
... تا دو را ابریج دین بر کن ۱۲ ۵۳ به تسخر زدن صیقل کردن ۱۲ ۵۴ ممتحن در محن افگنده شده ۱۲ ۵۵ ذوالیزن
تحتیمن نام ملکی از ملوک حمیر که در نیزه بازی شهرت داشت ۱۲

دل ۱ه همی خواهد از آن پسته که شکر گیرد | جان همی خواهد از آن لعل که گوهر گیرد
چشم من از پی طوفان کرمت هر لحظه | ای بسا گوهر ناسفته که در زر گیرد
پستهٔ تنگ تو از بهر علاج دل من | ای بسا گل و بر شگفته که به شکر گیرد
جان من وقت بخور سر مشکین زلفت | از دل و سینهٔ من مجمر و آتش گیرد
سرو تو بوی سمن دارد و دل می‌خواهد | که از آن سرو قدت بوی سمن برگیرد
تن من شد رسن زلف تو چنین چه شود | گر رسن باز دلم گوشهٔ چنبر گیرد
دم هر روزهٔ گرم چو به تو در نگرفت | آه هر صبحی سرد من تو کی درگیرد
هر که خواهد که سمن بار دهد سرو ترا | پایهٔ بار چو تو سرو سمن برگیرد
در رکاب غم تو دل به مرادی نرسد | گر نه فتراک شهنشاه مظفر گیرد
چرخ از این خیمهٔ زربافتهٔ سیم طناب | بر سر فرق فلک سایهٔ تو افسر گیرد
شاه مشرق آنکه اگر حکم کند آهو را | از سر قوت دل پای غضنفر گیرد
آن شهنشاه هنرمند که چون صبح ۲ه دوم | ملک عالم به یکی ضربت خنجر گیرد
چو سکندر بود آن روز که بر تخت شود | آب حیوان کشد آنگاه که ساغر گیرد
ای فلک قدر اگر از تو اشارت یابد | نسر ۳ه طائر سر تیر تو به شهپر گیرد
ماه از این بحر گران مایه تا سفته دُرر | گردن ملک ترا تعبیهٔ زیور گیرد

۱ه از پسته وصل کنایه از لب و از شکر و گوهر کنایه از بوسه کرده ۱۲ ۲ه صبح کاذب در آخر شب سپیده از افق مشرق برمی‌آید خنجر پدید آید ۱۲ ۳ه چه کرکس در اوج تیر نشد تا دانی آن پیشتر گردد ۱۲

ب شرر ز آتش خشم تو اگر چرخ اثیر ق — پیش این گنبد گردندهٔ اخضر گیرد

فلک از هیبت آن جنبش زیبق یابد — اختر از سوزش آن شعلهٔ اخگر گیرد

د گر عقده ببوسهٔ مهر تابان نگرد — ز شب تیره سیه روز منور گیرد

عنفت ار پائے نهد در دو ز دریا خیزد — لطفت از دست دهد در ز سمندر گیرد

رحم بیگاه برد مهر چو رائے تو بپه — نکند هیچ توقف در خناور گیرد

هر چه گمراه بود خصم چو ز خشم تو بخورد — نکند پیش تکلف ره محشر گیرد

لشکرت نصر من الله چو پے خصم زوند — بجهد از رهٔ شان سد سکندر گیرد

این شود رعد که مشغله چون نعره زند — وان شود برق که حمله چو خنجر گیرد

در نشان اثر تیغ سم مرکب شان — چون فلک روئے زمین صورت اختر گیرد

شهریارا بخبر باد خزان مے داند — که همه روئے زمین عرعر و صرصر گیرد

باد در عهد تو سیه زیر آن وست کاو — خاک پائے تو چون تاج بسر برگیرد
(صبا آب تو ابراب ۱۲) (برد آرد ۱۲)

گر زند باد بر انگیزی اگر فرمانت — تخت چو فرمان سلیمانؑ ببر گیرد

هر دم این دهر مسخر شده فرمانت — خوش نباشد که چو من نادره مسخر گیرد

واسگارا چو ظهیر از شرم نظم لطیفست — بگهر دست تو خامه و دفتر گیرد

بهر آن دست و زبان وقتر افلاک آرد — پیش او پیر فلک خامه و محبر گیرد
(یعنی مرید او شد ۱۲)

هر کجا در فلک تیر جفا اندازد — سپر سینهٔ من دهر برابر گیرد

سله تیغ سیاسب ۱۲ ملک باد بحکم سلیمانؑ مے رفت و تختش را مے برد ۱۲

تا یقین است بر جهان که شیر شمشیر / خصم بی‌صد شکند آهوی سپهر گیرد
(سینهٔ شکار ۱۲)
تیغ قهر تو چنان باد که خاقان شکند / شیر صبح تو چنان باد که قیصر گیرد

در مدح ابوبکر محمد

ارچه فر و جاه و قدر است ای همایون بارگاه / در حریم حضرتت جمع آمد از اقبال شاه
بر فضای ساحت قدرت تو گردون است تنگ / در جناب کبریای تست گیتی را پناه
در ازل چون نقش طغرای تو بر زد نقشبند / دولت اندر آستانت کرد خود را جایگاه
شیر شادروان[۱] تو از روح گیرد شکار / آهوی ایوانت از خلد برین جوید گیاه
صبح و شام از خادمان خاص درگاه تواند / از پی کار است آری این سپید آن سیاه
هر که اندر سایهٔ خورشید ایوانت گریخت / ایمن است از خود اگر افزون دارد از انجم گناه
هر که خاک درگهت را تاج سر سازد ز طوع / زیبدش کز روی نخوت بر فلک ساید کلاه
گرچه گردون صد هزاران دیده دارد با کثیب / از سر غیرت نیارد کرد در پشتت نگاه
(نتواند کرد ۱۲)
پیشگاهت گردنان را داده تمکین سجود / تا کنند از خاک درگاه تو تزیین جباه
(پهلوانان و سرداران ۱۲)
گر ملوک هفت کشور بر درت حاضر شوند / از سگان پیشگاهت حشمت اندوزند و جاه
(تحصیل کنند ۱۲)
ور به جست با جهان آیند فریدون و جم / پرده داری گهه شان را درون پرده راه
(باز گشته ۱۲)
بر سر صبح دعوی من گواه ساخت چاکرست / از گواه عدل خواهی عدل شاهنشه گواه

---

[۱] شادروان نمونه که پیش از بنای عمارت کشند و بعضی نقشه و تصویر که هنوز در آن رنگ آمیزی نکرده باشند و بعضی گویند نقاشان که بر کاغذ اندوده یا سپیده وغیره می‌کشند ۱۲ و شادروان پرده و شامیانه ۱۲

این که می‌پرسند خاک درگهت اجزای انس ‌ ‌ ‌ از جدار نسبت گوئی باز قدر پادشاه
خسرو جمشید فر کیخسرو گیتی ستان ‌ ‌ ‌ شاه کیوان قدر گردون منصب انجم سپاه
آن که اسپش گر ز راه کهکشان آخر کنند ‌ ‌ ‌ خوشهٔ گندم شود در خرمنش خورشید و ماه
صدمهٔ پاسش گران سنگی جهان سیل فتنه را ‌ ‌ ‌ در دو چشم آفرینش کرده کحل انتباه
شاد باش ای شاه حیدر نسبت بوبکر نام ‌ ‌ ‌ دیر مان ای خسرو دریادل و کان دستگاه
گر بدولت رسیدی تو بجائی کز شرف ‌ ‌ ‌ درگهت را عرصهٔ آفاق زیبد پیشگاه
باش کین نسبت نه نسبت با جلال قدر تو ‌ ‌ ‌ اول عهد از خروج یوسف است از قعر چاه
تا جهان بر پای باشد در جهان بر پای باش ‌ ‌ ‌ باده نوش و جام گیر و جان فزا و خصم کاه
شاد بنشین اندرین فرخنده اقبال آستان ‌ ‌ ‌ نام جوی و کامیاب و عیش ساز و جام خواه

در مدح ابوبکر محمد

نوبت ملکت شها بر هفت گردون میزنند ‌ ‌ ‌ ملک عالم را بتو فال فریدون میزنند
در ازل دائم زدند و تا ابد خواهند زد ‌ ‌ ‌ تا نپنداری شها کین نوبت اکنون میزنند
کاشکی ره بر فلک بودی که دیدی چشم خلق ‌ ‌ ‌ کین سه نوبت هفت کوکب بر فلک چون میزنند
نوبت اول بهنگامی که در طشت افق ‌ ‌ ‌ تیره شب را جامه پنداری بصابون میزنند
نی علم اکنون سحرگاهی که نقاشان صبح ‌ ‌ ‌ نقش تار پرنیان گویا بر اکسون میزنند
وان دوم نوبت نماز شام و هنگام غروب ‌ ‌ ‌ کز شفق گوئی هوا را جامه در خون میزنند

۱ انتباه خبردار بودن ۱۲ ۲ اکسون نوعی از دیبای سیاه ۱۲

وان سوم نوبت بگاه آنکه بالا شد زمین | سایه‌بانِ نیلگون بهرِ زمین بیرون میزنند
(کنایه از آفتاب ۱۲)

تا هم چو بلبل از شکوهِ تیغ‌شان گاه درست | طبل بازِ هیبت بهرِ شب‌خون میزنند

با نشوقِ نوبتت داناد لالانِ روزگار | طعنه در سپهر نوبتی هر نوبت افزون میزنند

شد همایون عهدِ تو عهدی که شاهانِ جهان | لافِ داد و دین از این عهدِ همایون میزنند

ربعِ مسکون از حیثیت ... زجیمِ زمین | زان کی لشکرگاهِ تو بر ربعِ مسکون میزنند

کوه و هامون فخر دارد بر فلک تا در جهان | بارگاهِ عالیت بر کوه و هامون میزنند

هست آن تا بکی اعلی در ملکت همرا شد تو | صورتِ ... زیبا که بر طغرا ... میزنند

می بیادت باکرامت کرده مدغم می‌خورند | زر بنام است با سعادت گشته مقرون میزنند

مسند آراسته از شاخِ سدره برتر می‌نهند | خرگهِ قدرت ز طاقِ چرخ بیرون میزنند

تا خبر در ملت از قولِ پیمبر می‌دهند (حدیث ۱۲) | تا مثل در حکمت از گفتِ فلاطون میزنند

رسمِ این نوبت برونق در جهان پاینده باد | تا بدرگاهِ تو پیوسته موزون میزنند

در مدحِ طغان شه محمود

نهی زلفینِ عنبربار بر گوش | حدیثِ ما نیاری هیچ در گوش

خروشی باز خواری ناشنوده | چرا خسپیده نهی زلفین بر گوش
(مشغول ۱۲)

چو من با تو سخن خواهم که گویم | نداری ای عجب گوئی مگر گوش
(گوش نداری است ... ۱۲)

---

۱ دُرِ مکنون، مکنون یعنی پوشیده، چون گوهر قیمتی و خوش آب را ... پوشیده دارند لهذا گوهر خوش قیمتی را ... گوهر مکنون و دُرِ مکنون گویند ۱۲ ... کنایه از تیرگی شب ۱۲

چو تو با من سخن گوئی بشادی — چو مرزنگوش[۱] گردم سر بسر گوش

بر احوال من سرگشته شاید — کزین پس بار داری ای پسر گوش

مرا کز جور تو نالان چو نایم — چه مالی چون رباب ای سیمبر گوش

رسد از تو بگوشم مژدهٔ وصل — اگر ممکن بود جائی بسر گوش

سگ کوی تو باشم گرچه پیهی — به ره دیم بازیم چون خواب خرگوش

تو فارغ پنبه اندر گوش کن خوش — خروش ما فلک را آسیا در گوش

مرا بی طلعت تو باد تر چشم — مرا بی نغمهٔ تو باد کر گوش

بخنده آن زمانم لب شود باز — که از آواز تو یابد خبر گوش

ز دیدار تو گردد پُر قمر چشم — ز گفتار تو گردد پُر شکر گوش

گهی در گوشش حلقهٔ مهر و مه را — چو آرائی به مروارید و زر گوش

ز گوشت حلقه باید زینت حسن — بسی از حلقه یابد زیب و فر گوش

اگرچه گوشوارت نغز و زیباست — از آن زیباتر است و نغزتر گوش

مگر چشم تو با گوشت بجنگ است — که دارد چشم تو تیر و سپر گوش

زره پوشد ز زلفت زانکه باشد — ز تیر غمزهٔ تو پُر حذر گوش

رسید آوازهٔ عشق من و تو — چو مدح خسرو غازی بهر گوش

شه آفاق سلطان شه که دارند — به امر او ملوک بحر و بر گوش

۱؎ مرزنگوش در اصل مرزه گوش (مرزه بمعنی موش) چون برگش شبیه گوش موش باشد لهذا باین اسم موسوم شد نوعی از ریحان که خوشبو دار میباشد و بهندی آنرا دونه گویند ۱۲ ؎ گوش داشتن بامری متوجه شدن بهر طلبی ۱۲

جہانگیرے کز اخبارِ فتوحش | شہاں را ہست دائم بر رہِ گوش
نہ چوں او دیدہ ہرگز بادشہ چشم | نہ مثلِ او شنیدہ دادگر گوش
سمندش چوں کند جولاں گہِ رزم | بخوابانند ہمیش شیرِ نر گوش
بیارایند چوں خوباں بحلقہ | ز نعلِ مرکبش ہر تاجور گوش
ضیا یابد لقائے او ضیا چشم | ندارد بے ثنائے او خطر گوش
در او شہرہ آمد خسرواں را | چناں کآواز را شد رہگذر گوش
روانش آلتِ الہام و وحی است | چو لحن و صوت را جائے مقر گوش
ایا نشنودہ ہرگز کس بعالم | سخنے چوں تو بہ نیکوئی سیر گوش
خلاصہ از چہار ارکاں تو گشتی | چناں کز پنج حس شد معتبر گوش
تو محمودی بنام و طالب محمود | بگیری زود شاہا بیشتر گوش
ز الفاظِ تو اے دریائے افضال | صدف کردار گشتہ پُر دُرر گوش
جہاں دانستہ چوں بازداری | بہ اہلِ فضل و اربابِ ہنر گوش
ازاں شادی کہ مرغِ نظم را صید | کند مدحت بر آورد دست بر گوش
ز بہرِ خدمتِ صوتِ مدیحت | کشادہ دیدہ و بستہ کمر گوش
الا تا دیدہ بانِ تن بود چشم | الا تا حجرۂ سر راست در گوش

ملہ گوش خوابانیدن [illegible] ۱۲ ... گوش دار متوجہ باش ۱۲ ... گوش [illegible]
متوجہ باش ... در معنی دروازہ ۱۲

بعشمرانِ تو یاد خسروان را	ز حسد قیروان[۱] تا باختر (مغرب) گوش

در مدح محمد بن علی اشعب

ای ماه سرو قامت و ای سرو ماه روی	وصل تو تا نموده مرا چند گاه روی
گشته تنم ز نالِ (ریشهٔ قلم ۱۲) چو زیر و بهوای تو	با شکل سرو قامت و با نور ماه روی
تا بی حجاب دیده برویت نگاه کرد	پر ز آب دیده وار روانان یک نگاه روی
آئینهٔ دلم سیه از آه سینه شد	آئینه را سیه شود آری ز آه روی (روی آئینه ۱۲)
بگرفت خطّهٔ دلم اینک سپاه عشق	دارد بسوی عالم جان آن سپاه روی[۲]
رویم ز تابِ عشق تو زردست و بس بود	بر وفق آن حدیث که گفتم گواه روی
روی تو از لطافت محض آفریده حق	زان خوبتر که داری جانان بخواه روی
اندر شب فراق تو شاید که روز وصل	بنمایدم ز چاهِ[۳] مقنّع چو ماه روی
جانِ مرا که عاجزِ هجران تست نیست	جز سوی بارگاهِ مجلس عالی پناه روی
فرخنده مجلس ملک سپهر دول که هست	ایام را ز هیبت او هیچ گاه روی
عالی محمد بن علی اشعب آنکه هست	بنمود شش از دریچهٔ تمکین شاه روی[۴]
بارِ دگر برای او بنمود مهر و ماه را	زیبا نبود بجز نهادن تاج و کلاه روی

۱ قیروان بالفتح نام شهریست در منتهای ملک مغرب در نواحی افریقیه ۱۲ ۲ روی بسوی دشمن توجه کردن ۱۲
۳ چاه مقنّع ابن مقنّع حکیم ماه از چاه برمی آورد که نخشب و کش و غیره ازو روشن می شد که آن را ماه مقنّع نیز گویند ۱۲ ۴ روی نمودن چیزی آشکارا شدن ۱۲

اقبال با جلالت قدرش سپیدکار[1] | خورشید بی‌عنایت رایش سیاه کرده‌ای
افگنده بر موافق او عیش و بهره چشم | پوشیده از مخالف او عز و جاه کرده‌ای
شرم از گناه باشد و خورشید در کشد | هر شب ز شرم طلعت او بی‌گناه کرده‌ای
ای پشت دین و دامن حق بارگاه تو | بخت و امل نهاده بدین بارگاه کرده‌ای
راهی که موکب تو بر آن جا گذر کند | اقبال برنگیرد از آن خاک راه کرده‌ای
جور و عنا چو روزهٔ ایوب روشن است | خصم ترا نموده گهی پشت دوگاه کرده‌ای
جای سپیدکاری حوادث ز عدل تو | دارد همی شگفته ز مردم گناه کرده‌ای
تا خسروان ملک و ملوک زمانه را | باشد مدام تازه به دیهیم و گاه کرده‌ای
از گردش زمانه حسود ترا مباد | جز روزگار ناخوش و عیش تباه کرده‌ای

در مدح محمد بن علی اشهب

آن کز بحق داور زمان و زمین است | خسرو سپهر و زینت نصرة الدین است
حامی اسلام به تمکین که چو گردون | مرکب اقبال او همیشه بزین است
آن که در اطراف ملکش از پی طاعت | خسرو انجم کمینه قلعه نشین است
وان که ز بهر نثار موکب قدرش | دامن افلاک پر از دُر ثمین است
دولت و دین را برای دفع حوادث | نام بزرگش همیشه نقش نگین است

---

[1] سپیدکار مصالح دشتی ۱۲ [2] [illegible] نهادن متوجه بکسی شدن ۱۲ [3] [illegible] گرفتن [illegible] ز دو پوشیدن ۱۲ [4] خسرو انجم کنایه از آفتاب ۱۲

پیشِ کلکِ او به نیم ذرّه نسنجد — هر چه در احشای بحر و بطن زمین است
رایتِ یک روزه بخششِ او را — هر چه پس افگنده شهر و شهرنشین است
عرصهٔ جاهش ورای بحر محیط است — پایهٔ قدرش فراز چرخ برین است
همّت او بر زمانه بچیره نبخشد — صدره چندانکه طول و عرض زمین است
روی به هر جا که آورد او را — دولت و اقبال پیشیار رهین است
هر کس سعادت او را بود که ندارد — دست زدن در رکاب او که حبل متین است
صورت دولت سزد که باز نداند — پایهٔ زورگاه او که حصن حصین است
چشم فلک خیره شد ز نور جبینش — قرّة العین است آن نه نور جبین است
ای ملکی کز نسیم خلق تو دائم — مغز فلک همچو نافهٔ آهوی چین است
ملک ترا آن نهایتی است که آن جا — بیشهٔ چرخ از صفت پارهٔ بلین است
دعوی شاهی ترا رسد به حقیقت — لاف سر پنجه کار شیر عرین است
دشمن تو چون هلال برد که خدنگست — پیش سپهش چون قضای کمین است
دین حق از تو یافته است معونت — لاجرم امروز روشن خدای متین است
ملک تو از گردش زمانه مصون باد — آن که بکار آید از زمانه همین است

در مدح محمد بن علی شنسب

گل ز خرگاه چمن روی بصحرا دارد — سر خوردن ز این گنبد مینا دارد

خرگاه عربی لفظ بوزن قریه دشت و بیشه ۱۲

سبزه چون تازگی افزود به سرسبزی سال | گلبن فتح ملک سر به ثریا دارد
تاج بخش ملکان شاه جهان نصرة دین | کز همه تاجوران منصب اعلی دارد
خضر فیضی که به فتوای محمد نسبی | شه سپه بارگه گنبد خضرا دارد
(اسباب و خیمه و خرگاه ۱۲ — آسمان ۱۲)
بخت بیدار و فلک یاور و اقبال مطیع | مملکت بین که چه اقبال مهیا دارد
در چنان باغ سعادت که گل فتح شگفت | شاید ار چشم ظفر چشم تماشا دارد
دولت قاهره کز چشم ظفر دور مباد | چرخ را پیش گذار جانب اعدا دارد
ماه نو دید عدو بر علمش شیفته شد | ماه نو شیفته را بر سر سودا دارد
(دیوانگی افزاید ۱۲)
هم جهان دید مخالف که ولایت بگذاشت | وان که او غرق شود کی غم کالا دارد
(مایه ۱۲)
کی کند همسری شه به تنازع طرفی | کز طرف تا ز طرف بنده و مولا دارد
بنده چند که از خدمت او دور شدند | شه نیابد که چنین اقبال تمنا دارد
گر ز دریا دو سه قطره بپراگند چه باک | باز چون جمع شود سیل به دریا دارد
هر که از قبلهٔ اسلام بگرداند روی | بی گمان رو به سوی قبلهٔ ترسا دارد
(عیسائی ۱۲)
وان که در دین مسیحا شود از ملت تو | نبرد جان اگر افسون مسیحا دارد
هر که در مذهب تو نیست ز دنیا و ز دین | مذهب آنست که نه دین نه دنیا دارد
ای یمن تاب سهیلی که به ناموس عشق | ز تبسم به لالای تو قول دو دلی خارا دارد

سله کرت لپنتین مقابل و هم پیشه ۱۲ سهیل یمن نام ستاره که در ان از تابش سهیل عقیق پیدا
شود یمن نام آن که یمن را روشن کند ۱۲

گفتم آیم به مصافت تو زود آسانست | مرد می باید کاین زهرهٔ و یارا دارد (مجال زاهرا ۱۲ طاقت ۱۲)
قهر اگر دشمن بشمشیر زاشکند گوشکن | تا کسی آرزم کند چند تحاشا دارد
با تو در پیشهٔ دعوی کشناسد گهری | تن زند مرد که همه رشتهٔ بیضا دارد
به چنین صیرفی نقد نمودن خطرست | که دل روشن تو دیدهٔ بینا دارد
تحفهٔ از رو فریاد رس مظلومان | کیست امروز که اندیشهٔ فردا دارد (فردا یعنی قیامت ۱۲)
بنده را با تو مجال سخن اینست و لیک | جامه باید که به اندازهٔ بالا دارد (قامت ۱۲)
تو سلیمانی و این مرغ زبانی که مراست | پیش تو پر بنهد گر پر عنقا دارد

در مدح محمد بن علی اشعث

ستاره سجده برد طلعت منیر ترا | زمانه بوسه دهد پایهٔ سریر ترا
موافقست قضا بخت کامگار ترا | مسخرست عدو تیغ شیرگیر ترا
خدایگان جهان بی نظیر چون تو سزد | که نافرید خدای جهان نظیر ترا
نصیر تست خدا و تویی بدان منصور | قضا همیشه به نصرت بود نظیر ترا
اسیر تست بخاک اندرون مخالف تو | همی ز خاک به آتش برند اسیر ترا
رسید پیر به درگاه تو سعادت بخت | همی به دیده درآید رهی بدیر ترا
ضمیر فکرت تو هست در مصالح خلق | بعقل وصف کنم فکرت و ضمیر ترا
ز عقل تو نگزیرد زمانه را هرگز | بروح وصف کنم عقل ناگزیر ترا (ناچار ۱۲)
ز نور طلعت تو هر شب آفتاب فلک | همی سجود کند طالع منیر ترا (روشن ۱۲)

چو آمدی تو خداوند میهمان وزیر ‌ ‌ ‌ سزد که سجده برد آسمان وزیر ترا
در روزگار تو برنا و پیر شد دلشاد ‌ ‌ ‌ که کرد دولت برنا و زیر پیر ترا
ز مشتری و عطارد همی ندانم باز ‌ ‌ ‌ دل وزیر ترا و کفایت دبیر ترا
بسال همیشه به ملک اندرون بزرگ و عزیز ‌ ‌ ‌ که خوار کرد اجل دشمن حقیر ترا
به پادشاهی و دولت تو باش تا محشر ‌ ‌ ‌ نشانه گشته دل چرخ پیر تیر ترا

در مدح ملک ضیاء الدین

بگشاد عشق روی تو چون روزگار دست ‌ ‌ ‌ دست غمت به پیش مرا آشکار دست
در پای محنت تو از آن دست می زنم ‌ ‌ ‌ تا برنگیری از سر من دلفگار دست
پیش لبت مگر پی یک بوسه هر شبی ‌ ‌ ‌ دل چون چنار پیش کشد صد هزار دست
گر بنده بر وصال لبت دست یابدی ‌ ‌ ‌ بردی نشاط از غم اندوه گسار دست
می خواهمی که بر تو مرا دست باشدی ‌ ‌ ‌ تدبیر چیست چون ندهد روزگار دست
هر دم چو گل کنی رخ و گوئی مرا به طنز ‌ ‌ ‌ کز جستن تو گوشت مرا پر ز خار دست[1]
در پای غم فگنده مرا دست عشق تو ‌ ‌ ‌ زین طنزها برای دل من بدار دست
دل بیقرار گشت مرا در هوای تو ‌ ‌ ‌ یا زو بر آن دو سلسله بیقرار دست[2]
نتوان زدن به زلف ترا دست تا بود ‌ ‌ ‌ دل در رکاب صاحب صدر کبار دست
مخدوم شرق صاحب دنیا ضیاء دین ‌ ‌ ‌ کو راست گاه جود برابر به بحار دست

---

[1] کرده جستن تو گوشت، وستم پر ز خار است ۱۰ [2] بازو - درا... ۱۱

عبدالرشید آنکه کشد آسمان به فخر | پیش یمین او ز پی پایکار دست
آن صدر سروری که جهان گاه مکرمت | در پای او زند ز پی افتخار دست
گردون که هر شبی به جهان پایمال اوست | گفتش که دار بر سر من زینهار دست
ای کز دهش بریده رای تو از جهان امل | دست داده بر زمانه ترا کردگار دست
هر کس که بر لباس ز نعمت ثنا و پای | برداز جهان سرکشی و ناپایدار دست
هر بامداد صبح منور کند آسمان | بوسد رکاب پای ترا اختر شمار دست
گر بر شمار خواند ز دوامی ثنای تو | بیرون نهد چو برگ ز درخت از شمار دست
دست شد است چون تو بر خواست از جهان ۱۲ | بی زر کسی نبیند جز با چنار دست
چون خاطرم بگنج مدحت تو رسد | طبعم ز عجز برد سوی اختصار دست
دست سخا حبیب کرم نه برای من | کامسال من تهی ست مرا همچو پار دست
همواره تا گرانه بهر دعای شب | در فضل بارگاه تو با صنع کار دست

در مدح ملک مجدالدین صدر عراق

زهی گشاده ز طبع تو چشمه سار سخن ۱۲ | شگفته در چمن فطانت بهار سخن
بگاه بحث و گه مجلس حور ... تکیه | به سیم نثر نشاند ...
چه باده ایست که هر شب ... | ...
... | گرفته گلشن ...

بدست تست عنان سخن تو گر دستی — بطبع بینی از سر تحقیق در مهار سخن
نمود جمله سخن رد گشت و قلب نمود — که نیک نیک بیفزوده عیار سخن
سر اکابر صدر عراق مجد الدین — تویی که طبع تو گشتست ناطق بار سخن
ز دست رفته ای باز سر بسر در عصر — چو کار جود و کرم در زمانه کار سخن
تو تازه کرده و الله درگسسته کاش — به بست تخم زمینی ترا لاله زار سخن
شعار خامهٔ تو شرع بدرنه شعر ولیک — همی برید بشکو ترا شعار سخن
ز سطح قلزم طبع و دولت تضاعف گرد — روان و تر و بلند ابر آبدار سخن
ز تیغ فضل گشودی جهان عالم نظم — بجاه عقل شدی فرد در دیار سخن
ترا سخاوت سخن نیک بر دست شده — تو شهسوار سخائی و شهریار سخن
همیشه تا که بود اندر طبیعت اصل — به نفس ناطقه ناچار افتخار سخن
ترا بجز بدل خویش افتخار مباد — که هست طبع و دولت مرکز و مدار سخن

در مدح صدر الدین صدر عجم

ای کرده گرد ماه بنفشه خرمن — گریان ز حسرت تو یاران من
آری دلیل قوت باران ست — آن جا که گرد ماه بود خرمن
رخساره و زلف تست عجب کاری — جان فرشته و تن اهرمن

سلہ گویند ہالۂ ماہ دلیل باران است ۱۲ سلہ چنان که چند فرشته و تن ہم اہرمن وارد ۱۲ سلہ تضاعف دو چند کردن ۱۲

ای هندوان خط تو ترک آبتین — وی آهوان چشم تو شیر افگن

تشویر خورده است لب از تو لاله — وآزاد کرده رخ تو سوسن

بنمای روی و عقل بغارت ده — بگشای زلف و شهر بهم برزن

من عشق را ز سینه سپر کردم — تا دل بود ز حادثه در مامن

لیکن به پیش ناوک غمزه‌ات — مانع نمی‌شود سپر و جوشن

ای دوستان ز مهر تو آن دیده — کز کین سپهبدای جهان دشمن

فردا به صدر دین کجا سازند — از درگهش صدور زمین مسکن

صدر عجم محمد ابوالقاسم — کاسرار غیب راست دلش مخزن

آن سروری که طوق مرادش را — گردون سر گرفته نهاد گردن

در سایهٔ او تحمل او کرده — خورشید پای بر است فرا روزن

وز امتلای نعمتش آتش را — چون آب نفرت آمد از روغن

زین پیش که بی رائض حکم او — ق — ایام تند بود و فلک توسن

امروز چو سرو با همه آزادی — در می‌نهند به بندگیش گردن

---

۵۱ ترک آبتین آن که شیوهٔ ترک دارد یعنی رهزنی نماید ۱۲ ۵۲ تشویر شرمساری ۱۲ ۵۳ ای معشوق از محبت تو دوستان آن مصائب دیده‌اند که دشمن پیشوای جهان از دشمنی آن دیده‌اند ۱۲ ۵۴ چنان که در روغن آب نیامیزد بل بالای سطح نشسته ماند نعمتش چنان پر است که آتش آن را نتواند سوزاند ۱۲ ۵۵ رائض تعلیم دهنده ۱۲

ای[1] آستانِ قدرِ ترا هرگز — ناگشته هیچ وهم پیرامن

ای جانِ جنّ و انس به تو خرّم — وی چشمِ مهر و ماه به تو روشن
(تر و تازه گرد ۱۲)

در گوشِ دشمنِ تو قضا گوید — گفته نفیر خوف لا تأمن
(بے خوف مباش ۱۲)

وانگه در دماغِ مطیعِ تو — داده ندای امن و لا تحزن
(بے خوف باش ۱۲ — مرنج ۱۲)

گشتند نیکنام به عهدِ تو — گردونِ سفله و فلکِ ریمن
(فرومایه ۱۲)

جز مدحِ تو هیچ درین دوران — طبعم نشد از طالعم آبستن
(از اندازی ۱۲)

قهرت[2] چنان بکوفت سرِ مخالف را ق — در هر طریق و هر سخن و هر فن

کامروز اگر چه بر سرِ غربال ست — صد رهِ تو آتش به تخیّت پرویزن

لعل از نشاطِ خدمتِ انگشت — رخساره بر فروخته در معدن
(چیکنی شہندی ۱۲ — کان ۱۲)

وز شرمِ تو چو لرزه بادِ بد اندیشت[3] — کرده عرق جبینِ بتِ وهن

ز آسیبِ سنگ و آهن اگر گفتم — کاتش چه صواب نبود این ظن
(گمان ۱۲)

از صدمتِ شکوهِ تو می ریزد — خون از عروقِ سنگ و دلِ آهن
(جمع عرق ۱۲)

تا پیرهن بقا کند خرقه — ایّام از نشاطِ هر پیراهن

پیراهنِ بقای ترا بادا — بر فرقِ روزگار گشادامن

---

۱ ای آستانِ قدرِ تو چنان بلند واقع شده که هیچ وهم به پیرامنِ آن نگردیده ۱۲ ۲ قهرِ تو سرِ مخالف را در هر طریق و هر سخن و هر فن چنان بکوفته که امروز هر شخص بر سرِ پرویزن است اما صد بار آن چه پرویزن بتوان تخیت ۱۲ ۳ و مانندِ بد اندیشِ دشمن ۱۲ ۴ وسے دهین هر دو نامِ ماهی که در آن شدّتِ سرما باشد ۱۲

عیدت خجسته باد که هستی بعید دائم (همیشه ۱۲) عید عدوی تو ز عنا شیون (گریه وزاری ۱۲)

در مدح زبیده خاتون

سر برافراخت بر سپهر برین مهد میمونت پادشاه زمین (گهواره ۱۲)
زبدهٔ[1] ملک ست زبیدهٔ وقت (بزرگی ۱۲) مریم روزگار عصمت دین
آن که در خلافت او عصمت باد درس تشریف خواند روح امین
وان که حکمش ز حلقه بیرون کرد چرخ پیروزه رنگ را چو نگین[2]
ای بعدل و سخا رسانیده رایت ملک را به علیین[3]
تا شنوده صبای رحمت تو ق زلف شمشاد و عارض نسرین[4]
چرخ در عهد تو ندیده بهم سینهٔ کبک و پنجهٔ شاهین[5]
بر جناب تو سجدهٔ تعظیم خسروان بر زمین نهاده جبین
کرده رضوان دعای دولت تو ماهرویان خلد را تلقین[6]
پیش عهد بلندت از هیبت پادشاهان در اوفتاده ز زین

---

۱ زبده خلاصهٔ هر چیز و زبده و زبیده صنعت تجنیس زائد است، زبیده خاتون زن هارون رشید خلیفهٔ عباسی بغایت خیر بوده نهر زبیده در عرب از آثار اوست. امّا این زبیده خاتون دیگر است که ظهیر مدحش گفته ۱۲ ۲ وان که حکمش چرخ پیروزه رنگ را چو نگین از حلقه بیرون کرده است ۱۲ ۳ علیین جمع علیه غرفه‌های بهشت، و نام جای بلند بهشت و کتاب اعمال بندگان صالح نزد بعضی علیین معرفه یعنی بهشت است ۱۲ ۴ یعنی آسمان یا در زمین سدرة المنتهی را گویند ۱۲ ۵ تا صبای رحمت تو زلف شمشاد و عارض نسرین شنوده آسمان در روزگار تو سینهٔ کبک و پنجهٔ شاهین را باهم ندیده یعنی شاهین نتواند که کبک را گرفته پنجه بسینه اش آزار دهد ۱۲ ۶ تلقین فهمانیدن و تعلیم کردن ۱۲

آسمان از لطائف[۱۱] کرمت　　کمری بسته از مجره ثمین

زهره را از طرائف نعمت　　گوشواره رسید از پروین

از پی خاک آستانهٔ تو　　زلف جاروب کرده حور العین

حرم عصمتت چو پردهٔ غیب[۱۲]　　نه گمان ره بسبرده و نه یقین

گر قبول تو سایه برگیرد　　برکشد آفتاب خنجر کین

گر شکوهت نقاب بگشاید　　مژه در دیده ها شود ژوبین

وهم را پرده دارست از بیم در　　بانگ بر می زند که "دور نشین"

عقل را پاسبانت از سر بام　　میل در چشم می کشد که "مبین"

روز چند از عنای عارضهٔ　ق　گشت رخسارهٔ عافیت پرچین

آخر از فتح باب نصرت داو　　آسمان غبار را تسکین

لطفها ساخت کردگار در آن　　شکرها کرد روزگار در این

پادشاها توئی که در شانت　　شعر من بنده آیتی ست مبین

چون زبان در ثنات بگشایم　　برکشد صبح نعرهٔ تحسین

دست چون بر دعات بردارم　　روح قدسی بجان کند آمین

از ره شعر سنگیم که مرا　　در دل از علمها ست گنج دفین

---

[۱۱] لطیفه نکوئی و چیز نیک، و نازک، [۱۲] در حرم عصمت تو همچو پردهٔ غیب نه گمان رسائی دارد نه یقین

[۱۲] آخر نصرت از کشادگی در آسمان غبار را فرو نشانید[illegible]

شاعری در مذاقِ همّتِ تو — بی ضرورت سخن شود شیرین

ظلمِ شیرویه دان که شیرین کرد — تلخیِ زهر بر دلِ شیرین

تا ز یزدان بود معونتِ خلق — باد یزدان ترا همیشه معین

هر که چون گل دو رویه شد با تو — بادش از خار بستر و بالین

هر که از جان نه آفرین بتو گفت — از جهان آفرین برو نفرین

قصیده

ای ز کرم مدام ده کامِ مراد این دلم — کانِ کرم یقین توئی کی نهی برین دلم

بلبلِ خوش سرای را طعمه بساز از کرم — برگ و نوا ز گلشکر ساز بیا برین دلم

گرچه هزار جان و دل وصفِ کمالِ گل کند — همچو منی کجا بود بلبلِ خوش نوا دلم

ای تو لطیف تر ز آب چه آبِ خضر حیات بخش — همچو روانِ تو کجا بخشد بیان به تن دلم

قصهٔ من چو شه گدا رفت بعالمِ جهان — نیست معین کس مرا قصه برد به شه دلم

ابروی کس کمانِ تو تیرِ سهم زد بچشم — نورِ بچشمِ من توئی مردمِ دیدهٔ دلم

هیچ ندیده ام چنین شکل بچشم در جهان — همچو تو سروِ شه خرام در چمنِ جهان دلم

وای که خسروِ جهان هیچ گهی بسوی من — می نکند نظر چو مه هیچ شبی ز شب دلم

له شیرویه پسرِ خسرو پرویز پدرش را کشته می خواست که معشوقهٔ پدرش شیرین را بزنی خویش در آرد اما شیرین برای تن در نداد و زهر خورده خودش را هلاک ساخت. شاعری با ظلم شیرویه دان که تلخیِ زهر را بر دلِ شیرین گوارا کرده ۱۲ عـه ۵ تقریب لغت ۱۲

ای کرده مهر ذرهٔ رای تو در صفت مقابلم   در نظر آفتاب بین که چه یافتست این دلم

از سر سودا چو زلف جان پریشان مراست   رحم کنی تو دلنواز جمع بکن تو این دلم

قلب به زر تو زر درست می طلبی و شاه جهد   از کرمی که دارد وش زر به یقین بود دلم

قلب شنا ز نار وان عکس نه وی نو بخوان

هر دو ز منزلند ماه قلب زنیم به ه دلم

اعلان :

ہمارے مطبع میں کتب ذیل فروخت کے لئے موجود ہیں جس قدر جلدوں کی ضرورت ہو طلب فرمائیے

حیات سعدی حالی	عہ/	رباعیات حکیم عمر خیام معہ ترجمہ اُردو و مقدمہ در نقد و تبصرہ مجلد	عہ/
مقدمہ شعر و شاعری حالی	[illegible]		
دیوان حالی	[illegible]	مثنوی اہلی شیرازی معہ مقدمہ	۸/
یادگار غالب حالی	ے/	مثنوی تحفۃ الاحرار جامی معہ مقدمہ	زیر طبع
اُردوئے معلیٰ غالب	[illegible]	مثنوی مخزن اسرار نظامی معہ مقدمہ	زیر طبع
شورش ہندی غالب	۱۲/	مثنوی مطلع الانوار خسرو معہ مقدمہ	زیر طبع
دیوان غالب مشرح	ے/	غزلیات نظیری معہ مقدمہ	زیر طبع
فسانۂ عجائب محشیٰ مجلد	[illegible]	تہذیب الاخلاق	۸/
موازنۂ انیس و دبیر مجلد	[illegible]	انتخاب مثنوی منیر شکوہ آبادی	۸/
شعر العجم حصۂ اول	ے/	دربار اکبری	[illegible]
شعر العجم حصۂ دوم		آب حیات	[illegible]
شعر العجم حصۂ سوم		نیرنگ خیال حصۂ اول	۱۲/
شعر العجم حصۂ چہارم		نیرنگ خیال حصۂ دوم	۱۲/
شعر العجم حصۂ پنجم		قصائد ذوق معہ مقدمہ	[illegible]

جعفری برادرس مالک مطبع انوار احمدی - الہ آباد